رَضِیَ اللہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ

”اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی“

فضائلِ صحابہ و اہلِ بیت علیہم الرضوان

مصنف

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت مفکرِ اسلام حضرت علامہ

سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ

عزمِ نَو پبلشرز

0328-2965268

{جملہ حقوق محفوظ ہیں}

کتاب	....	فضائلِ صحابہ و اہلِ بیت علیہم الرضوان
مصنف	....	پیر طریقت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ
مرتب	....	علامہ حافظ محمد آصف قادری
پروف ریڈنگ	....	انجینئر حافظ محمد عارف قادری
معاونین	....	عمران جاوید قادری، شاہد علی قادری (اسلام آباد)
	....	مولانا محمد رئیس قادری، محمد اشرف قادری (کراچی)
باہتمام	....	مولانا محمد سلیم قادری رضوی
تاریخ اشاعت	....	ستمبر 2025ء / ربیع الاوّل 1447ھ
ناشر	....	عزمِ نَو پبلشرز، پلاٹ نمبر 1196/1197، سیکٹر E/32، ناصر کالونی عقب مٹھاس سویٹس، کراچی
رابطہ ناشر	....	0328-2965268

ادارے کی تمام مطبوعات ملک بھر میں ہول سیل ریٹ پر حاصل کرنے کے لیے الکافی بک سرکل کے نمبر پر رابطہ کیجیے:

0315-2421854

فہرست

تقریظ جلیل 6
تقریظ جلیل 8
خوب تر سے خوب ترین: 10
صحابہ کرام کے اختلافات پر ارشادِ مصطفوی: 13
صحابہ کرام کے اختلافات میں صحابہ کی تین قسمیں ہو گئیں: 13
اہل علم کی تحقیق سے انحراف کا نتیجہ: 14
اس بھنور سے نکلنے کی راہ: 15
پیش لفظ 16
صحابہ کون ہیں؟ 21
شانِ صحابہ، قرآن کی روشنی میں: 22
شانِ صحابہ، احادیث کی روشنی میں 34
خلیفۂ اوّل، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ 40
فضائلِ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، قرآن میں: 42
فضائلِ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، احادیث میں: 48
خلیفۂ دوم، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ 56

فضائلِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، قرآن میں: 58
چند موافقات اور فراستِ عمر رضی اللہ عنہ: 65
فضائلِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، احادیث میں: 66
فضائلِ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما، قرآن میں: 74
فضائلِ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما، احادیث میں: 75
خلیفۂ سوم سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ 81
فضائلِ سیدنا عثمان 87
فضائلِ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، احادیث میں: 90
خلیفۂ چہارم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ 98
فضائلِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، قرآن میں: 102
فضائلِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، احادیث میں: 110
عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے فضائل 120
عشرہ مبشرہ کے فضائل، قرآن میں: 120
عشرہ مبشرہ کے فضائل، احادیث میں: 121
اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم 125
فضائلِ اہلبیت، قرآن میں: 127
فضائلِ اہلِ بیت، احادیث میں: 138

فضائلِ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا: 142

فضائلِ سیدنا حسن وسیدنا حسین رضی اللہ عنہما: 149

دیگر اہلِ بیت کے فضائل: 160

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن 166

1۔ اُم المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا: 172

2۔ اُم المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا: 174

3۔ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: 174

4۔ اُمُ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا: 178

5۔ اُمُ المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا: 179

6۔ اُمُ المؤمنین سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا: 180

7۔ اُمُ المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا: 181

8۔ اُمُ المؤمنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا: 183

9۔ اُمُ المؤمنین سیدہ اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا: 184

10۔ اُمُ المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حییٔ رضی اللہ عنہا: 185

11۔ اُمُ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا: 186

تعدد ازواج کی حقیقت: 188

خلافتِ راشدہ، قرآن کی روشنی میں 191

خلفائے راشدین، احادیث کی روشنی میں: 202

خلفائے راشدین، سابقہ آسمانی کتب میں: 212

مَنۡ كُنۡتُ مَوۡلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوۡلَاهُ 215

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ہارون علیہ السلام سے تشبیہ: 218

حدیثِ قرطاس 220

خلیفۂ بلا فصل کون؟ 226

مسئلہ فدک کی حقیقت: 229

کیا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوئیں؟ 232

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کب بیعت ہوئے؟ 236

چند شبہات کا ازالہ 240

سبائی فتنہ کی ابتدا: 243

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ 245

مشاجراتِ صحابہ کرام 253

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید: 258

شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ: 261

امامِ پاک اور یزید پلید: 263

یزید فاسق وفاجر تھا: 266

کیا یزید مستحقِ لعنت ہے؟ 268
مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ پر حملہ: 269
کیا یزید مغفور ہے؟ 272
یزید کس حدیث کا مصداق ہے؟ 274
صحابہ و اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کی باہم محبت 277
سیدنا ابو بکر و سیدنا علی رضی اللہ عنہما کی باہم محبت: 277
سیدنا عمر و سیدنا علی رضی اللہ عنہما کی باہم محبت: 280
سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور عظمتِ شیخین رضی اللہ عنہما: 284
حضرات شیخین رضی اللہ عنہما اور ائمہ اہلبیت: 287
امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا فتویٰ: 289
مآخذ و مراجع 291

تقریظ جلیل

استاذُ العلماء علامہ مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ

(سابق شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

ایک مسلمان کے لیے مرکزِ محبت واطاعت اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس ہے۔ اس کے حکم کی بناء پر تمام مخلوق سے زیادہ محبت، عقیدت اور اطاعت اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"تم فرماؤ، اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ، اور تمہاری کمائی کے مال، اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے، اور تمہارے پسند کا مکان، یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) لائے، اور اللہ فاسقوں کو راہ (ہدایت) نہیں دیتا"۔[1]

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔

"تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُسے اُس کے والد، اُس کی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں"۔[2]

حضور ﷺ کے بعد چونکہ جس مخلوق سے بھی محبت کی جائے گی وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے تعلق اور نسبت کی بناء پر ہو گی، اس لیے ایک مسلمان کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب

1...پ10، توبہ:24

2...مسلم، کتاب الایمان، باب وجوب محبۃ رسول اللہ۔۔۔ الخ، حدیث:168

ﷺ کے بعد سب سے مقدس ہستیاں اہل بیت کرام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہیں۔ اہل سنت وجماعت دونوں سے محبت وعقیدت رکھتے ہیں اور رکھنی بھی چاہیے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسولُ اللہ کی

پیشِ نظر کتاب "فضائلِ صحابہ و اہل بیت" اہل سنت وجماعت کے نامور عالم، مبلغِ اسلام، پیر طریقت حضرت مولانا سید شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف لطیف ہے، جس میں انہوں نے بڑے عمدہ انداز میں صحابہ واہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل ومناقب بیان کیے ہیں اور اختلافی مسائل میں اہل سنت وجماعت کا موقف بھی بیان کیا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ جو بات کی ہے باحوالہ کی ہے۔ مختصر یہ کہ یہ ایک ایمان افروز کتاب ہے جس کا مطالعہ ہر مسلمان کو کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا فیض تادیر اور دور دراز تک جاری وساری رکھے، آمین یارب العالمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا محمد و آله واصحابه اجمعین

۵ ذوالحجۃ ۱۴۲۶ھ

محمد عبدالحکیم شرف قادری

۶ جنوری ۲۰۰۶ء لاہور

تقریظ جلیل

مفسرِ قرآن علامہ مفتی عبد الرزاق چشتی بھتر الوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث جامعہ جماعتیہ مہر العلوم راولپنڈی

الحمد للہ ساتر العیوب وغافر الذنوب وقابل التوبۃ والیہ اتوب والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد المحبوب وعلی آلہ واصحابہ الذین جاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم وما مسھم من لغوب اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓىٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (۱۰) (3)

”اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو حالانکہ آسمانوں اور زمین میں سب کا وارث (مالک) اللہ ہی ہے۔ تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا، وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا، اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے“۔

اس آیت کریمہ سے بہت واضح طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تمام صحابہ کرام سے جنت کا وعدہ ہے ہاں البتہ جن صحابہ کرام نے فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا ان کا مرتبہ بلند ہے بنسبت ان صحابہ کرام کے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔

خیال رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ حضرات ہیں جنہوں نے حالتِ ایمان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہو، یعنی آپ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا ہو اور حالتِ ایمان پر ہی دنیا سے رخصتی حاصل ہو۔

3...پ27، حدید:10

لہٰذا مطلقاً صحابہ کرام کا لفظ جب بولا جائے گا تو وہ تمام صحابہ کرام کو شامل ہو گا، اسی کے ضمن میں اہل بیت اطہار بھی آئیں گے اور خلفائے راشدین بھی، تاہم بالخصوص خلفائے راشدین اور اہل بیت کے فضائل بھی احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔

قال رسول الله ﷺ اصحابي كالنجوم فبايهم اقتديتم اهتديتم۔[4]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں جن کی بھی اقتداء کروگے ہدایت پا جاؤگے۔

وعن ابى ذر رضی اللہ عنہ انه قال وهو أخذ بباب الكعبة سمعت النبى يقول الا ان مثل اهل بيتى فيكم مثل سفينة نوح من ركبها نجا ومن تخلف عنها هلك۔[5]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کعبہ شریف کے دروازے کو پکڑے ہوئے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، خبر دار! بیشک میرے اہل بیت تم میں اس طرح ہیں جس طرح نوح علیہ السلام کی کشتی تھی۔ جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا، اور (کفر کی وجہ سے) پیچھے ہٹا رہا وہ ہلاک ہو گیا۔

فكذا من التزم محبتهم ومتابعتهم نجا في الدارين والا فهلك فيهما۔[6]

اسی طرح جس نے اہل بیت کی محبت کو لازم پکڑا اور ان کی تابعداری کی وہ دونوں جہانوں یعنی دنیا و آخرت میں نجات پا گیا، اور جس نے اہل بیت سے محبت نہ کی اور ان کی تابعداری نہ کی تو وہ دونوں میں ہلاک ہو گیا۔

”ولو كان يفرق المال والجاه او احدهما“ اس کے مال خرچ کرنے اور اس کے مرتبہ ووجاہت کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

4... مشکوۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب الصحابۃ، حدیث:6018

5... مستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، باب وعدنی ربی فی اہل بیتی، حدیث:4774

6... مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناقب والفضائل، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ، تحت الحدیث:6018

وحسنه الصغانی فی کشف الحجاب شبه الدنیا بما فیها من الکفر والضلالات والبدع والجهالات والاهواء الزائغة ببحر لجی یغشاه موج من فوقه موج من فوقه سحاب ظلمات بعضها فوق بعض وقد احاط باکنافه واطرفه الارض کلها ولیس منه خلاص ولامناص الا تلك السفینة وهی محبة اهل بیت الرسول وما احسن انضمامه مع قوله مثل اصحابی مثل النجوم من اقتدی بشئ منه اهتدی۔[7]

علامہ صغانی رحمہ اللہ نے کشف الحجاب میں بہت خوب بیان کیا ہے کہ دنیا اور اس میں پائی جانے والی گمراہیاں اور کفر، بدعات اور جہالتیں اور غلط قسم کی خواہشات کو سمندر سے تشبیہ دی گئی ہے کہ سمندر میں بہت زیادہ طغیانی ہو، موجوں پر موجیں ہوں، اور سخت سیاہ بادل بھی چھائے ہوئے ہوں جنہوں نے زمین کے کناروں کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہو تو اس حالت میں بغیر کشتی اور ستاروں کی راہنمائی کے نجات ممکن نہیں۔ اسی طرح گمراہی سے بچنے کے لیے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اہلِ بیت کی محبت کی کشتی پر سوار ہونا ضروری ہے، اس کے بغیر کفر وجہالت، گمراہی وبدعات سے چھٹکارا ممکن نہیں۔ اور صحابہ کرام کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ستاروں کی طرح فرمایا ہے۔

اس سے پتہ چل گیا کہ جب تک ستاروں سے راہنمائی حاصل نہ کی جائے تو کشتی کا کنارے پر پہنچنا ممکن نہیں۔

خوب تر سے خوب ترین:

ونعم ما قال الامام فخر الدین الرازی فی تفسیره نحن معاشر اهل السنة بحمد الله رکبنا سفینة محبة اهل البیت واهتدینا بنجم هدی اصحاب النبی فنرجو النجاة من اهوال القیامة ودرکات الجحیم والهدایة الی مایوجب درجات الجنان والنعیم المقیم۔[8]

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے تفسیر کبیر میں کیا خوب فرمایا ہے کہ ہم اہل سنت وجماعت بحمد اللہ

7...مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناقب والفضائل، باب مناقب اہل بیت النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، تحت الحدیث:6018

8...مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناقب والفضائل، باب مناقب اہل بیت النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، تحت الحدیث:6018

محبتِ اہلبیت کی کشتی پر سوار ہیں، اور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام جو ستاروں کی طرح ہیں، ان سے ہدایت حاصل کر رہے ہیں۔ ہم امید رکھتے ہیں قیامت کی ہولناکیوں سے نجات حاصل کرنے کی، اور جہنم کے مقامات سے بچنے کی، اور امید رکھتے ہیں جنت کے اعلیٰ مقامات کو حاصل کرنے کی اور دائمی نعمتوں کے حصول کی۔

وعن عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اللہ اللہ فی اصحابی لاتتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فیوشك ان یأخذہ۔[9]

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو میرے صحابہ کے بارے میں، میرے بعد ان کو موردِ طعن و تشنیع نہ بنانا۔ جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ہی ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے بغض کی وجہ سے ہی ان سے بغض رکھا، اور جس نے ان کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی، جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے گرفت میں لے لے۔

وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمۃ واحبونی لحب اللہ واحبوا اھل بیتی لحبی۔[10]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو کہ اس نے نعمت کا رزق عطا کر رکھا ہے، اور اللہ کی محبت کی وجہ سے میرے ساتھ محبت رکھو، اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت رکھو۔

بس ایمان اسی چیز کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہلِ

9...ترمذی، کتاب المناقب، باب فیمن سب اصحاب النبی ﷺ، حدیث:3862

10...ترمذی، کتاب المناقب، مناقب اہل بیت النبی، حدیث:3789

بیت رضی اللہ عنہم کی محبت حاصل ہو۔

واتفق اهل السنة افضلهم ابوبكر ثم عمر قال جمهورهم ثم عثمان ثم علی۔ اہلسنت وجماعت کا اتفاق ہے کہ تمام صحابہ کرام سے افضل حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر اور جمہور اصحاب علم کا یہ قول ہے کہ پھر حضرت عثمان اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم۔[11]

قال ابومنصور البغدادی اصحابنا مجمعون علی ان افضلهم الخلفاء الاربعة علی الترتيب المذكور ثم تمام العشرة ثم اهل بدر ثم احد ثم بيعة الرضوان وممن له مزية اهل العقبتين من الانصار وكذلك السابقون الاولون وهم من صلی الی القبلتين۔[12]

ابو منصور بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ہمارے اصحاب کا اس مسئلہ میں اجماع ہے کہ خلفائے راشدین کی جو ترتیب خلافت میں پائی گئی ہے وہی ان کے درجات میں بھی ہے۔ سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں وہی سب سے افضل ہیں۔ اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور اس لحاظ پر دوسرا مرتبہ آپ کا ہے۔ اور تیسرے مرتبہ پر خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں، اس لحاظ پر تیسرا مرتبہ آپ کو حاصل ہے۔ اور چوتھے خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، اس لحاظ پر آپ کا درجہ چوتھا ہے۔

پھر مرتبہ عشرہ مبشرہ کو حاصل ہے پھر بدر میں شریک صحابہ کرام کا مقام ہے پھر درجہ غزوہ احد میں شریک حضرات کا ہے پھر بیعتِ رضوان والوں کا ہے پھر وہ انصار جنھوں نے عقبہ اولیٰ اور ثانیہ پر بیعت کی پھر السابقون الاولون، یہ وہ حضرات ہیں جنھوں نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی۔

واما علی رضی اللہ عنہ فخلافته صحيحة بالاجماع وكان هو الخليفة فی وقته لا خلافة لغيره۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت صحیح ہے اس مسئلہ پر اہل سنت وجماعت کا اجماع ہے۔ جب آپ خلیفہ تھے اس وقت کوئی اور خلیفہ نہیں تھا۔[13]

11...شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، 15/ 147

12...شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، 15/ 147

13...شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، 15/ 147

واما معاویة رضی اللہ عنہ فھو من العدول والفضلاء والصحابة النجباء۔[14]

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل اور فضلاء اور عظیم المرتبت صحابہ کرام سے ہیں۔

صحابہ کرام کے اختلافات پر ارشادِ مصطفوی:

وعن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول سألت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الی یا محمد ان اصحابك عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضھا اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذ بشئ مما ھم علیہ من اختلافھم فھو عندی علی ھدی۔[15]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے رب سے میرے بعد میرے صحابہ میں واقع ہونے والے اختلافات کے بارے میں سوال کیا تو رب تعالیٰ نے میری طرف وحی کی کہ اے محمد! بیشک تمہارے صحابہ میرے نزدیک اس طرح ہیں جس طرح آسمان پر ستارے ہیں۔ جس طرح ستارے بعض بعض پر قوی ہیں، ایسے ہی تمہارے صحابہ کے بعض کے بعض پر درجات بلند ہونگے، ہر ایک کو نور حاصل ہو گا۔ جس شخص نے ان میں سے کسی کے قول پر بھی عمل کیا تو میرے نزدیک ہدایت پر ہو گا۔

صحابہ کرام کے اختلافات میں صحابہ کی تین قسمیں ہو گئیں:

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپس میں جنگ ہوئی تو،

فقسم ظھر لھم بالاجتھاد وان الحق فی ھذا الطرف وان مخالفه باغ فوجب علیھم نصرته وقتال الباغی علیه فیما اعتقدوہ ففعلوا ذلك ولم یکن یحل لمن ھذہ صفة التأخر عن مساعدته امام العدل فی قتال البغاة فی اعتقادہ وقسم عکس ھؤلاء ظھر لھم بالاجتھاد وان الحق فی الطرف الآخر فوجب علیھم مساعدته وقتال الباغی علیه، وقسم ثالث اشبھت علیھم القضیه وتحیروا فیھا ولم یظھر لھم ترجیح احد الطرفین فاعتزلوا الفریقین وکان ھذا الاعتزال ھو الواجب فی

14...شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، 15/148

15...مشکوۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب الصحابہ، حدیث:6018

حقهم۔[16]

صحابہ کرام کی جنگوں میں بعض صحابہ کرام نے ایک فریق کو حق پر سمجھا اور دوسرے کو ناحق۔ ان پر واجب ہو گیا کہ وہ حق کا ساتھ دیں، وہ پہلے فریق کے ساتھ ہو گئے۔ اور بعض حضرات نے دوسرے فریق کو حق پر سمجھا اور پہلے فریق کو ناحق سمجھا، ان پر واجب ہو گیا کہ وہ دوسرے فریق کا ساتھ دیں اور پہلے سے دور رہیں۔ اور بعض لوگوں پر مشتبہ رہا، وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ حق پر کون اور ناحق کون ہیں، ان پر واجب ہو گیا کہ وہ کسی ایک کا بھی ساتھ نہ دیں کیونکہ ناحق کا ساتھ دینا ظلم ہے۔

فکلهم معذورون ولهذا اتفق اهل الحق ومن یعتد به فی الاجماع علی قبول شهاداتهم ورو اياتهم وكمال عدالتهم رضی الله عنهم اجمعین۔[17]

تمام صحابہ کرام کو آپس میں جنگوں کے مسئلہ میں معذور سمجھا گیا، اسی مسئلہ پر اہلِ حق کا اتفاق ہے اور جن حضرات کا شریعت میں اجماع معتبر ہے وہ بھی اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ تمام صحابہ کرام کی گواہیاں اور روایات اور کامل عدالت معتبر ہے۔

اہل علم کی تحقیق سے انحراف کا نتیجہ:

مذکورہ بالا جو اہل علم کی تحقیق پر مبنی بحث پیش کی، جب اس سے انحراف کیا گیا تو کوئی گستاخِ اہل بیت بن گیا اور کوئی گستاخِ صحابہ کرام بن گیا۔

من لم یدخل السفینة کالخوارج هلك مع الهالکین فی اول وهلة ومن دخلها ولم یهتد بنجوم الصحابة کالروافض ضل ووقع فی ظلمات لیس بخارج منها۔[18]

جو اہل بیت کی محبت کی کشتی پر سوار نہ ہوا خارجیوں کی طرح تو وہ ابتدائی مرحلہ میں ہی ہلاک ہو گیا، اور جو کشتی میں تو سوار ہو گیا لیکن محبتِ صحابہ کرام سے ہدایت حاصل نہ کی جو ستاروں کی طرح ہیں

16...شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، 15/149

17...شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، 15/149

18...مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناقب والفضائل، باب مناقب اہل بیت النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، تحت الحدیث: 6018

تو وہ رافضیوں کی طرح گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹکتا ہی رہے گا، اسے نکلنے کی کوئی راہ نظر نہیں آئے گی۔

اس بھنور سے نکلنے کی راہ:

رواہ احمد عن انس مرفوعاً ان مثل العلماء فی الارض کمثل النجوم فی السماء یھتدی بھا فی ظلمات البر والبحر فاذا انطمست النجوم اوشك ان تضل الھداۃ۔[19]

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مرفوع حدیث بیان کی (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ علماء زمین میں اس طرح ہیں جس طرح آسمان میں ستارے ہیں، ستاروں سے خشکی اور تری کی تاریکیوں میں ہدایت حاصل کی جاتی ہے، اگر ستارے بے نور ہو جائیں تو راہنما بھٹک جائیں۔

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ علماء کرام بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ راست پر لاتے ہیں۔ ان اصحابِ علم میں سے ہادیٔ بر حق، واصل الی الحق، محب الحق، (پیر طریقت، راہبر شریعت) حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری مد ظلہ العالی بھی ہیں جو اپنے زہد و تقوی اور تحقیق بھری حسین تقاریر سے تو پہلے ہی لوگوں کی راہنمائی فرما رہے تھے، لیکن اب آپ نے تھوڑے سے عرصہ میں بہت بڑا تصنیفی کام کیا ہے۔

اب زیرِ نظر کتاب "فضائلِ صحابہ واہلبیت" میں آپ نے صحابہ کرام کی شان اور اہل بیت کی شان قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سے تصنیف فرما کر بھٹکی ہوئی دنیا کو راہ راست پر لانے کی عظیم کوشش فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور قارئین کرام کو اس کتاب سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ان کی عاقبت سنور جائے۔ آمین ثم آمین۔

خاکپائے اولیاء کرام و علماء کرام،

عبد الرزاق بھتر الوی حطاروی

19...مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناقب والفضائل، باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، تحت الحدیث:6018

پیش لفظ

الحمد للہ الواحد الغفار و الصلوۃ و السلام علی النبی المختار و علی اٰلہ الاطہار و اصحابہ الاخیار

تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے جس نے ہمیں اپنے محبوب رسول سیدنا محمد مصطفی ﷺ کے امتی ہونے کا اعزاز بخشا اور ہمیں اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم کی محبت کی کشتی عطا فرمائی تا کہ اس میں سوار ہو کر ہم دنیا کی محبت اور آخرت سے غفلت کے سمندر میں ڈوبنے سے محفوظ رہیں پھر ہماری راہبری کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آسمانِ ہدایت کے ستارے بنا دیا تا کہ ہم معصیت و گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے کی بجائے ان ستاروں کی راہنمائی سے منزلِ مقصود پالیں۔

اُن کے مولیٰ کے اُن پر کروڑوں درود
اُن کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

سرکارِ دوعالم ﷺ نے اپنی تیئس (۲۳) سالہ تبلیغی جدوجہد اور تربیتی کاوشوں کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صورت میں ایک ایسی جماعت تیار فرمادی جو بعد میں آنے والی امت کے لیے راہنما اور ہادی بنے اور ان مقدس نفوس پر ہمیشہ اعتماد کیا جائے۔

اگر خدانخواستہ صحابہ کرام لائقِ اعتماد نہ رہیں تو پھر دین کی کسی چیز پر اعتماد ممکن نہ رہے گا کیونکہ آقا و مولیٰ ﷺ کے لائے ہوئے دین کی ہر ہر بات ہم تک انہی مقدس نفوس کے ذریعے پہنچی ہے لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر عدم اعتماد دراصل دین ہی پر عدم اعتماد ہے۔

قراٰن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے،

”جیسا ہم نے بھیجا تم میں ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا“۔[20]

اس آیت مقدسہ کے اول مخاطبین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں لہٰذا اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ

20...پ2،بقرہ:151

رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو پاک کر دیا اور انہیں کتاب وحکمت سکھائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے پاک ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ یہ بہت بڑا اعزاز ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نصیب ہوا کہ قرآن مجید نے دوطرفہ رضامندی کی گواہی دی، رَّضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡهُ ۔[21]

اب جن مقدس نفوس سے رب تعالیٰ راضی ہونے کا اعلان فرمائے اور کوئی یہ کہے کہ "میں ان سے راضی نہیں ہوں" (معاذ اللہ) تو کیا یہ رب تعالیٰ سے بغاوت اور دشمنی نہیں؟ حدیثِ قدسی ہے، جس نے میرے کسی ولی سے عداوت رکھی، اُس کے خلاف میرا اعلانِ جنگ ہے۔[22]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو رب تعالیٰ کے ایسے دوست ہیں کہ رب تعالیٰ نے ان سب سے جنت اور مغفرت کا وعدہ بھی فرمایا ہے، وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الۡحُسۡنٰى ؕ[23] اس ضمن میں متعدد آیات مبارکہ اس کتاب میں مذکور ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے الاصابہ کے دیباچہ میں امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے، "جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ رسول کریم ﷺ کے صحابہ میں سے کسی کی تنقیص کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ برحق ہیں، قرآن مجید برحق ہے اور جو دین آقا ومولیٰ ﷺ لائے ہیں، وہ برحق ہے۔ اور یہ سب چیزیں ہم تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پہنچائی ہیں (تو گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی نبوت ورسالت کے گواہ ہیں)۔ اور یہ لوگ ہمارے گواہوں پر جرح وتنقید کر کے کتاب وسنت کو باطل کرنا چاہتے ہیں لہٰذا یہ لوگ خود جرح وتنقید کے لائق ہیں اور یہ بدمذہب اور زندیق ہیں"۔[24]

21...پ30، بینہ:8
22...بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، حدیث:6502
23...پ5، نساء:95
24...الاصابۃ، الفصل الثالث فی بیان حال الصحابۃ من العدالۃ، 1/162

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ میری امت کے جس شخص سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے دل میں میرے صحابہ کی محبت ڈال دیتا ہے۔[25]

پس حضور ﷺ کی آل، ازواج، اولاد اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے محبت، ان کی تعظیم اور ان کی تعلیمات پر عمل ایمان کی علامات میں سے ہے اور ان سے بغض و عناد، ایمان و عاقبت کی تباہی کا سبب ہے۔ سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ کا ارشاد ہے، "وہ شخص ایمان ہی نہیں لایا جس نے آپ کے اصحاب کی تعظیم نہیں کی"۔

حضور ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے، جب میرے صحابہ کا ذکر ہو رہا ہو تو خاموش رہا کرو یعنی ان کے متعلق اچھی بات کہو ورنہ خاموش رہو۔[26]

بعض لوگ نہ جانے کیوں صحابہ کرام اور اہلبیت اطہار سے بغض رکھتے ہیں۔ ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ " امام حسین رضی اللہ عنہ صحابی نہیں تھے کیونکہ صحابی ہونے کے لیے حضور ﷺ کے ساتھ ملاقات کے وقت بالغ ہونا شرط ہے"۔ حالانکہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ بالغ ہونے کی شرط مردود ہے۔ امام بخاری، امام احمد اور جمہور محدثین رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔[27]

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے کے متعلق فرماتے ہیں، "بیشک وہ مسلمانوں کے سردار اور علماء صحابہ میں سے ہیں"۔[28]

امام حسن رضی اللہ عنہ و امام حسین رضی اللہ عنہ صرف صحابی نہیں بلکہ صاحبِ روایت صحابی ہیں۔

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں، حسین رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کی ہے۔[29]

25... جامع صغیر، 47/، حدیث: 327

26... معجم الکبیر، حدیث: 10448

27... فتح الباری، باب فضائل اصحاب رسول اللہ، 7/4، ناشر دار المعرفہ بیروت، شاملہ

28... البدایہ والنہایہ، 11/579، ناشر دار الھجر والطباعہ، شاملہ

29... الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، الحسین بن علی بن ابی طالب، 1/398، ناشر دار الجیل بیروت، شاملہ

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی گواہی ملاحظہ کیجیے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے جد پاک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔[30]

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے بھی سنن میں امام حسین رضی اللہ عنہ سے حدیث پاک روایت کی ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ کے شاگرد امام محمد کے شاگرد امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

يَا اَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللهِ حُبُّكُمْ
فَرْضٌ مِّنَ اللهِ فِي الْقُرْآنِ اَنْزَلَهُ

"اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت! تم سے محبت رکھنا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں، جس کو اُس نے نازل کیا، فرض قرار دیا ہے"۔

يَكْفِيْكُمْ مِّنْ عَظِيْمِ الْقَدْرِ اِنَّكُمْ
مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلٰوةَ لَهُ

"تمہاری عظمت و شان کے لیے یہی بات کافی ہے کہ جو تم پر درود نہ پڑھے، اس کی نماز نہیں"۔

ایک اور مقام پر آپ نے فرمایا،

اِذَا نَحْنُ فَضَّلْنَا عَلِيًّا فَاِنَّنَا
رَوَافِضُ بِالتَّفْضِيْلِ عِنْدَ ذِي الْجَهَلِ

"جب ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو بیان کیا تو بیشک ہم فضیلت بیان کرنے کی وجہ سے جاہلوں کے نزدیک رافضی ہو گئے"۔

وَفَضْلُ اَبِيْ بَكْرٍ اِذَامَا ذَكَرْتُهُ
رُمِيْتُ بِنَصْبٍ عِنْدَ ذِكْرِيْ لِلْفَضْلِ

"اور جب ہم سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہیں تو اس وقت ہم پر ناصبی ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے"۔

30... تہذیب التہذیب، من اسمہ الحسین، 2/344، مطبعۃ دائرۃ المعارف النظامیہ الہند، شاملہ

اِنْ كَانَ رِفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ
فَلْيَشْهَدِ الثَّقْلَانِ اَنِّيْ رَافِضْ

”اگر آل محمد ﷺ سے محبت ہی کا نام رفض ہے (جیسا کہ جاہلوں کا گمان ہے) تو دونوں جہان گواہ رہیں کہ بیشک میں رافضی ہوں“۔

زیرِ نظر کتاب حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم القدسیہ نے تالیف فرمائی اورالحمد للہ! مجھ فقیر کو اس کی ترتیب کی سعادت ملی۔ اگر اہلِ علم کوئی غلطی پائیں تو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اسے درست کیا جاسکے۔رب تعالیٰ اسے نافعِ خلائق اور ہمارے لیے ذریعۂ نجات بنائے، آمین بجاہِ سید المرسلین۔

کیا بات رضاؔ اُس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں، حسین اور حسن پھول

خاکپائے صحابہ واہلبیت
محمد آصف قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ اٰلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین

صحابہ رضی اللہ عنہم کون ہیں؟

صحابی کے لغوی معنی ساتھی کے ہیں جبکہ شریعت میں صحابی اُس خوش نصیب کو کہتے ہیں جس نے ایمان و ہوش کی حالت میں رسول کریمﷺ کا دیدار کیا یا جسے آقا و مولیٰﷺ کی صحبت نصیب ہوئی اور پھر ایمان پر اس کا وصال ہوا۔

تمام صحابہ کرام میں سب سے افضل سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں پھر سیدنا فاروق اعظم پھر سیدنا عثمان غنی پھر سیدنا مولیٰ علی پھر بقیہ عشرہ مبشرہ و حضرات حسنین کریمین، اہل بدر و اُحد، بیعتِ رضوان والے، بیعتِ عقبہ والے اور سابقین یعنی وہ صحابہ جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی، دیگر صحابہ کرامؓ سے افضل ہیں۔

تمام صحابہ کرام متقی، عادل اور جنتی ہیں اور ان کا ذکر، خیر ہی کے ساتھ کرنا فرض ہے۔ تمام صحابہ کرام کی تعظیم و توقیر واجب ہے اور کسی بھی صحابی کے ساتھ برا عقیدہ رکھنا بدمذہبی و گمراہی اور جہنم کا مستحق ہونا ہے کیونکہ قرآن و احادیث میں جا بجا صحابہ کرام کے عادل و متقی ہونے کی اور فسق سے محفوظ ہونے کی گواہی موجود ہے۔

دنیا کے تمام اولیاء، ابدال، غوث اور قطب بھی جمع ہو جائیں تو کسی صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے۔

شانِ صحابہ، قرآن کی روشنی میں

1۔ وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (۱۰۰)[31]

”اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں، ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں، یہی بڑی کامیابی ہے“۔

اس آیت مبارکہ میں رب تعالیٰ نے اُن صحابہ کی شان بیان فرمائی جنہوں نے اس وقت رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعوت حق قبول کی جبکہ اس دعوت کو قبول کرنا بیشمار مصائب و تکالیف کو دعوت دینا تھا۔ اخلاص و استقلال کے ان پیکروں نے محض رضائے الٰہی کے لیے اپنے گھربار چھوڑے، اپنے خونی رشتوں کو فراموش کیا اور حق کی سربلندی کی خاطر اپنی جان تک کی بازی لگادی۔ رب کریم نے ان نفوسِ قدسیہ اور ان کے متبعین کو بھی یہ اعزاز عطا فرمایا کہ ان سے راضی ہونے کا اعلان فرمادیا، انہیں جنتی ہونے کی خوشخبری دی اور اسے بہت بڑی کامیابی قرار دیا۔ یہ بھی ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم سابقین اولین میں سے ہیں۔

صدرُ الافاضل مفتی سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ”وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ“ (اُن کے پیروکاروں) سے قیامت تک کے وہ ایماندار مراد ہیں جو ایمان و طاعت و نیکی میں انصار و مہاجرین صحابہ کرام کی راہ چلیں“۔[32]

2۔ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ

31...پ11، توبہ:100

32...خزائن العرفان، توبہ: تحت الآیۃ:100

دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۰﴾ (33)

”تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا، وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا، اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے“۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہ کرام سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے البتہ ان صحابہ کرام کو دیگر صحابہ پر فضیلت اور برتری حاصل ہے جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ کیا اور اس کی راہ میں جہاد کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ان نفوسِ قدسیہ میں بھی حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

3۔ وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ (34)

”اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے مظلوم ہو کر، ضرور ہم انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے اور بیشک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے، (کاش!) کسی طرح لوگ جانتے“۔

4۔ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾ (35)

”اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی، وہی سچے ایمان والے ہیں، اُن کے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی“۔

ان آیات کریمہ میں مہاجرین و انصار صحابہ کرام کی شان بیان ہوئی۔ رب تعالیٰ نے خوشخبری دی کہ ان کے لیے دنیا میں بھی عزت وبلند مقام ہے اور آخرت میں بھی ان کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم

33...پ27، حدید:10
34...پ14، نحل:21
35...پ10، انفال:72

ہے۔ آخر الذکر آیت کریمہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مہاجرین و انصار تمام صحابہ علیہم الرضوان سچے مومن اور متقی ہیں۔ غور فرمایئے کہ جن نفوس قدسیہ کے سچے مومن ہونے کی رب تعالیٰ گواہی دے اور جن کی لغزشوں کی مغفرت کی سند مالک الملک عطا کرے، ان کے ایمان و اعمال پر کسی کو تنقید کا حق کیونکر دیا جا سکتا ہے؟؟

5۔ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۸﴾ (36)

"(مال غنیمت) اُن فقیر ہجرت کرنے والوں کے لیے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے، اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے اور اللہ ورسول کی مدد کرتے، وہی سچے ہیں"۔

اس آیتِ مقدسہ سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام جنہوں نے ہجرت کی، وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضامندی کے طالب ہیں، دینِ اسلام کے مددگار ہیں اور دین میں سچے ہیں۔ ایسے جلیل القدر مقدس نفوس کے صادق و صدیق ہونے میں شک کرنا یا ان کی عظمت کا انکار کرنا در حقیقت قرآنِ عظیم کے انکار کے مترادف ہے۔

6۔ وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾ (37)

"اور وہ جو اُن (مہاجرین و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کے بعد آئے، عرض کرتے ہیں، اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے، اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے رب ہمارے بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے"۔

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جس کے دل میں صحابی کی طرف سے بغض یا کدورت ہو اور وہ ان کے لیے دعائے رحمت و استغفار نہ کرے، وہ مومنین کی اقسام سے خارج ہے کیونکہ یہاں مومنین

36...پ28، حشر:8
37...پ28، حشر:10

کی تین قسمیں فرمائی گئیں۔ مہاجرین، انصار اور ان کے بعد والے جو ان کے تابع ہوں اور ان کی طرف دل میں کوئی کدورت نہ رکھیں اور ان کے لیے دعائے مغفرت کریں۔

توجو صحابہ سے کدورت رکھے رافضی ہو یا خارجی، وہ مسلمانوں کی ان تینوں قسموں سے خارج ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہانے فرمایا، لوگوں کو حکم تو یہ دیا گیا کہ صحابہ کے لیے استغفار کریں اور کرتے یہ ہیں کہ گالیاں دیتے ہیں"۔(38)

7۔ اَلتَّآىِٕبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآىِٕحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ(۱۱۲)(39)

"توبہ والے، عبادت والے، سراہنے والے، روزے والے، رکوع والے، سجدہ والے، بھلائی کے بتانے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدیں نگاہ میں رکھنے والے، اور خوشی سناؤ مسلمانوں کو"۔

8۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَ جِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ(۲) الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ(۳) اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِیْمٌ(۴)(40)

"ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے، ان کے دل ڈر جائیں اور جب اُن پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں، اُن کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں۔ اور وہ جو نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں۔ یہی سچے مسلمان ہیں، ان کے لیے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی"۔

مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں جو صفات بیان ہوئیں وہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں موجود ہیں اس لیے

38...خزائن العرفان، حشر: تحت الآیۃ:10

39...پ11، توبہ:112

40...پ9، انفال:2-4

قرآن عظیم کی گواہی سے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سچے مومن ہیں اور ان کے لیے مغفرت اور بلند درجے ہیں۔

9۔ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۫ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۸۸) اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (۸۹) (41)

"لیکن رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے، انہوں نے اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا اور اُنہیں کے لیے بھلائیاں ہیں اور یہی مراد کو پہنچے۔ اللہ نے ان کے لیے تیار کر رکھی ہیں بہشتیں جن کے نیچے نہریں رواں، ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہی بڑی مراد ملنی ہے"۔

10۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (۲۰) يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ رِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ (۲۱) خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (۲۲) (42)

"وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں لڑے، اللہ کے یہاں ان کا درجہ بڑا ہے اور وہی مراد کو پہنچے۔ ان کا رب انہیں خوشی سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا اور ان باغوں کی جن میں انہیں دائمی نعمت ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے، بیشک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے"۔

سرکار دوعالم ﷺ کے جانثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو ان صفات سے کامل طور پر متصف تھے، ان کے جنتی ہونے کے متعلق قرآن عظیم کی یہ آیات گواہ ہیں۔ رب کریم نے جو ہر شخص کا ماضی، حال اور مستقبل خوب جاننے والا ہے، اُس علّامُ الغیوب نے جن نفوسِ قدسیہ کے متعلق رحمت، رضا، جنت اور کامیابی کی خوشخبری سنائی ہے، ان میں سے کسی ایک کے بھی ایمان یا تقوٰی کا انکار ان

41...پ10، توبہ: 88-89

42...پ9، توبہ: 20-22

آیاتِ قرآنی کا انکار ہے۔

11۔وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۹﴾ (43)

”اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے، اور اوروں (یعنی دوسروں) پر گواہ ہیں اپنے رب کے یہاں، ان کے لیے اُن کا ثواب اور اُن کا نور ہے“۔

اس آیت مبارکہ میں صحابہ کرام کی شان یہ بیان ہوئی کہ وہ صدیقیت کے مقام پر فائز ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم کی بتائی ہوئی تمام باتوں کی تصدیق کرتے تھے۔ اور رب کریم کا حکم ہے، كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ یعنی سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (44)

حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے صدیق کا ایک خاص معنی بیان کیا ہے وہ یہ کہ جن حضرات نے اسلام لانے میں سبقت کی اولاً وہ مقامِ صدیقیت پر فائز ہوئے۔ جن میں حضرت ابو بکر، حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت زید، حضرت سعد اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہم اجمعین شامل ہیں بعد میں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو ان کی نیت کی صداقت کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی مقامِ صدیقیت پر فائز کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز ملا کہ وہ صدیقیت کے مقام میں حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے افضل ہیں۔ (45)

12۔اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ (46)

”ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہ کیا اور اپنی جان اور

43...پ27، حدید:19

44...پ11، توبہ:119

45...معالم التنزیل، توبہ، تحت الایۃ:119

46...پ26، حجرات:15

مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، وہی سچے ہیں“۔

یہ تمام صفات صحابہ کرام علیہم الرضوان میں موجود تھیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے اُن کے سچے ہونے کی گواہی دی۔

13۔وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۙ﴿۷﴾ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَةً ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۸﴾ (47)

”لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اِسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی، ایسے ہی لوگ راہ (ہدایت) پر ہیں۔ (اُن پر) اللہ کا فضل اور احسان، اور اللہ علم و حکمت والا ہے“۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام کفر و فسق اور گناہ سے محفوظ ہیں اور رب تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان کی محبت پیدا فرما کر انہیں راہ حق پر ثابت قدم بنا دیا ہے۔ ان کے دل ایمان اور تقویٰ سے مزیّن اور معمور ہیں لہٰذا ان میں کوئی بھی فاسق نہیں۔

متعدد آیات پہلے بیان ہوئیں جن میں رب تعالیٰ نے صحابہ کرام کے لیے مغفرت اور جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس لئے اگر بالفرض کسی صحابی سے کوئی اجتہادی لغزش سرزد ہو بھی جائے تو اُسے توبہ کی توفیق ضرور نصیب ہوتی ہے۔

14۔وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ (48)

”اور بیشک اس نے تمہیں معاف کر دیا، اور اللہ مسلمانوں پر فضل کرتا ہے“۔

15۔وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾ (49)

47…پ26، حجرات:7-8

48…پ4،ال عمران:152

49…پ4،ال عمران:155

"اور بیشک اللہ نے انہیں معاف فرمادیا، بے شک اللہ بخشنے والا حلم والا ہے"۔

اس سے معلوم ہوا کہ اُحد کی جنگ میں جن مومنوں کے قدم اکھڑ گئے، ان کی معافی ہو گئی۔ اب جو ان کے اس واقعہ کو ان کی توہین کی نیت سے بیان کرے وہ بے ایمان ہے۔ جیسے حضرت آدم علیہ السلام کا گندم کھالینا معاف ہو چکا، اب جو ان پر طعن کرے وہ کافر ہے۔ بلکہ جس قصور کی معافی کا رب اعلان فرمادے وہ ہماری طاعتوں سے بہتر ہے کہ جن کی قبولیت کا کوئی یقین نہیں۔[50]

16۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ (۱۳)[51]

"اور جب ان (منافقوں) سے کہا جائے کہ ایمان لاؤ جیسے اور لوگ (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) ایمان لائے ہیں تو کہیں، کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں، سنتا ہے وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں"۔

17۔ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ[52]

"پھر اگر وہ بھی یوں ایمان لائے (اے صحابہ!) جیسا تم لائے، جب تو وہ ہدایت پا گئے"۔

ان آیات مبارکہ میں صحابہ کرام کو ایمان کی کسوٹی قرار دیا گیا ہے۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ مومن وہی ہے جس کا ایمان صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ایمان کی طرح ہو۔ نیز جو ان کے ایمان پر تنقید کرے وہ منافق و احمق ہے۔

18۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ[53]

"تم بہتر ہو اُن سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع

50...نورالعرفان، ال عمران، تحت الآیۃ:155

51...پ1، بقرہ:13

52...پ1، بقرہ:134

53...پ4، ال عمران:110

کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو“۔

اس آیتِ کریمہ کے اولین مصداق اور مخاطب صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں جو اِن صفات کے کامل مظہر تھے۔ قرآن کریم نے ان کے ایمان کی اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی صفات کی گواہی دے کر ان کی عظمت بیان کی۔

19۔مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ؗ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۚ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۛ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَ جَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا۠(۲۹) (54)

”محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے، اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔ ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے، یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں، جیسے ایک کھیتی، اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی، کسانوں کو بھلی لگتی ہے (یعنی ابتدا میں اسلام کے ماننے والے کم تھے رب کریم نے صحابہ کے ذریعے اسے طاقت دی اور اللہ و رسول ﷺ کو صحابہ کرام پیارے بھلے لگتے ہیں) تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں، اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں، بخشش اور بڑے ثواب کا“۔

اس آیت مقدسہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی صفات بیان ہوئیں کہ وہ آپس میں مہربان و نرم دل ہیں اور کافروں پر سخت ہیں۔ یہ بھی ارشاد ہوا کہ ان کی صفات توریت و انجیل میں بھی مذکور ہیں۔ اس آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی راہ حق پر استقامت اور باہم خلوص و محبت دیکھ کر اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ تو خوش ہوتے ہیں مگر کافروں کے دل جلنے کڑھنے لگتے ہیں۔ جن کے ایمان

54...پ26، فتح:29

وتقویٰ کی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جگہ جگہ گواہی دی ہے اور ان سے جلنے والوں کو کافر بتایا ہے حیرت ہے کہ آج بعض لوگ مومن ہونے کے مدعی ہونے کے باوجود اِن محبوبانِ خدا رضی اللہ عنہم سے کینہ وعداوت رکھتے ہیں اور ان پر تبرّا کرنے پر ناز کرتے ہیں۔ اگر تعصب کی وجہ سے کسی کی آنکھیں حق دیکھنے سے بالکل اندھی نہ ہوگئی ہوں تو اسے چاہیے کے وہ اس آیت مقدسہ کو بار بار پڑھے اور غور کرے کہ اس کا عقیدہ سچے مومنوں کا سا ہے یا کافروں سا۔ رب کریم حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

بعض گمراہ کہتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ میں مِنْهُمْ میں مِنْ بعضیہ ہے یعنی مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ تمام صحابہ کرام کے لیے نہیں بلکہ بعض صحابہ کے لیے ہے۔ یہ قول باطل ومردود ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مِنْ حرفِ جار ہے اور علمائے لغت نے اس کے استعمال کی چودہ صورتیں بیان کی ہیں۔ اس آیتِ کریمہ میں قرآن کریم کی متعدد آیات کی طرح مِنْ بیان کے لیے ہے تبعیض کے لیے نہیں۔ جیسا کہ یہ آیت ہے، فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ [55] "پس دور رہو بتوں کی گندگی سے"۔

اس آیت کریمہ میں مِنْ بیان کے لیے ہے تبعیض کے لیے نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ بعض بتوں کی پوجا سے دور رہو اور بعض کی پوجا کرتے رہو۔ شیعہ مفسر طوسی نے بھی اپنی تفسیر التبیان میں مذکورہ بالا آیت کے تحت یہی لکھا ہے کہ "مِنْهُمْ میں مِنْ بیان کے لیے آیا ہے کہ مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ صرف صحابہ کرام کے ساتھ مخصوص ہے، ان کے سوا دوسروں کے لیے نہیں"۔ [56]

20۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ [57]

"وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ (دستِ قدرت) ہے"۔

اس بیعت سے مراد بیعت رضوان ہے جو نبی کریم ﷺ نے کم و بیش چودہ سو صحابہ سے حدیبیہ

55...پ17، حج:30

56...التبیان فی تفسیر القران، حج، تحت الایۃ:30

57...پ26، فتح:10

میں لی تھی۔ شمع رسالت کے ان پروانوں کو یہ اعزاز ملا کہ قرآن کریم نے ان کی بیعت کو اللہ تعالیٰ سے بیعت کرنا فرمایا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت قرار دیا۔

21۔لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا(۱۸) (58)

"بیشک اللہ راضی ہوا، ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو اُن کے دلوں میں ہے تو اُن پر اطمینان اتارا اور انہیں اور آنے والی فتح کا انعام دیا"۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ بیعتِ رضوان والے تمام صحابہ مخلص مومن ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رضا کا مژدہ دیا ہے۔ ان نفوسِ قدسیہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیعت کی تھی۔ شیعہ مفسر طبرسی نے اس آیت کے تحت لکھا ہے، "فعلم ما فی قلوبھم من الیقین و الصبر و الوفا"

یعنی اللہ تعالیٰ نے جان لیا جو ان (صحابہ کرام) کے دلوں میں یقین، صبر اور وفا کے جذبات تھے۔ (59)

22۔هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْۤا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ (60)

"وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان اتارا تاکہ انہیں یقین پر یقین بڑھے"۔

23۔فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰی وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا ؕ (61)

"تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اتارا اور پرہیز گاری کا کلمہ اُن پر لازم فرمایا، اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے۔ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے"۔

58...پ26، فتح:18
59...مجمع البیان فی تفسیر القرآن، فتح، تحت الآیۃ:24
60...پ26، فتح:4
61...پ26، فتح:26

ان آیات سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ اور ان کے صحابہ کرام کو اطمینان و سکون کی دولت سے مالامال کیا اور ان کے لیے کلمۃ التقویٰ لازم فرمایا۔ مفسرین کے نزدیک کلمۃ التقویٰ سے مراد کلمۂ توحید ہے جو ہر تقویٰ کی اصل اور بنیاد ہے۔ یہ نعمتیں علیم و حکیم رب نے صحابہ کرام کو بے سبب نہیں عطا کیں بلکہ وہ علاّم الغیوب گواہی دے رہا ہے کہ صحابہ کرام ان نعمتوں کے زیادہ مستحق اور اہل تھے۔ انصاف سے کہیے کہ جن کے ایمان و تقویٰ کے اور انعاماتِ الٰہیہ کے مستحق و اہل ہونے کی اللہ تعالیٰ گواہی دے، اُن کے متعلق بدگمانی کرنا یا ان پر تنقید کرنا کیا کسی مومن کو زیب دیتا ہے؟؟؟

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں، ”رافضی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام (معاذاللہ) کافر و منافق تھے۔ اس آیت ”لقد رضی اللہ“ سے روافض کے قول کا لغو ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس آیت کے آخر میں ارشاد ہوا: وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

یعنی صحابہ کرام کے دلوں میں جو ایمان اور رسول اللہ ﷺ کی محبت مخفی ہے، اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے“۔[62]

24۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى[63]

”تم کہو، سب خوبیاں اللہ کو اور سلام اس کے چُنے ہوئے بندوں پر“۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان برگزیدہ بندوں سے مراد حضور ﷺ کے صحابہ کرام ہیں، یہی سدّی، حسن بصری، سفیان بن عیینہ اور سفیان ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے اکابر ائمہ کا قول ہے۔[64]

جس مسلماں نے دیکھا اُنھیں اک نظر
اُس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

62... تفسیر مظہری، فتح، تحت الآیۃ:24
63... پ19، نمل:59
64... تفسیر مظہری، نمل، تحت الآیۃ:59

شانِ صحابہ،احادیث کی روشنی میں

1۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا:"میری امت میں بہترین زمانہ میرا ہے پھر اُن کے ساتھ والوں کا اور پھر اُن کے ساتھ والوں کا"۔(65)

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق میں سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو منتخب فرما کر اپنا محبوب رسول بنایا اس لیے آپ خیرُ الخلائق ہیں، آپ کا دین خیرُ الادیان ہے، آپ کی کتاب خیرُ الکتب ہے، آپ کی امت خیرُ الاُمم ہے، آپ کا زمانہ خیرُ القرون ہے اسی طرح آپ ﷺ کے اصحاب بھی خیرُ الاصحاب ہیں۔

2۔ حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا،

"ستارے آسمان کے لیے امن کا باعث ہیں۔ جب ستارے چلے جائیں گے تو آسمان پر واقع ہو جائے گا جس کا اُس سے وعدہ کیا گیا ہے۔ میں اپنے صحابہ کے لیے امن ہوں جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر واقع ہو جائے گا جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اور میرے صحابہ میری امت کے لیے امن و امان ہیں جب میرے صحابہ چلے جائیں گے تو میری امت پر واقع ہو جائے گا جو اس سے وعدہ کیا گیا ہے"۔(66)

جب قیامت آئے گی تو پہلے آسمان سے ستارے جھڑیں گے پھر آسمان پھٹے گا گویا ستاروں کا موجود ہونا آسمان کے لیے امن ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیات میں صحابہ کرام فتنوں اور اختلافات سے محفوظ رہے۔ اور صحابہ کرام کی موجودگی میں امت میں کوئی فتنہ پنپ نہ سکا البتہ صحابہ کرام کے بعد دین میں فتنہ وفساد پھیل گیا اور کئی گمراہ فرقے پیدا ہوئے۔

3۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرے کسی صحابی کو برا نہ کہو کیونکہ تم میں سے اگر کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو اُن

65...بخاری، کتاب الشھادات، باب لا یشھد علی شھادۃ جور۔۔۔الخ، حدیث:2651

66...مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب بیان ان بقاء النبی ﷺ، حدیث:2531

کے ایک مُد یا اس کے نصف کے ثواب کو بھی نہیں پہنچے گا"۔ (67)

ایک صاع کے چوتھائی حصہ کو مُد کہتے ہیں۔ گویا مُد کی مقدار ایک سیر دو چھٹانک بنتی ہے۔ اب حدیث پاک کا مفہوم یہ ہوا کہ غیر صحابی کتنا ہی نیک ہو اور راہِ خدا میں اگر اُحد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرے تو بھی ثواب و درجہ میں کسی صحابی کے خیرات کیے ہوئے ایک سیر دو چھٹانک بلکہ اس کے نصف کے ثواب کو بھی نہیں پا سکتا۔ جب صحابہ کرام کی خیرات کا یہ بلند رُتبہ ہے تو ان کی نمازوں، روزوں، زکوٰۃ و جہاد اور دیگر عبادات کا کس قدر اعلیٰ مقام ہو گا۔!!!

4۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور مجسم ﷺ نے فرمایا، "میرے صحابہ کی عزت کرو کیونکہ وہ تم میں بہتر ہیں پھر وہ لوگ جو اُن سے متصل ہیں پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو ان کے ساتھ والے ہیں"۔ (68)

جن لوگوں نے صحابہ کرام کا زمانہ پایا اُنہیں تابعین کہتے ہیں اور جنہوں نے تابعین کا زمانہ پایا وہ تبع تابعین ہیں۔ اس حدیث پاک میں صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے بہتر اور بھلائی پر ہونے کی گواہی دی گئی ہے اور ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم ان بہترین لوگوں کی تعظیم و توقیر کریں اور ان کا ذکر ہمیشہ خیر ہی کے ساتھ کریں۔

5۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غیب بتانے والے آقا کریم ﷺ نے فرمایا، "اُس مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا"۔ (69)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام و تابعین عظام کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی کیونکہ وہ رب کریم کی خاص رحمت سے جنت کے مستحق ہوتے ہیں۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی اور

67... بخاری، کتاب فضائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب قول النبی: لو کنت متخذا خلیلا، حدیث: 3673
68... مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضل الصحابہ، حدیث: 2533
69... ترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل من رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحبہ، حدیث: 3884

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ عظیم المرتبت تابعی ہیں۔ ان کی گستاخی و بے ادبی سخت جرم اور رحمتِ الٰہی سے محرومی کا باعث ہے۔

6۔ حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا،

"میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، میرے صحابہ کے متعلق اللہ سے ڈرنا۔ میرے بعد انہیں نشانہ نہ بنالینا۔ جو اُن سے محبت کرتا ہے تو وہ مجھ سے محبت کرنے کی وجہ سے اُن سے محبت کرتا ہے اور جو اُن سے عداوت رکھتا ہے تو وہ مجھ سے عداوت رکھنے کی وجہ سے اُن سے عداوت رکھتا ہے۔ جس نے انہیں تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی، اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پکڑے۔[70]

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بغض و کینہ رکھنا اور اُن پر تنقید کرنا در حقیقت حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء سے عداوت رکھنا اور انہیں اذیت دینا ہے اور آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینا دراصل اللہ تعالیٰ کو اذیت دینا ہے اور ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کے مستحق ہیں۔

7۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "میری امت میں صحابہ کی مثال نمک کی سی ہے کیونکہ نمک کے بغیر کھانا درست نہیں ہوتا۔[71]

یعنی جس طرح نمک کی قلیل مقدار کھانے کو درست کر دیتی ہے اسی طرح صحابہ کرام قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود تمام امت کی اصلاح کا ذریعہ ہیں۔ بلکہ کسی ایک صحابی کے وجود مسعود کو مسلمان رب تعالیٰ کی رحمتوں کے نزول کا ذریعہ اور فتح و نصرت کے حصول کا وسیلہ سمجھتے تھے جیسا کہ اگلی حدیث سے واضح ہے۔

8۔ حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غیب بتانے والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ ایک جماعت جہاد کرے گی تو لوگ کہیں گے، کیا تم میں رسول

70... ترمذی، کتاب المناقب، باب فی من سب اصحاب النبی، حدیث: 3888

71... شرح السنۃ، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضل الصحابہ

اللہ ﷺ کا کوئی صحابی ہے، جواب ملے گا، ہاں۔ پس انہیں فتح دی جائے گی۔ پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ایک جماعت جہاد کرے گی تو لوگ کہیں گے، کیا تم میں رسول اللہ ﷺ کے صحابی کا کوئی ساتھی ہے؟ جواب ملے گا، ہاں۔ پھر انہیں فتح دی جائے گی۔ پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ایک جماعت جہاد کرے گی تو کہا جائے گا، کیا تم میں صحابہ کے ساتھی کا کوئی ساتھی ہے؟ جواب ملے گا، ہاں۔ پس انہیں فتح دی جائے گی۔[72]

یعنی صحابہ کے طفیل پھر تابعین کے طفیل پھر تبع تابعین کے طفیل مسلمانوں کو جہاد میں فتح و نصرت عطا ہوتی ہے۔ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ رب تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے وسیلے سے رحمتیں نازل فرماتا ہے پس حاجت روائی کے لیے محبوبانِ خدا اور اولیاء اللہ کا وسیلہ اختیار کرنا اور ان کے وسیلے سے دعا مانگنا جائز ہے۔

9۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا، "جب تم اُن لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہتے ہوں تو کہو، تمہارے شر پر اللہ کی لعنت"۔[73]

اس حدیث پاک میں غیب کی خبر دی گئی کہ مسلمانوں میں ایسے گمراہ لوگ پیدا ہوں گے جو صحابہ کرام کے متعلق بد گوئی اور زبان درازی کریں گے۔ نیز ایسے گمراہ بدمذہب، صحابہ کرام کے زمانے ہی میں پیدا ہو جائیں گے، یہ دوسری غیبی خبر ہے چنانچہ عبد اللہ بن سبا یہودی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں مذہب رفض ایجاد کیا (اس کی تفصیل آگے مذکور ہو گی)۔ اسی زمانے میں خارجی فرقہ پیدا ہوا۔ خوارج اہل بیت اطہار کے دشمن ہیں اور روافض صحابہ کرام کے دشمن ہیں۔ خدا ہمیں دونوں کے شر سے بچائے آمین۔

10۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا، "میں نے اپنے رب سے اپنے صحابہ کے اختلاف کے متعلق سوال کیا جو میرے بعد ہو گا تو میری طرف وحی ہوئی، اے

72...بخاری، کتاب الجھاد، باب من استعان بالضعفاء۔۔۔الخ، حدیث:2897

73...ترمذی، کتاب ابواب المناقب، حدیث:3866

محمد مصطفی ﷺ! تمہارے اصحاب میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں کہ بعض بعض سے قوی ہیں لیکن سب نورانی ہیں۔ جس نے ان میں سے کسی کے بھی موقف کو اختیار کیا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے"۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، "میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں، تم ان میں سے جس کی پیروی کروگے ہدایت ہی پاؤگے"۔ (74)

حدیث پاک میں مذکور اختلاف سے فقہی مسائل میں اختلاف مراد ہے۔ پس جو کسی صحابی کے فتویٰ پر عمل کرے گا ہدایت پائے گا۔ ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جلیلُ القدر صحابی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تقلید فرماتے ہیں۔ اس موضوع پر تفصیل جاننے کے لیے فقیر کی کتاب "سیدنا امام اعظم" ملاحظہ فرمائیں۔

رسول کریم ﷺ کی شان میں قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے، "اے غیب بتانے والے! بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب بنا کر"۔ (75)

یہاں حضور ﷺ کی صفت سراجاً منیراً ارشاد ہوئی یعنی چمکا دینے والا آفتاب۔ بقول صدرُ الافاضل رحمۃ اللہ علیہ، "حقیقت میں آپ ﷺ کا وجودِ مبارک ایک ایسا آفتابِ عالم تاب ہے جس نے ہزارہا آفتاب بنا دیئے"۔ (76)

پس اس آیت مبارکہ اور مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ نورِ مجسم ﷺ کی بابرکت صحبت کی تاثیر اس قدر ہے کہ اس کی نورانیت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان نورانی ہوگئے اور آسمانِ ہدایت کے ستارے قرار پائے۔

11۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو رسول کریم ﷺ کے دل کو سب بندوں کے دلوں سے بہتر پایا۔ لہٰذا ان کو برگزیدہ کیا

74...مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب الصحابہ، حدیث: 6018

75...پ22، احزاب: 44-45

76...خزائن العرفان، احزاب، تحت الآیۃ: 44-45

اور رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ حضور ﷺ کے قلبِ اطہر کے بعد رب تعالیٰ نے دوبارہ بندوں کے قلوب کو دیکھا تو (انبیاء کرام کے بعد) آپ کے اصحاب کے دلوں کو سب سے بہتر پایا لہٰذا ان کو اپنے محبوب رسول ﷺ کا وزیر بنا دیا تاکہ وہ آپ کے دین کے طرف سے (کافروں کے خلاف) لڑتے رہیں۔[77]

12۔ حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے چن لیا اور میرے لیے میرے اصحاب کو چن لیا پھر ان میں سے بعض کو میرے وزیر، میرے مددگار اور میرے سسرالی رشتہ دار بنا دیا۔ پس جو شخص اُن کو برا کہتا ہے اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور سارے انسانوں کی لعنت۔ قیامت کے دن نہ اس کا کوئی فرض قبول ہو گا نہ نفل۔[78]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح رب تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو تمام مخلوق میں سے چن کر اپنا محبوب رسول بنایا ہے ایسے ہی تمام اولاد آدم میں سے بہترین لوگوں کو چن کر رب تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول ﷺ کی صحبت کے لیے منتخب فرمایا ہے۔ اسی بنا پر انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد صحابہ کرام تمام لوگوں سے افضل ترین قرار پائے۔

بلاشک وشبہ اگر صحابہ کرام سے بہتر کوئی اور لوگ ہوتے تو رب کریم اپنے محبوب رسول ﷺ کی صحبت ورفاقت کے لیے ان کو منتخب فرماتا۔ اس بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی صحابہ کرام پر تنقید کرتا ہے تو وہ صرف صحبتِ نبوی ہی کی نہیں بلکہ رب تعالیٰ عزوجل کے انتخاب کی بھی تنقیص و توہین کا مرتکب ٹھہرتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی — اُن سب اہلِ محبت پہ لاکھوں سلام
جاں نثارانِ بدر و اُحد پر درود — حق گذارانِ بیعت پہ لاکھوں سلام

77...مسند ابو داود الطیالسی، حدیث:246

78...مستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، حدیث:6656

خلیفۂ اوّل، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

علمائے اہلسنت کا اس امر پر اجماع اور اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ، ان کے بعد عشرہ مبشرہ کے دیگر حضرات رضی اللہ عنہم، پھر اصحابِ بدر رضی اللہ عنہم، پھر باقی اصحابِ اُحد رضی اللہ عنہم ان کے بعد بیعتِ رضوان والے اصحاب رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد دیگر اصحابِ رسول تمام لوگوں سے افضل ہیں۔[79]

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے اسلام لانے کا شرف حاصل ہے۔ بعض کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح کے مختلف اقوال میں یوں تطبیق کی ہے کہ مردوں میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور بچوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے ایمان لانے کا اعزاز حاصل ہے۔

تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ قبولِ اسلام کے بعد سے آقا و مولیٰ ﷺ کے وصال مبارک تک ہمیشہ سفر و حضر میں آپ کے رفیق رہے بجز اس کے کہ نبی کریم ﷺ کے حکم یا اجازت سے آپ کے ساتھ نہ رہ سکے ہوں۔

آپ تمام صحابہ کرام میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ آپ نے کثیر مال خرچ کر کے کئی مسلمان غلام آزاد کرائے۔ ایک موقع پر سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا، ابو بکر کے مال نے مجھے جتنا نفع دیا اتنا کسی کے مال نے نہیں دیا۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے عرض کی، "میرے آقا! میں اور میرا مال سب آپ ہی کا ہے"۔

تمام صحابہ کرام میں آپ ہی سب سے زیادہ عالم تھے۔ آپ سے ایک سو بیالیس احادیث مروی ہیں حالانکہ آپ کو بکثرت احادیث یاد تھیں۔ قلتِ روایت کا سبب یہ ہے کہ احتیاط کے پیشِ نظر آپ نبی کریم ﷺ کا عمل یا اس سے حاصل شدہ مسئلہ بیان فرمایا کرتے۔ آپ سب سے زیادہ قرآن

79... تاریخ الخلفا، بیان انہ افضل الصحابۃ وخیرہم، ص44

اور دینی احکام جاننے والے تھے، اسی لیے رسول کریم ﷺ نے آپ کو نمازوں کا امام بنایا تھا۔ آپ اُن خاص صحابہ میں سے تھے جنہوں نے قرآن کریم حفظ کیا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے سلسلے میں سب سے زیادہ اجر وثواب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ملے گا کیونکہ سب سے پہلے قرآن کریم کتاب کی صورت میں آپ ہی نے جمع کیا۔

حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کے وزیرِ خاص تھے چنانچہ حضور ﷺ آپ سے تمام امور میں مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ اسلام میں ثانی، غار میں ثانی، یومِ بدر میں سائبان میں ثانی اور مدفن میں بھی حضور ﷺ کے ساتھ ثانی ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے آپ پر کسی کو فضیلت نہیں دی۔

آپ کا سب سے بڑا کارنامہ مرتدوں سے جہاد اور ان کے فتنے کا مکمل انسداد ہے۔ یمامہ، بحرین اور عمان وغیرہ کے مرتدین کی سرکوبی کے بعد اسلامی افواج نے ایلہ، مدائن اور اجنادین کے معرکوں میں فتح حاصل کی۔ آپ کی خلافت کی مدت دو سال سات ماہ ہے۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وصال کے وقت اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، یہ اونٹنی جس کا ہم دودھ پیتے ہیں اور یہ بڑا پیالہ جس میں ہم کھاتے پیتے ہیں اور یہ چادر جو میں اوڑھے ہوئے ہوں، ان تین چیزوں کے سوا میرے پاس بیتُ المال کی کوئی چیز نہیں۔ ان چیزوں سے ہم اس وقت تک نفع لے سکتے تھے جب تک میں امورِ خلافت انجام دیتا تھا۔ میرے انتقال کے بعد تم ان چیزوں کو حضرت عمر کے پاس بھیج دینا۔ آپ کے وصال کے بعد جب یہ چیزیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو واپس کی گئیں تو انہوں نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ابو بکر پر رحم فرمائے۔ انہوں نے اپنے جانشین کو مشقت میں ڈال دیا۔

امام شعبی رحمہ اللہ نے روایت کیاہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے چار ایسی خصوصیات سے متصف فرمایا جن سے کسی اور کو سرفراز نہیں فرمایا۔

اوّل: آپ کا نام صدیق رکھا۔

دوم: آپ غار ثور میں محبوبِ خدا ﷺ کے ساتھی رہے۔

سوم: آپ ہجرت میں حضور ﷺ کے رفیقِ سفر رہے۔

چہارم: حضور ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی آپ کو صحابہ کی نمازوں کا امام بنادیا۔

آپ کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی چار نسلوں نے صحابی ہونے کا شرف پایا۔ آپ صحابی، آپ کے والد ابو قحافہ صحابی ، آپ کے بیٹے عبدالرحمٰن صحابی اور ان کے بیٹے ابو عتیق محمد بھی صحابی رضی اللہ عنہم۔[80]

فضائلِ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، قرآن میں:

1۔ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهُ عَلَيْهِ۔[81]

"آپ دو میں سے دوسرے تھے، جب وہ دونوں (یعنی حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) نماز میں تھے، جب (حضور ﷺ) اپنے یار سے فرماتے تھے، غم نہ کر، بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنی تسکین نازل فرمائی"۔

صدرُ الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت اس آیت سے ثابت ہے۔ حسن بن فضل نے فرمایا، جو شخص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے وہ نص قرآنی کا منکر ہو کر کافر ہوا"۔[82]

مرزا مظہر جانِ جاناں رحمہ اللہ "إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا" کی تفسیر میں فرماتے ہیں،

"حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے یہی فضیلت کافی ہے کہ حضور ﷺ نے ان کے لیے بغیر کسی فرق کے، اللہ تعالیٰ کی اس معیت کو ثابت کیا جو انہیں خود حاصل تھی۔ جس نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا انکار کیا اس نے اس آیت کریمہ کا انکار کیا اور کفر کا ارتکاب کیا"۔[83]

80...تاریخ الخلفاء،ماورد عن تعبیر الرؤیا، ص96

81...پ10،توبہ:40

82...خزائن العرفان،توبہ، تحت الآیۃ:40

83...تفسیر مظہری،توبہ، تحت الآیۃ:40

''سَکِیۡنَتَہٗ عَلَیۡہِ'' کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''یہ تسکین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر نازل ہوئی کیونکہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ تو سکینت ہمیشہ ہی رہی تھی''۔[84]

2۔ ابن عساکر رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سلسلے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوا تمام مسلمانوں پر عتاب فرمایا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیت کریمہ کے آغاز میں ہے۔

اِلَّا تَنۡصُرُوۡہُ فَقَدۡ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذۡ اَخۡرَجَہُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا [85]

''اگر تم محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی، جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا (ہجرت کے لیے)''۔

امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، یہ آیت اس دعوے کی دلیل ہے کہ رب تعالیٰ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس عتاب سے مستثنیٰ فرمایا ہے۔[86]

3۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! اللہ تعالیٰ جو فضل وشرف بھی آپ کو عطا فرماتا ہے تو ہم نیازمندوں کو بھی آپ کے طفیل میں نوازتا ہے۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ہُوَ الَّذِیۡ یُصَلِّیۡ عَلَیۡکُمۡ وَ مَلٰٓئِکَتُہٗ لِیُخۡرِجَکُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ؕ وَ کَانَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَحِیۡمًا (۴۳) [87]

''وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیریوں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے''۔ (کنزالایمان)[88]

84... تاریخ الخلفاء، ذکر ما انزل من الایات فی مدحہ، ص47

85... پ10، توبہ:40

86... تاریخ الخلفاء، ذکر ما انزل من الایات فی مدحہ، ص50

87... پ22، احزاب:43

88... خزائن العرفان، توبہ، تحت الایۃ:43

4۔ وَالَّذِیۡ جَآءَ بِالصِّدۡقِ وَ صَدَّقَ بِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ (۳۳)۔[89]

"اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنھوں نے ان کی تصدیق کی، یہی ڈر والے ہیں"۔

بزار وابن عساکر رحمہما اللہ نے اس آیت کے شان نزول کے متعلق روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس طرح ارشاد فرمایا، "قسم ہے اُس رب کی جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اس رسالت کی تصدیق کرائی"۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[90]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حق لیکر آنے والے سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تصدیق کرنے والے سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے۔[91]

شیعہ مذہب کی مستند تفسیر مجمع البیان میں بھی یہی تفسیر منقول ہے۔[92]

5۔ وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ[93]

"اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے، اس کے لیے دو جنتیں ہیں"۔

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔[94]

6۔ وَ لَا یَاۡتَلِ اُولُوا الۡفَضۡلِ مِنۡکُمۡ وَ السَّعَۃِ اَنۡ یُّؤۡتُوۡۤا اُولِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنَ وَ الۡمُہٰجِرِیۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ۪ۖ وَ لۡیَعۡفُوۡا وَ لۡیَصۡفَحُوۡا ؕ۔[95]

"اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں قرابت والوں اور مسکینوں اور

89...پ24، زمر:33
90...تاریخ الخلفاء، ذکر ما انزل من الایات فی مدحہ، ص51
91...مفاتیح الغیب، زمر، تحت الایۃ:33
92...مجمع البیان فی تفسیر القرآن، زمر، تحت الایۃ:33
93...پ27، رحمن:46
94...در منثور، زمر، تحت الایۃ:33
95...پ18، نور:22

اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی، اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں۔

یہ آیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب آپ نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والوں کے ساتھ موافقت کرنے پر اپنے خالہ زاد بھائی مسطح رضی اللہ عنہ کی مالی مدد نہ کرنے کی قسم کھائی جو بہت نادار و مسکین بدری صحابی تھے۔ آپ نے اس آیت کے نزول پر اپنی قسم کا کفارہ دیا اور ان کی مالی مدد جاری فرمائی۔ صدرُ الافاضل رقمطراز ہیں، "اس آیت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوئی، اس سے آپ کی علوشان و مرتبت ظاہر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ابو الفضل (فضیلت والا) فرمایا"۔[96]

7۔ ایک مرتبہ یہودی عالم فنحاص نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابو بکر! کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ہمارا رب ہمارے مالوں میں سے قرض مانگتا ہے، مالدار سے قرض وہی مانگتا ہے جو فقیر ہو، اگر تم سچ کہتے ہو تو پھر اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کی گستاخانہ گفتگو سن کر غضبناک ہوئے اور اس کے منہ پر زوردار تھپڑ مارا اور فرمایا، اگر ہمارے اور تمہارے درمیان صلح کا معاہدہ نہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔ فنحاص نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جا کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ آپ نے اس کی گستاخانہ گفتگو بیان کر دی۔ فنحاص نے اس کا انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تصدیق کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِیَآءُ[97]

"بیشک اللہ نے سنا جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی"۔

8۔ وَّ اتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ[98]

"اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا"۔

96... خزائن العرفان، نور، تحت الآیۃ: 22

97... پ4، ال عمران: 181

98... پ21، لقمان: 15

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ یہ آیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ جب وہ اسلام لائے تو حضرت عثمان، طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص، عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم نے ان کی رہنمائی کے سبب اسلام قبول کیا۔[99]

9۔ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (۱۰)[100]

تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا، وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا، اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ آپ سب سے پہلے ایمان لائے اور سب سے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا۔[101]

قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں، یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل اور صحابہ کرام تمام لوگوں سے افضل ہیں کیونکہ فضیلت کا دارومدار اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جانے، مال خرچ کرنے اور جہاد کرنے میں ہے۔ جس طرح آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ جس نے اچھا طریقہ شروع کیا تو اسے اسکا اجر اور اس پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی ملے گا جبکہ عمل کرنے والوں کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔[102]

علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے اور آپ کے ہاتھ پر قریش کے معززین مسلمان ہوئے۔ راہ خدا میں مال خرچ کرنے والوں میں بھی سب سے آگے ہیں۔ کفار سے

99... تفسیر مظہری، لقمان، تحت الایۃ: 15

100... پ27، حدید: 10

101... معالم التنزیل، حدید، تحت الایۃ: 10

102... مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ۔۔۔ الخ، حدیث: 2351

مصائب برداشت کرنے والوں میں بھی آپ سب سے پہلے ہیں۔[103]

10۔ وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى(۱۷) الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰى(۱۸) وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى(۱۹) اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى(۲۰) وَ لَسَوْفَ یَرْضٰى(۲۱) [104]

”اور اس (جہنم) سے بہت دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیز گار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے، صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ (اپنے رب سے) راضی ہو گا“۔

اکثر مفسرین کا اتفاق ہے یہ آیات مبارکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئیں۔[105]

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سات غلاموں کو اسلام کی خاطر آزاد کیا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔[106]

صدرُ الافاضل رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بہت گراں قیمت پر خرید کر آزاد کیا تو کفار کو حیرت ہوئی اور انہوں نے کہا، بلال کا ان پر کوئی احسان ہو گا جو انہوں نے اتنی قیمت دے کر خریدا اور آزاد کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ظاہر فرما دیا گیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ فعل محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے، کسی کے احسان کا بدلہ نہیں۔[107]

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ آخری آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں، ”یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں اس طرح ہے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ آیت ہے، وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى [108]

103... تفسیر مظہری، حدید، تحت الایۃ:10
104... پ30، لیل:17-21
105... مفاتیح الغیب، والیل، تحت الایۃ:17
106... تفسیر روح المعانی، والیل، تحت الایۃ:20
107... تفسیر خزائن العرفان، والیل، تحت الایۃ:19
108... تفسیر مظہری، والیل، تحت الایۃ:21

"اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے"۔

فضائلِ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ احادیث میں:

1۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بیشک اپنی صحبت اور مال کے ساتھ سب لوگوں سے بڑھ کر مجھ پر احسان کرنے والا ابو بکر ہے۔ اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن اسلامی اخوت و موّدت تو موجود ہے۔ آئندہ مسجد میں ابو بکر کے دروازے کے سوا کسی کا دروازہ کھلا نہ رکھا جائے۔(109)

2۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ ابو بکر کی کھڑکی کے علاوہ (مسجد کی طرف کھلنے والی) سب کھڑکیاں بند کر دی جائیں۔(110)

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے دو تین دن قبل یہ بات ارشاد فرمائی۔ اس بناء پر شارحین فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے اور دوسروں کی گفتگو کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔(111)

3۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور میرے ساتھی ہیں اور تمہارے اِس صاحب کو اللہ تعالیٰ نے خلیل بنایا ہے۔(112)

خلیل سے مراد ایسا دِلی دوست ہے جس کی محبت رگ وپے میں سرایت کر جائے اور وہ ہر راز پر آگاہ ہو، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا محبوب صرف اللہ تعالیٰ کو بنایا۔ رب تعالیٰ نے بھی آپ کو اپنا ایسا محبوب و خلیل بنایا ہے کہ آپ کی خلّت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی خلّت سے زیادہ کامل اور اکمل ہے۔(113)

109...بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ھجرۃ النبی واصحابہ الی المدینۃ، حدیث:3904
110...بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ، حدیث:4449
111...تاریخ الخلفاء، ص46، اشعۃ اللمعات، 4/647، مکتبہ رشیدیہ
112...مسلم، کتاب المساجد، باب النھی عن بناء المساجد علی القبور...الخ، حدیث:532
113...اشعۃ اللمعات، 4/648، مکتبہ رشیدیہ

4۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جس وقت ہم غار میں تھے۔ میں نے اپنے سروں کی جانب مشرکوں کے قدم دیکھے تو عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ان میں سے کسی نے اپنے پیروں کی طرف دیکھا تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابو بکر! تمہارا ان دو کے متعلق کیا خیال ہے جن میں کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔[114]

5۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں لشکرِ ذاتِ السلاسل پر امیر بنا کر بھیجا۔ ان کا بیان ہے کہ جب حاضرِ بارگاہ ہوا تو میں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ پیارا کون ہے؟، فرمایا، عائشہ۔ میں عرض گزار ہوا، مردوں میں سے؟ فرمایا، اس کے والدِ محترم یعنی ابو بکر۔ میں عرض گزار ہوا کہ پھر کون؟ فرمایا، عمر۔ پس میں اس ڈر سے خاموش ہو گیا کہ مبادا مجھے سب سے آخر میں رکھیں۔[115]

6۔ حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والدِ محترم (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں عرض کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر آدمی کون ہے؟ فرمایا، ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ میں عرض گزار ہوا کہ پھر کون ہے؟ فرمایا، عمر رضی اللہ عنہ۔ تیسری بار میں ڈرا کہ کہیں یہ نہ فرمائیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ، اس لیے میں نے عرض کی کہ پھر آپ ہیں؟ فرمایا، میں تو مسلمانوں میں سے ایک فرد ہوں۔[116]

7۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے آج کون روزہ دار ہے؟ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، میں ہوں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے آج کس شخص نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، میں نے۔ پھر ارشاد ہوا، تم میں سے آج کس شخص نے مریض کی عیادت کی؟ آپ ہی نے عرض کی، میں نے۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص میں (ایک ہی دن میں) یہ اوصاف جمع ہونگے وہ جنتی ہو گا۔[117]

114... بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب المہاجرین و فضلہم، حدیث:3653

115... بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی لو کنت متخذا، حدیث:3662

116... بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث:3671

117... مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل ابی بکر صدیق، حدیث:1028

8۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ہم کسی کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے برابر شمار نہیں کیا کرتے تھے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیگر صحابہ پر فضیلت دیتے اور پھر نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہ دیتے۔(118)

9۔انہی سے مروی ہے کہ رحمتِ دوعالم ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں ہم کہا کرتے کہ نبی کریم ﷺ کی امت میں آپ ﷺ کے بعد افضل ترین حضرت ابو بکر ہیں، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم۔(119)

10۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت کے آخر میں ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جس کو جنت کے تمام دروازوں سے جنت میں جانے کے لیے بلایا جائے گا؟

آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، ہاں اے ابو بکر! مجھے امید ہے کہ تم ایسے ہی لوگوں میں سے ہو۔(120)

11۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار، ہمارے بہترین فرد اور رسول اللہ ﷺ کو ہم سب سے زیادہ محبوب تھے۔(121)

12۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، تم غار میں میرے ساتھی تھے اور حوض پر میرے ساتھی ہوگے۔(122)

13۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، کسی قوم کے لئے مناسب نہیں کہ ان میں ابو بکر ہو اور ان کی امامت کوئی دوسرا کرے۔(123)

14۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کا حکم فرمایا۔ اس وقت

118... بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب عثمان بن عفان، حدیث:3697

119... ابوداود، کتاب السنۃ، باب فی التفضیل، حدیث:4628

120... بخاری، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین، حدیث:1897

121... ترمذی، کتاب المناقب، مناقب ابی بکر الصدیق، حدیث:3676

122... ترمذی، کتاب المناقب، مناقب ابی ابکر و عمر، حدیث:3690

123... مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب من احق بالامامۃ، حدیث:689

میرے پاس کافی مال تھا، میں نے کہا کہ اگر کسی روز میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جاسکا تو آج کا دن ہو گا۔ پس میں نصف مال لے کر حاضر ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھر والوں کے لئے کتنا چھوڑا ہے؟ عرض گزار ہوا کہ اس کے برابر۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے آئے تو فرمایا، اے ابو بکر اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ عرض گزار ہوئے، ان کے لئے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ میں نے کہا، میں ان سے کبھی نہیں بڑھ سکتا۔[124]

15۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا، تمہیں اللہ تعالیٰ نے آگ سے آزاد کر دیا ہے۔ اس دن سے ان کا نام عتیق مشہور ہو گیا۔[125]

16۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں وہ ہوں کہ زمین سب سے پہلے میرے اوپر سے شق ہو گی، پھر ابو بکر سے، پھر عمر سے، پھر بقیع والوں کے پاس آؤں گا تو وہ میرے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ پھر میں اہلِ مکہ کا انتظار کروں گا، یہاں تک کہ حرمین کے درمیان حشر کیا جائے گا۔[126]

17۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے پاس جبریل آئے تو میرا ہاتھ پکڑا تاکہ مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھائیں جس سے میری امت داخل ہو گی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں چاہتا ہوں کہ میں آپ کے ساتھ ہوتا، تاکہ اس دروازے کو دیکھتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابو بکر! تم میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے۔[127]

18۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انبیاء کے

124...ترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب فی مناقب ابی بکر وعمر، حدیث:3695
125...ترمذی، کتاب المناقب، حدیث:3679
126...ترمذی، کتاب المناقب، حدیث:3692
127...ابو داود، کتاب السنۃ، باب فی خلفاء، حدیث:4652

علاوہ سورج کبھی کسی ایسے شخص پر طلوع نہیں ہوا جو ابو بکر سے افضل ہو۔[128]

19۔ حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھے خصائل تین سو ساٹھ ہیں۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان میں سے مجھ میں کوئی خصلت موجود ہے؟ فرمایا، اے ابو بکر! مبارک ہو۔ تم میں وہ سب اچھی خصلتیں موجود ہیں۔[129]

20۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت پر واجب ہے کہ وہ ابو بکر کا شکریہ ادا کرے اور ان سے محبت کرتی رہے۔[130]

21۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے جس کو بھی اسلام کی دعوت دی اُس نے پہلے انکار کیا سوائے ابو بکر کے کہ انہوں نے میرے دعوتِ اسلام دینے پر فوراً ہی اسلام قبول کر لیا اور پھر اس پر ثابت قدم رہے۔[131]

22۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسئلہ میں میری رائے دریافت فرمائی تو میں نے عرض کی، میری رائے وہی ہے جو ابو بکر کی رائے ہے۔ اس پر آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں کہ ابو بکر غلطی کریں۔[132]

23۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میں نے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی، آپ نے اپنی علالت کے ایام میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امام بنایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نہیں! میں نے نہیں بنایا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے بنایا تھا (یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہیں امام بنایا تھا)۔[133]

24۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو وہ رو پڑے اور فرمایا، میں چاہتا ہوں

128... صواعق المحرقہ، الفصل الثانی فی ذکر فضائل ابی بکر۔۔۔ الخ، 1/196

129... تاریخ مدینہ دمشق، 30/103

130... ریاض النضرۃ، 1/129

131... تاریخ الخلفاء، بیان انہ افضل الصحابۃ وخیر ھم

132... معجم الکبیر، حدیث: 124

133... تاریخ الخلفاء، الاحادیث المشیرۃ الی خلافتہ وکلام الائمۃ فی ذلک

کہ میرے سارے اعمال اُن کے ایک دن کے اعمال جیسے یا اُن کی ایک رات کے اعمال جیسے ہوتے۔ پس رات تو وہ رات ہے جب وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار کی طرف چلے۔ جب غار تک پہنچے تو عرض گزار ہوئے، خدا کی قسم! آپ اس میں داخل نہیں ہوں گے جب تک میں اس میں داخل نہ ہو جاؤں کیونکہ اگر اس میں کوئی چیز ہے تو اس کی تکلیف آپ کی جگہ مجھے پہنچے۔ پھر وہ داخل ہوئے اور غار کو صاف کیا۔ اس کی ایک جانب سوراخ تھے تو اپنی ازار کو پھاڑ کر انہیں بند کیا۔ دو سوراخ باقی رہ گئے تو انہیں اپنی ایڑیوں سے روک لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے کہ تشریف لے آیئے۔

رسول اللہ ﷺ اندر داخل ہوئے اور ان کی گود میں سرِ مبارک رکھ کر سو گئے۔ پس ایک سوراخ میں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیر میں ڈنگ مارا گیا تو انہوں نے اس ڈر سے حرکت نہ کی کہ آقا و مولیٰ ﷺ بیدار ہو جائیں گے لیکن ان کے آنسو رسول اللہ ﷺ کے نورانی چہرے پر گر پڑے۔ فرمایا کہ ابو بکر! کیا بات ہے؟ عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر قربان، مجھے ڈنگ مارا گیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے لعابِ دہن لگا دیا تو ان کی تکلیف جاتی رہی۔ پھر اس زہر نے عود کیا اور وہی ان کی وفات کا سبب بنا۔

اُن کا دن وہ دن ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو اس وقت بعض اہلِ عرب مرتد ہو گئے اور کہا کہ ہم زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے تو انہوں نے فرمایا، اگر کوئی اونٹ کا گھٹنا باندھنے کی رسی بھی روکے گا تو میں اس کے ساتھ جہاد کروں گا۔ میں عرض گزار ہوا کہ اے خلیفۂ رسول ﷺ! لوگوں سے الفت کیجیے اور ان سے نرمی کا سلوک فرمایئے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا،

تم جاہلیت میں بہادر تھے تو کیا اسلام لا کر بزدل ہو گئے ہو؟ بے شک وحی منقطع ہو گئی، دین مکمل ہو گیا، کیا یہ دین میرے جیتے جی بدل جائے گا؟[134]

25۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگر تمام اہلِ زمین کا ایمان ایک پلّہ میں اور سیدنا

134... جامع الاصول فی احادیث الرسول، فی فضائل الرجال علی الانفراد، حدیث: 4626

ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایمان دوسرے پلّہ میں رکھ کر وزن کیا جائے تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کا پلّہ بھاری رہے گا۔(135)

26۔ حضرت عامر بن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ جب آیت وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (136)(ترجمہ: اور اگر ہم اُن پر فرض کر دیتے کہ اپنے آپ کو قتل کر دو) نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ مجھے حکم دیتے کہ میں خود کو قتل کر لوں تو میں خود کو ضرور قتل کر دیتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نے سچ کہا۔(137)

27۔ حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو اس کا اختیار دیا کہ وہ دنیا کی نعمتیں پسند کرلے یا آخرت کی نعمتیں جو اللہ کے پاس ہیں تو اُس نے آخرت کی نعمتیں پسند کر لیں۔ یہ سنتے ہی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کاش ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ ہمیں تعجب ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کا ذکر فرمارہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں، آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہو جائیں۔ بعد میں ہمیں علم ہوا کہ وہ صاحبِ اختیار بندے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ علم والے تھے۔(138)

28۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا، یہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے کہا، آپ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، نہیں! سب سے زیادہ بہادر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ سنو! جنگِ بدر میں ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک سائبان بنایا تھا۔ ہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس سائبان کے نیچے حضور کے ساتھ کون رہے گا، کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی مشرک آقا و مولیٰ علیہ السلام پر حملہ کر دے۔

135...شعب الایمان، باب القول فی زیادۃ الایمان، حدیث:36

136...پ5، نساء:66

137...تاریخ الخلفاء، الاحادیث الواردۃ فی فضلہ وحدہ

138...بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب قول النبی سدوا الابواب۔۔۔الخ، حدیث:3654

خدا کی قسم! ہم میں سے کوئی بھی آگے نہیں بڑھا تھا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہاتھ میں برہنہ تلوار لیے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے اور پھر کسی مشرک کو آپ کے پاس آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اگر کوئی ناپاک ارادے سے قریب بھی آیا تو آپ فوراً اس پر ٹوٹ پڑے۔ اس لیے آپ ہی سب سے زیادہ بہادر تھے۔(139)

یعنی اُس افضل الخلق بعد الرُسُل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

139...کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، فضل الصدیق، الحدیث: 35685

خلیفۂ دوم، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام لوگوں سے افضل ہیں اور ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اعلانِ نبوت کے چھٹے سال اسلام لائے۔ آپ کے قبولِ اسلام کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا فرمائی، "اے اللہ! عمر بن خطاب کے ذریعہ اسلام کو غلبہ عطا فرما"۔ اس حدیث میں آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف آپ ہی کا نام لے کر دعا فرمانا مذکور ہے اور یہ آپ کے لیے بڑے شرف کی بات ہے۔

آپ کے اسلام قبول کرنے سے اسلام لانے والے مَردوں کی تعداد چالیس ہوگئی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ "جب سے عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے، یہ دین روز بروز ترقی کرتا چلا گیا"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اسلام قبول کیا تو دارِ اَرقم میں موجود مسلمانوں نے اس زور سے تکبیر بلند کی کہ اسے تمام اہلِ مکہ نے سنا۔ میں نے دریافت کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ فرمایا، کیوں نہیں، یقیناً ہم حق پر ہیں۔ میں نے عرض کی، پھر ہم پوشیدہ کیوں رہیں۔ چنانچہ وہاں سے تمام مسلمان دو صفیں بنا کر نکلے۔ ایک صف میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے اور ایک میں، مَیں تھا۔

جب ہم اس طرح مسجد حرام میں داخل ہوئے تو کفار کو سخت ملال ہوا۔ اس دن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فاروق کا لقب عطا فرمایا کیونکہ اسلام ظاہر ہو گیا اور حق وباطل میں فرق پیدا ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی شخص ایسا نہیں جس نے اعلانیہ ہجرت کی ہو۔ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہجرت کے ارادے سے نکلے، آپ نے تلوار حمائل کی، کمان شانے پر لٹکائی اور ہاتھ میں تیر پکڑ کر خانۂ کعبہ کا طواف کیا۔ پھر وہاں موجود کفارِ قریش میں سے ایک ایک فرد

سے الگ الگ فرمایا،

"تمہاری صورتیں بگڑیں، تمہارا ناس ہو جائے! ہے کوئی تم میں جو اپنی ماں کو بیٹے سے محروم، اپنے بیٹے کو یتیم اور اپنی بیوی کو بیوہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو! وہ آئے اور جنگل کے اس طرف آکر مجھ سے مقابلہ کرے۔ میں اس شہر سے ہجرت کر رہا ہوں"۔ کفار کو آپ کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

غیب جاننے والے آقا و مولیٰ ﷺ کا ارشاد ہے، اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہی ہوتے۔ آپ سے پانچ سو اُنتالیس (۵۳۹) احادیث مروی ہیں۔ آپ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ کی زوجہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں آقا و مولیٰ کے ساتھ رہے اور غزوۂ اُحد میں آپ نے ثابت قدمی دکھائی۔ مصر کی فتح کے بعد وہاں کے گورنر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مصریوں کو ان کے رواج کے مطابق ایک کنواری لڑکی دریائے نیل کی بھینٹ چڑھانے کی اجازت نہ دی تو دریائے نیل خشک ہو گیا۔ اس پر گورنر نے آپ کی خدمت میں سب ماجرا لکھ بھیجا۔ آپ نے ایک خط لکھ کر ان سے فرمایا، اس خط کو دریا میں ڈال دو۔

خط میں لکھا تھا، "اللہ کے بندے امیرُ المومنین عمر کی جانب سے دریائے نیل کے نام! معلوم ہو کہ اگر تو خود بخود جاری ہوتا ہے تو مت جاری ہو، اور اگر تجھے اللہ تبارک و تعالیٰ جاری فرماتا ہے تو میں اللہ واحد و قہار ہی سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری کر دے"۔ جب یہ خط دریا میں ڈالا گیا تو دریا ایسا جاری ہوا کہ معمول سے سولہ گز پانی زیادہ چڑھ گیا اور وہ پھر کبھی خشک نہ ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر ساریہ رضی اللہ عنہ نامی شخص کی سربراہی میں جنگ کے لیے نہاوند بھیجا۔ کچھ دن بعد جمعہ کے خطبہ میں آپ نے تین بار فرمایا، "اے ساریہ! پہاڑ کی طرف"۔ جب لشکر کا قاصد آیا تو اس نے بتایا کہ ہمیں شکست ہونے کو تھی کہ ہم نے یہ آواز سنی، "اے ساریہ! پہاڑ کی طرف"۔ چنانچہ ہم پہاڑ کی طرف ہو گئے۔ پس جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور ہمیں فتح ہوئی۔[140]

---

140 ...مشکاۃ المصابیح، کتاب احوال القیامۃ وبدء الخلق، حدیث:5954

آپ ہی نے سب سے اول ہجری تاریخ وسال جاری کیا اور حکومتی نظم ونسق کے لیے دفاتر و انتظامی شعبے قائم فرمائے۔ آپ نے مساجد میں روشنی کا مناسب انتظام کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ماہِ رمضان میں ایک مسجد میں قندیل روشن دیکھی تو فرمایا، اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کو روشن فرمائے کہ انہوں نے ہماری مسجدوں کو روشن کر دیا۔

آپ اکثر صوف کا لباس پہنتے جس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوتے۔ اسی لباس میں دُرّہ لیے ہوئے بازار تشریف لے جاتے اور اہلِ بازار کو ادب وتنبیہ فرماتے۔ سادہ غذا کھاتے، عوام کے حالات جاننے کے لیے راتوں کو گشت کرتے۔

جب کسی کو عامل (گورنر) بناتے تو اس کے اثاثوں کی فہرست لکھ لیا کرتے نیز اسے عوام کی فلاح کے لیے نصیحتیں فرماتے، اور شکایت ملنے پر عامل کو بھی سزا دیتے۔

آپ کے دورِ خلافت میں بے شمار فتوحات ہوئیں۔ دمشق، بصرہ، اردن، مدائن، حلب، انطاکیہ، بیت المقدس، نیشاپور، مصر، اسکندریہ، آذربائیجان، طرابلس، اصفہان، مکران وغیرہ متعدد علاقے آپ ہی کے دور میں اسلامی سلطنت میں شامل ہوئے۔

۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو جب آپ نماز فجر پڑھانے لگے تو ایک مجوسی ابولولو نے آپ کو دو دھارے خنجر سے حملہ کرکے شدید زخمی کر دیا۔ آپ نے خلیفہ کے انتخاب کے لیے ایک کمیٹی بنا دی جو چھ اکابر صحابہ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت سعد، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم پر مشتمل تھی کہ یہ باہم مشاورت سے ان میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کرلیں۔ اسی دن آپ کی شہادت واقع ہوگئی۔ آپ کی خواہش پر اُمُ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ (141)

فضائلِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، قرآن میں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو مشرکین نے کہا، آج

141...طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، 3/257

ہماری طاقت آدھی ہوگئی۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔[142]

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (۶۴) [143]

"اے غیب کی خبریں بتانے والے! اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے"۔

آپ کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ ہے کہ کسی معاملے میں آپ جو مشورہ دیتے یا رائے پیش کرتے، قرآن کریم آپ کی رائے کے موافق نازل ہوتا۔

حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ قرآن کریم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آراء موجود ہیں جن کی وحیٔ الٰہی نے تائید فرمائی ہے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر بعض امور میں لوگوں کی رائے کچھ اور ہوتی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کچھ اور، تو قرآن مجید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا۔[144]

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "میرے رب نے تین امور میں میری موافقت فرمائی۔ مقامِ ابراہیم پر نماز کے متعلق، پردے کے بارے میں اور بدر کے قیدیوں کے معاملے میں"۔[145]

محدثین فرماتے ہیں کہ ان تین امور میں حصر کی وجہ ان کی شہرت ہے ورنہ موافقت کی تعداد اس سے زائد ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ میرے رب نے مجھ سے اکیس (۲۱) باتوں میں موافقت فرمائی ہے۔ جن کا تذکرہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں کیا ہے۔ ان امور کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1۔ حجاب کے احکام سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ازواجِ مطہرات کے سامنے طرح طرح کے لوگ آتے ہیں اس لیے آپ انہیں پردے کا حکم دیجیے۔ اس پر یہ آیت

142...در منثور، انفال، تحت الآیۃ:64

143...پ10، انفال:64

144...تاریخ الخلفاء، موافقات القرآن لاراء عمر

145...بخاری، کتاب الصلوۃ، باب ماجاء فی القبلۃ۔۔۔الخ، حدیث:402

نازل ہو گئی: وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ۔ ’’اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر مانگو‘‘۔ (146)

2۔ ایک بار آپ نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! ہم مقامِ ابراہیم کو مصلیٰ نہ بنالیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہو گئی: وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ ’’اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ‘‘۔ (147)

3۔ بدر کے قیدیوں کے متعلق بعض نے فدیہ کی رائے دی جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کرنے کا مشورہ دیا۔ اس پر آپ کی موافقت میں یہ آیت نازل ہوئی۔

لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِیْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (۶۸)

’’اگر اللہ ایک بات پہلے لکھ نہ چکا ہوتا تو اے مسلمانو! تم نے جو کافروں سے بدلے کا مال لے لیا، اس میں تم پر بڑا عذاب آتا‘‘۔ (148)

4۔ نبی کریم ﷺ کا اپنی کنیز حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانا بعض ازواجِ مطہرات کو ناگوار لگا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا،

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ ’’اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں تو قریب ہے کہ اُن کا رب اُنہیں تم سے بہتر بیویاں بدل دے‘‘۔ (149) بالکل انہی الفاظ کے ساتھ وحی نازل ہو گئی۔

5۔ حرمت سے قبل مدینہ طیبہ میں شراب اور جوئے کا عام رواج تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ نبوی میں عرض کی، ہمیں شراب اور جوئے کے متعلق ہدایت دیجیے کیونکہ یہ مال اور عقل دونوں ضائع کرتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ ؕ قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ

146...پ22، احزاب:53

147...پ1، بقرہ:125

148...پ10، انفال:68

149...پ28، تحریم:3

كَبِيْرٌ [150]"تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں، تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے"۔

6۔ ایک بار ایک شخص نے شراب کے نشہ میں نماز پڑھائی تو قرآن غلط پڑھا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر وہی عرض کی تو یہ آیت نازل ہوئی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى ۔[151]

"اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ"۔

7۔ اسی سلسلے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بار بار دعا کی، الٰہی! شراب اور جوئے کے متعلق ہمارے لئے واضح حکم نازل فرما۔ یہاں تک کہ شراب اور جوئے کے حرام ہونے پر یہ آیت نازل ہوگئی۔

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ

"بیشک شراب اور جوُا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام، تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ"۔[152]

8۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ (۱۲) (بیشک ہم نے آدمی کو چُنی ہوئی مٹی سے بنایا) نازل ہوئی۔[153] تو اِسے سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بے ساختہ کہا، فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ (۱۴) [154]"تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا"۔ اس کے بعد اِنہی لفظوں سے یہ آیت نازل ہوگئی۔[155]

9۔ جب منافق عبد اللہ ابن اُبی مرا تو اُس کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے درخواست کی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! عبد اللہ ابن

150...پ2،بقرہ:219

151...پ5،نساء:43

152...پ7،مائدہ:90

153...پ18مؤمنون:12

154...پ18مؤمنون:14

155...تفسیر ابن ابی حاتم، مؤمنون، تحت الآیۃ:14

اُبی تو آپ کا سخت دشمن اور منافق تھا، آپ اُس کا جنازہ پڑھیں گے؟ رحمتِ عالم ﷺ نے تبلیغ دین کی حکمت کے پیشِ نظر اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ یہ آیت نازل ہوگئی،

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا ۔ ”اور جب ان (منافقوں) میں سے کوئی مرے تو اس پر نماز نہ پڑھیے“۔ (156)

یہ خیال رہے کہ حضور اکرم ﷺ کا یہ فعل صحیح اور کئی حکمتوں پر مبنی تھا جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس نماز کی وجہ سے اس منافق کی قوم کے ایک ہزار افراد اسلام لے آئے۔ اگر آپ کا یہ فعل مبارک رب تعالیٰ کو پسند نہ ہوتا تو وہ وحی کے ذریعے آپ کو اس کی نماز جنازہ پڑھانے سے منع فرمادیتا۔ جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کا صحیح ہونا عام منافقوں کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کے متعلق ہے۔

10۔ اسی نماز جنازہ کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی تو اس پر سورۃ المنافقون کی یہ آیت نازل ہوئی۔ (157) سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ ”ان منافقوں کے لیے استغفار کرنا نہ کرنا برابر ہے“۔

11۔ جس وقت رسول اکرم ﷺ نے جنگ بدر کے سلسلہ میں صحابہ کرام سے باہر نکل کر لڑنے کے سلسلہ میں مشورہ کیا تو اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نکلنے ہی کا مشورہ دیا اور اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔: كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ ”جس طرح اے محبوب! تمہیں تمہارے رب نے (لڑنے کے لئے) تمہارے گھر سے حق کے ساتھ برآمد کیا اور بیشک مسلمانوں کا ایک گروہ اس پر ناخوش تھا“۔ (158)

12۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جب منافقوں نے بہتان لگایا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مشورہ فرمایا۔ آپ نے عرض کی، میرے آقا! آپ کا اُن سے نکاح کس نے کیا تھا؟ حضور

156...پ10، توبہ:84

157...ترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ التوبۃ، حدیث:3097

158...پ9، انفال:5

اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ نے! اس پر آپ نے عرض کی، کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ کے رب نے آپ سے اُن کے عیب کو چھپایا ہو گا، بخدا یہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر عظیم بہتان ہے۔ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ (۱۶) ۔اسی طرح آیت نازل ہوئی۔[159]

13۔ ابتدائے اسلام میں رمضان شریف کی رات میں بھی بیوی سے قربت منع تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں کچھ عرض کیا۔ اس کے بعد شب میں مجامعت کو جائز قرار دے دیا گیا اور آیت نازل ہوئی: اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ "روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لیے حلال ہوا"۔[160]

14۔ ایک یہودی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا، جبرئیل فرشتہ جس کا ذکر تمہارے نبی کرتے ہیں وہ ہمارا دشمن ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ (۹۸)

"جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا، تو اللہ دشمن ہے کافروں کا"۔ بالکل اِنہی الفاظ میں یہ آیت نازل ہوئی۔[161]

15۔ دو شخص لڑائی کے بعد انصاف کے لیے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کا فیصلہ کر دیا لیکن جس کے خلاف یہ فیصلہ ہوا، وہ منافق تھا۔ اس نے کہا کہ چلو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں اور ان سے فیصلہ کرائیں۔ چنانچہ یہ دونوں پہنچے اور جس شخص کے موافق حضور نے فیصلہ کیا تھا اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، حضور نے تو ہمارا فیصلہ اس طرح فرمایا تھا لیکن یہ میرا ساتھی نہیں مانا اور آپ کے پاس فیصلہ کے لئے لے آیا۔ آپ نے فرمایا، ذرا ٹھہرو میں آتا ہوں۔ آپ اندر سے تلوار نکال لائے اور اس شخص کو جس نے حضور کا فیصلہ نہیں مانا تھا، قتل کر دیا۔ دوسرا

159...پ18، نور:16
160...پ2، بقرہ:187
161...پ1، بقرہ:98

شخص بھاگا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا، مجھے عمر سے یہ امید نہیں کہ وہ کسی مومن کے قتل پر اس طرح جرأت کرے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس منافق کے خون سے بری رہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (۶۵)

ترجمہ: تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم! وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو، اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں"۔ (162)

16۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک روز سو رہے تھے کہ آپ کا ایک غلام بغیر اجازت لیے اندر چلا آیا۔ اس وقت آپ نے دعا فرمائی، الٰہی! بغیر اجازت گھروں میں داخل ہونا حرام فرمادے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا "اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو"۔ (163)

17۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ یہود ایک حیران و سرگرداں قوم ہے۔ آپ کے اس قول کے مطابق آیت نازل ہوئی۔

18۔ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ (۳۹) وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ (۴۰) (164) بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تائید میں نازل ہوئی۔ (165)

162...پ5، نساء: 65

163...پ18، نور: 27

164...پ27، واقعہ: 39-40

165...در منثور، واقعۃ، تحت الایۃ: 13

چند موافقات اور فراستِ عمر رضی اللہ عنہ:

☆ آیت "الشیخ والشیخة اذا زنیا" کا منسوخ التلاوت ہونا بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے موافقت رکھتا ہے۔

☆ جنگ اُحد میں جب ابو سفیان نے کہا، کیا تم میں فلاں ہے؟ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "اس کا جواب نہ دو"۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اس قول سے موافقت فرمائی۔ اس واقعہ کو امام احمد رضی اللہ عنہ نے اپنی مُسند میں روایت کیا ہے۔

☆ ایک روز کعب احبار رضی اللہ عنہ نے کہا، آسمان کا بادشاہ زمین کے بادشاہ پر افسوس کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا، مگر اس بادشاہ پر افسوس نہیں کرتا جس نے اپنے نفس کو قابو میں رکھا۔ یہ سن کر کعب احبار رضی اللہ عنہ نے کہا، واللہ! توریت میں یہی الفاظ ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سجدے میں گر گئے یعنی سجدۂ شکر بجالائے۔ (166)

☆ صحیح مسلم میں ہے کہ صحابہ نے نماز کے لیے بلانے کے متعلق مختلف تجاویز دیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ایک آدمی کو مقرر کرلو جو نماز کے وقت آواز دے کر لوگوں کو بلائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تجویز کو پسند فرمایا۔ (167)

☆ مؤطا امام مالک میں ہے کہ ایک بار سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نیند سے جگانے کے لیے کسی نے الصلوٰۃ خیر من النوم کہا تو آپ نے فجر کی اذان میں ان کلمات کو پڑھنے کا حکم دیا۔ (168)

☆ جنگِ یمامہ میں جب بہت سے حفاظ صحابہ کرام شہید ہوگئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفۂ رسول، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی، اگر اسی طرح حفاظ شہید ہوتے رہے تو کہیں قرآن کی حفاظت کا مسئلہ نہ پیدا ہو، اس لیے قرآن کو کتاب کی صورت میں جمع کر دیا جائے۔ آپ کے بار بار

166... تاریخ الخلفاء، موافقات القرآن لاراء عمر

167... صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب بدء الاذان، حدیث: 1-(377)

168... موطا امام مالک، کتاب الصلاۃ، باب الاذان والتثویب، حدیث: 91

اصرار پر حضرت ابو بکرؓ اس کام کے لیے راضی ہوئے۔ یوں آپ کی فراست و دانائی کی وجہ سے قرآن کریم ایک جگہ کتاب کی صورت میں جمع کیا گیا۔[169]

☆اسی طرح آپ کے دورِ خلافت کے شروع تک لوگ الگ الگ تراویح پڑھتے تھے۔ آپ نے انہیں ایک امام کی اقتداء میں جماعت کی صورت میں تراویح پڑھنے کا حکم دیا۔ تراویح میں قرآن کریم سنانے کی لگن میں مسلمان چھوٹے بڑے قرآن مجید حفظ کرتے ہیں اور حفاظ کرام اسے اہتمام سے یاد رکھتے ہیں۔

گویا آج قرآن کریم کا کتابی صورت میں محفوظ ہونا، حفاظ کرام کی کثرت اور قرآن کریم کا صحیح یاد رکھنا یہ حضرت عمرؓ ہی کی فراست کے صدقے میں ہے جنہوں نے قرآن کریم کو کتابی صورت میں جمع کرنے کی اہمیت اُجاگر کی اور تراویح کو باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا۔

فضائلِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ احادیث میں:

29۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک تم سے پہلی امتوں میں مُحَدَّث (صاحبِ الہام) ہوا کرتے تھے۔ اگر میری امت میں بھی کوئی مُحَدَّث ہے تو عمر ہے۔[170]

30۔ انہی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تم سے پہلے لوگوں یعنی بنی اسرائیل میں ایسے لوگ بھی ہوا کرتے تھے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کلام فرمایا جاتا تھا حالانکہ وہ نبی نہ تھے۔ اگر ان میں سے میری امت میں بھی کوئی ہے تو وہ عمر ہے۔[171]

31۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی اور آپ کے پاس قریش کی چند عورتیں گفتگو کر رہی تھیں اور اونچی آواز سے کچھ

169...بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، حدیث:498

170...بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث الغار، حدیث:3469

171...ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص۔۔۔الخ، حدیث:3704

مطالبہ کر رہی تھیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو وہ پردے کے پیچھے چھپ گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ مسکراتا رکھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے ان عورتوں پر تعجب ہے جو میرے پاس تھیں اور جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو پردے کے پیچھے چھپ گئیں۔ آپ نے کہا، اے اپنی جان کی دشمنو! تم مجھ سے ڈرتی ہو مگر اللہ کے رسول سے نہیں ڈرتیں؟ انہوں نے کہا، ہاں کیونکہ آپ سخت مزاج اور سخت گیر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خوب اے ابنِ خطاب! قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، شیطان جب بھی تم سے کسی راستے میں ملتا ہے تو اپنا راستہ بدل لیتا ہے۔(172)

32۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں ایک محل دیکھا۔ میں نے پوچھا، یہ محل کس کا ہے؟ جواب ملا، عمر بن خطاب کا میں نے ارادہ کیا کہ اندر داخل ہو کر اسے دیکھوں لیکن تمہاری غیرت یاد آگئی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا میں آپ پر غیرت کر سکتا ہوں۔(173)

33۔ حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں سویا ہوا تھا کہ مجھ پر لوگ پیش کیے گئے جنہوں نے قمیصیں پہنی ہوئیں تھیں۔ کسی کی قمیص سینے تک اور کسی کی اس سے بھی کم تھی۔ پھر مجھ پر عمر بن خطاب پیش کیے گئے تو ان پر بھی قمیص تھی اور وہ اسے گھسیٹ رہے تھے۔ لوگ عرض گزار ہوئے، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس قمیص سے کیا تعبیر لی ہے؟ فرمایا، دین۔(174)

34۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، میں

172...بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر بن الخطاب، حدیث:3683

173...بخاری، کتاب النکاح، باب الغیرۃ، حدیث:5226

174...بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر۔۔۔الخ، حدیث:3691

سویا ہوا تھا کہ میرے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا۔ میں نے پیا، یہاں تک کہ سیر ابی کو اپنے ناخنوں سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ پھر بچا ہوا دودھ میں نے عمر بن خطاب کو دے دیا۔ لوگ عرض گزار ہوئے، یارسول اللہ ﷺ! آپ اس (دودھ) سے کیا مراد لیتے ہیں؟ فرمایا، علم۔[175]

35۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق جاری فرما دیا ہے۔[176]

36۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان پر رکھ دیا ہے کہ وہ ہمیشہ حق بولتے ہیں۔[177]

37۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم اس بات میں شک نہیں کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سکینہ بولتا ہے یعنی ان کے ارشاد پر سب کو دلی سکون ملتا ہے۔ اسے امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا۔[178]

38۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا کی، اے اللہ! اسلام کو ابو جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے عزت دے۔ صبح ہوئی تو اگلے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور مسجد میں اعلانیہ نماز پڑھی۔[179]

39۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب کے ذریعے غلبہ عطا فرما۔[180]

اس حدیث میں مذکور دعا میں کسی دوسرے شخص کا نام شامل نہیں ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ

175... مسلم، فضائل الصحابہ، من فضائل عمر، حدیث:16

176... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب، حدیث:3702

177... ابوداود، کتاب الخراج والفی والامارۃ، باب فی تدوین العطاء، حدیث:2962

178... تاریخ مدینۃ دمشق، عمر بن خطاب، رقم:5206

179... ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب، حدیث:3701

180... مستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب النہی عن لبس الدیباج... الخ، حدیث:4541

نے سنن میں اُمُ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ اسی حدیث کو طبرانی نے اوسط میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اور معجم کبیر میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔[181]

40۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آسمان والے حضرت عمر کے ایمان لانے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔[182]

41۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے اس وقت سے ہم مسلسل کامیاب ہوتے آرہے ہیں۔[183]

42۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے حضرت ابو بکر سے کہا، اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے بہتر۔ حضرت ابو بکر نے کہا، آپ تو یوں کہتے ہیں حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، سورج کسی ایسے شخص پر طلوع نہیں ہوا جو عمر سے بہتر ہو۔[184]

43۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا نیک اور سخی نہیں دیکھا گویا یہ خوبیاں تو آپ کی ذات پر ختم ہو گئی تھیں۔[185]

44۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔[186]

45۔ حضرت بُرَیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ کے لیے نکلے۔ جب واپس

181... تاریخ الخلفاء، الاخبار الواردۃ فی اسلامہ

182... ابن ماجہ، فضل عمر رضی اللہ عنہ، حدیث: 103

183... بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب اسلام عمر بن الخطاب، حدیث: 3863

184... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب، حدیث: 3684

185... بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب اسلام عمر بن الخطاب، حدیث: 3687

186... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب، حدیث: 3706

تشریف لائے تو ایک کالی لونڈی حاضر بارگاہ ہو کر عرض گزار ہوئی، یارسول اللہ ﷺ! میں نے نذر مانگی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو بخیریت واپس لوٹائے تو میں آپ کی خدمت میں دف بجاؤں گی۔

رحمتِ عالم ﷺ نے اس سے فرمایا، اگر تم نے نذر مانی تھی تو بجالو، اور نہیں مانی تھی تو نہ بجاؤ۔ پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور وہ بجاتی رہی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور وہ بجاتی رہی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور وہ بجاتی رہی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو اس نے دف اپنے نیچے رکھی اور اس پر بیٹھ گئی۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، اے عمر! شیطان تم سے ڈرتا ہے۔ میں بیٹھا تھا لیکن یہ بجاتی رہی۔ ابو بکر آئے اور یہ بجاتی رہی، علی آئے اور یہ بجاتی رہی۔ پھر عثمان آئے اور یہ بجاتی رہی۔ جب اے عمر! تم اندر داخل ہوئے تو اس نے دف نیچے رکھ لی۔ رضی اللہ عنہم (187)

46۔ حضرت انس اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تین باتوں میں میرے رب نے میری موافقت فرمائی۔

ا) میں عرض گزار ہوا، یارسول اللہ ﷺ! کاش ہم مقامِ ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالیں تو حکم نازل ہوا، "اور ٹھہرالو مقامِ ابراہیم کو نماز کی جگہ"۔ (188)

۲) میں نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! ہماری عورتوں کے پاس بھلے اور برے آتے ہیں، کاش! آپ انہیں پردے کا حکم فرمائیں۔ اس پر پردے کی آیت نازل ہو گئی۔

۳) نیز جب نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات غیرت کھا کر جمع ہو گئیں تو میں عرض گزار ہوا، "اگر آپ انہیں طلاق دے دیں تو قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو ان سے بہتر بدلے میں عطا فرمائے"۔ پس اسی طرح آیت نازل ہو گئی۔ (189)

47۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دوسرے لوگوں پر چار باتوں سے فضیلت دی گئی ہے۔

---

187 ...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب، حدیث:3710

188 ...پ1، بقرہ:125

189 ...بخاری، کتاب الصلوۃ، باب ماجاء فی القبلۃ۔۔۔الخ، حدیث:402

۱)بدر کے قیدیوں کے بارے میں جب آپ نے اُن کو قتل کرنے کے لیے کہا تو اللہ تعالیٰ نے (آپ کی تائید میں) فرمایا، "اگر اللہ پہلے فیصلہ نہ کر چکا ہوتا جو تم نے کیا تو تم کو بڑا عذاب پہنچتا"۔[190]

۲)اور پردے کے معاملے میں جب آپ نے نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات سے پردے کے لیے کہا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا، اے ابنِ خطاب! آپ ہم پر بھی حکم چلاتے ہیں حالانکہ وحی ہمارے گھر میں نازل ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا، "اور جب تم نے کوئی چیز ان سے مانگنی ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو"۔[191]

۳)اور حضور ﷺ کی دعا کے باعث کہ "اے اللہ! عمر کے ذریعے اسلام کی مدد فرما"۔[192]

۴)اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کے فیصلے کے باعث کہ سب سے پہلے اِنہوں نے بیعت کی۔[193]

48۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم ترازو کے ایک پلے میں اور تمام اہلِ دنیا کا علم ترازو کے دوسرے پلے میں رکھ کر تولا جائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پلہ ہی بھاری رہے گا کیونکہ علم کے دس حصوں میں سے نو حصے علم آپ کو دیا گیا ہے۔[194]

49۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری امت سے وہ آدمی جنت میں بڑے بلند درجے والا ہے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خدا کی قسم، ہم اس آدمی سے حضرت عمر ہی مراد لیا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ اپنے راستے پر چلے گئے یعنی وصال فرما گئے۔[195]

50۔ حضرت مِسوَر بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا اور انہوں

190...پ10،انفال:68

191...پ22،احزاب:53

192...ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب، حدیث:3681

193...بخاری، کتاب المحاربین من اھل الکفار، باب رجم الحبلی من الزنا۔۔۔الخ، حدیث:6830

194...مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، باب ماذکر فی فضل عمر بن الخطاب، حدیث:36

195...ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنۃ الدجال وخروج۔۔۔الخ، حدیث:4077

نے تکلیف محسوس کی تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے تسلی دیتے ہوئے کہا، اے امیر المومنین! کیا آپ پریشان ہیں حالانکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور اچھا ساتھ نبھایا۔ پھر جب وہ جدا ہوئے تو آپ سے راضی تھے پھر آپ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہے اور اچھا ساتھ نبھایا۔ پھر جب وہ جدا ہوئے تو آپ سے راضی تھے۔ پھر آپ کی صحابہ کرام سے صحبت رہی اور اچھی صحبت رہی۔ اگر آپ ان سے جدا بھی ہو جائیں تو وہ آپ سے راضی ہیں۔

فرمایا، تم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور رضامندی کا ذکر کیا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جو اس نے مجھ پر فرمایا۔ تم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اور رضامندی کا ذکر کیا تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کرم ہے جو اس نے مجھ پر فرمایا۔ اور جو تم میری پریشانی دیکھ رہے ہو یہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی وجہ سے ہے۔ خدا کی قسم! اگر میرے پاس زمین بھر سونا بھی ہوتا تو میں اللہ کے عذاب کو دیکھنے سے پہلے اس کا فدیہ ادا کر دیتا۔[196]

51۔ حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے عمر سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے عمر سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اہلِ عرفہ پر عموماً اور حضرت عمر پر خصوصاً فخر کیا ہے۔ جتنے انبیاء کرام مبعوث ہوئے ہیں، ہر ایک کی امت میں ایک محدَّث ضرور ہوا ہے اگر میری امت کا کوئی محدَّث ہے تو وہ عمر ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! محدَث کون ہوتا ہے؟ فرمایا، جس کی زبان سے ملائکہ گفتگو کریں۔[197] اس حدیث کی اسناد درست ہیں۔

52۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے بعد حق عمر کے ساتھ رہے گا خواہ وہ کہیں ہوں۔[198]

196... صحیح بخاری، کتاب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب عمر۔ الخ، 12/5، حدیث:3692
197... مجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب منزلۃ عمر عند اللہ۔۔۔ الخ، حدیث:14439
198... فضائل خلفاء الراشدین لابی نعیم، حدیث:11

53۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مرض الوصال میں دریافت کیا گیا، اگر آپ سے اللہ تعالیٰ یہ دریافت فرمائے کہ تم نے عمر رضی اللہ عنہ کو کیوں خلیفہ منتخب کیا تو آپ اس کا کیا جواب دیں گے؟ فرمایا، میں عرض کروں گا کہ میں نے ان لوگوں پر ان میں سے سب سے بہتر شخص کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا۔ (199)

54۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عمر اہلِ جنت کا چراغ ہیں۔ (200)

55۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غیب جاننے والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کرکے فرمایا، یہی وہ ہستی ہے جس کے باعث فتنہ وفساد کے دروازے بند ہیں اور یہ جب تک زندہ رہے گا اس وقت تک تم میں کوئی پھوٹ اور فتنہ وفساد نہیں ڈال سکے گا۔ (201)

56۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے، مجھ سے جبرئیل نے کہا ہے کہ اسلام عمر کی موت پر روئے گا یعنی ان کی وفات سے اسلام کو بہت نقصان پہنچے گا۔ (202)

57۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی شخص سے واقف نہیں جس نے جرأت کے ساتھ راہِ خدا میں ملامت سنی ہو۔ (203)

58۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے (از راہِ کرم وعنایت) یہ فرمایا، "اے میرے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں نہ بھولنا"۔ (204)

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سَقَر
اُس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

199...تاریخ الخلفاء، ص195
200...تاریخ الخلفاء، ص193۔
201...بخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب الصلوۃ کفارۃ، ج۱، ص۱۹۵، حدیث:۵۲۵
202... معجم الکبیر، حدیث:64
203...تاریخ الخلفاء، اقوال الصحابہ والسلف فیہ
204...ابوداود، کتاب الصلاۃ، باب الدعا، حدیث:1498

فضائلِ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما، قرآن میں:

1۔ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔[205]

"بیشک اللہ اُن کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے"۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صالح مومنین سے مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔[206]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

حضرت ابن عمر، ابن عباس اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔[207]

2۔ شَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ[208] "کاموں میں ان سے مشورہ لو"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس آیت میں رب تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ابو بکر و عمر سے مشورہ کیا کرو۔ اس آیت کے نزول پر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضراتِ شیخین سے فرمایا، جب تم دونوں کسی رائے پر متفق ہو جاؤ تو میں تمہارے خلاف نہیں کرتا۔[209]

3۔ وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ۔[210]

"اور قریب ہے کہ ہم شکر والوں کو صلہ عطا کریں"۔

جو (غزوہ اُحد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی جھوٹی افواہ سن کر) نہ پھرے اور اپنے دین پر ثابت

205...پ28، تحریم:4

206...معالم التنزیل، تحریم، تحت الآیۃ:4

207...تفسیر مظہری، تحریم، تحت الآیۃ:4

208...پ4، ال عمران:159

209...تفسیر ابن کثیر، ال عمران: تحت الآیۃ:159

210...پ4، ال عمران:145

رہے، ان کو شاکرین فرمایا کیونکہ انہوں نے اپنے ثبات سے نعمتِ اسلام کا شکر ادا کیا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی جو اپنے دین پر قائم رہے وہ شاکرین ہیں۔ (جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ امیر الشاکرین ہیں۔[211]

4۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ[212]

”بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس ،وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لیے پرکھ لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے“۔

آیت لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ[213] (اپنی آواز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر بلند نہ کرو) کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابو بکر و عمر اور بعض اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بہت احتیاط لازم کرلی اور خدمتِ اقدس میں بہت ہی پست آواز سے عرض معروض کرتے۔ ان حضرات کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔[214]

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے دل اللہ تعالیٰ نے تقوٰی کے لیے پرکھ لیے ہیں، جو انہیں فاسق مانے وہ اس آیت کا منکر ہے۔[215]

فضائلِ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما، احادیث میں:

59۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا، یہ بتاؤ کہ تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اُس نے عرض کی،

211... تفسیر خزائن العرفان، ال عمران: تحت الایۃ:144
212... پ26، حجرات:3
213... پ26، حجرات:2
214... خزائن العرفان، حجرات، تحت الایۃ:2
215... نور العرفان، حجرات، تحت الایۃ:2

میرے پاس تو کوئی عمل نہیں سوائے اس کے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ ارشاد فرمایا، تم اُنہی کے ساتھ ہوگے جن سے محبت رکھتے ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے کسی بات سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جس قدر خوشی یہ فرمان سن کر ہوئی کہ "تم اس کے ساتھ ہوگے جس سے محبت کرتے ہو"۔ میں آقا و مولیٰ نبی کریم ﷺ سے محبت کرتا ہوں اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہوں لہٰذا مجھے امید ہے کہ میں اُن سے محبت کی وجہ سے ان کے ساتھ رہوں گا اگرچہ میرے اعمال اُن جیسے نہیں۔(216)

60۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک آدمی گائے کو ہانک رہا تھا۔ جب تھک گیا تو اس پر سوار ہو گیا۔ اس نے کہا، ہمیں اس لیے پیدا نہیں کیا گیا ہے بلکہ ہمیں زمین کی کاشت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ لوگوں نے کہا، سبحان اللہ! گائے بولتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "اس بات کو میں نے مانا اور ابو بکر و عمر نے" حالانکہ وہ دونوں وہاں موجود نہ تھے۔

پھر فرمایا، ایک آدمی اپنی بکریوں میں تھا جب کہ بھیڑیے نے ایک بکری پر حملہ کیا اور اسے پکڑ لیا۔ اس کے مالک نے وہ بکری چھڑا لی۔ بھیڑیے نے اس سے کہا، یومِ سبع کو اس کی حفاظت کون کرے گا جبکہ میرے سوا کوئی چرواہا نہیں ہو گا۔ لوگوں نے کہا، سبحان اللہ! بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔ فرمایا، "میں نے اس بات کو مانا اور ابو بکر و عمر نے بھی"۔ حالانکہ وہ وہاں موجود نہ تھے۔(217)

61۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لاتے تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے سوا کوئی اور سر نہ اٹھاتا۔ یہ حضور ﷺ کو دیکھ کر مسکراتے اور حضور ﷺ انہیں دیکھ کر تبسم فرماتے۔(218)

62۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وصال کے

216... بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر بن خطاب۔۔۔ الخ، حدیث:3688

217... مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل ابی بکر الصدیق، حدیث:2388

218... ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر و عمر، حدیث:3688

بعد ان کے لیے دعا کر رہے تھے جب کہ وہ تختے پر تھے تو ایک آدمی نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھ کر کہا، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ مجھے امید ہے کہ وہ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں سے ملا دے گا کیونکہ میں نے اکثر رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، "میں اور ابو بکر و عمر تھے، میں نے اور ابو بکر و عمر نے کیا، میں اور ابو بکر و عمر گئے، میں اور ابو بکر و عمر اندر داخل ہوئے، میں اور ابو بکر و عمر باہر نکلے"۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔[219]

63۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھے نہیں معلوم کہ میں تم میں کتنے دن اور رہوں گا لہٰذا میرے بعد والوں میں سے ابو بکر اور عمر کی پیروی کرنا۔[220]

64۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

بیشک جنتی لوگ علیین والوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم چمک دار تارے کو آسمان کے کنارے پر دیکھتے ہو۔ اور بیشک ابو بکر و عمر اُنہی میں سے ہیں اور دونوں خوب تر ہیں۔[221]

65۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ابو بکر و عمر انبیائے کرام و مرسلینِ عظام کے سوا تمام اہلِ جنت کے عمر رسیدہ لوگوں کے سردار ہیں۔[222]

66۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک روز مسجد میں داخل ہوئے اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر میں سے ایک آپ کے دائیں جانب اور ایک بائیں جانب تھے۔ آپ نے دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور فرمایا، میں قیامت کے روز اسی طرح اٹھایا جاؤں گا۔[223]

67۔ حضرت عبد اللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا، یہ دونوں کان اور آنکھ ہیں (یعنی میرے لیے اس قدر اہم ہیں جیسے جسم

219...بخاری، کتاب فضائل الصحابۃ، باب مناقب عمر بن الخطاب، حدیث:3685
220...ترمذی، کتاب المناقب، فی مناقب ابی بکر و عمر، حدیث:3682
221...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصدیق۔۔۔ الخ، حدیث:3678
222...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصدیق۔۔۔ الخ، حدیث:3685
223...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصدیق۔۔۔ الخ، حدیث:3689

کے لیے کان اور آنکھ)۔[224]

68۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا پس حضرت ابو بکر آئے۔ پھر فرمایا کہ تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا۔ پس حضرت عمر آئے۔[225]

69۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی نبی نہیں مگر اس کے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو زمین والوں میں سے ہوتے تھے، میرے دو آسمانی وزیر جبرئیل و میکائیل ہیں اور زمین پر میرے وزیر ابو بکر و عمر ہیں۔[226]

70۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک چاندنی رات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سرِ مبارک میری گود میں تھا۔ میں عرض گزار ہوئی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں؟ فرمایا، ہاں! عمر کی۔ میں نے عرض کی، اور حضرت ابو بکر کی نیکیوں کا کیا حال ہے؟ فرمایا، عمر کی ساری نیکیاں ابو بکر کی ایک نیکی جیسی ہیں۔[227]

71۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تو میں نے کہا، مجھ سے عمر بن خطاب کے فضائل بیان کرو۔ انہوں نے کہا، اگر عمر کے فضائل بیان کرنے کے لیے مجھے حضرت نوح علیہ السلام کی زندگی مل جائے تو بھی عمر کے فضائل ختم نہ ہوں حالانکہ عمر کے تمام فضائل، ابو بکر کے فضائل کا ایک جزو ہیں۔[228]

72۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر نبی کے اصحاب میں سے کچھ خاص لوگ ہوتے ہیں۔ میرے اصحاب میں سے خاص لوگ ابو بکر اور عمر ہیں۔[229]

224...المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، نزول جبریل۔۔۔الخ، حدیث:4489
225...ترمذی، کتاب المناقب، فی مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب، حدیث:3714
226...ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر و عمر کلیھما، حدیث:3700
227...مشکوٰۃ المصابیح، کتاب المناقب، حدیث:6068
228...الصواعق المحرقۃ، باب فی تخییر والخلاف، 2/713
229...الصواعق المحرقۃ، الفصل الثالث فی ذکر فضائل ابی بکر، 1/223

73۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے بعد میری امت میں بہترین افراد ابو بکر اور عمر ہیں۔[230]

74۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اُس خدا کا شکر ہے جس نے تم کو میرا مددگار بنایا۔[231]

75۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ عہدِ نبوی میں کون فتویٰ دیا کرتا تھا؟ جواب دیا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی عالم نہیں تھا اس لیے یہی دونوں حضرات فتویٰ دیا کرتے تھے۔[232]

76۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے بعد ابو بکر و عُمر کی پیروی کرنا کیونکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی پھیلائی ہوئی رسی ہیں۔ جو ان کا دامن تھام لے گا وہ کبھی نہ کھلنے والی گرہ تھام لے گا۔[233]

77۔ حضرت ابو اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، لوگو! تم جانتے ہو کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دینِ اسلام میں کیا مقام ہے۔ وہ اسلام کے لیے ایسے تھے جیسے (اولاد کے لیے) ماں باپ۔[234]

78۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے میرے اصحاب میں سے کسی کو ابو بکر و عمر پر فضیلت دی، اُس نے مہاجرین و انصار پر زیادتی کی۔[235]

79۔ حضرت شریک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جس شخص میں ذرا سی بھی نیکی ہے وہ کبھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ خلافت کے مستحق تھے۔[236]

230... مصنف ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ماذکر فی ابی بکر الصدیق، حدیث:28

231... تاریخ الخلفاء، الاحادیث الواردۃ فی فضلہ

232... اسد الغابۃ، عبد اللہ بن عثمان ابو بکر، 3/330

233... الصواعق المحرقۃ، الفصل الثالث فی ذکر فضائل ابی بکر، 1/218

234... تاریخ الخلفاء، ماورد من کلام الصحابۃ

235... تاریخ الخلفاء، بیان انہ افضل الصحابۃ و خیر ہم

236... تاریخ الخلفاء، اقوال الصحابۃ و السلف فیہ

80۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محبت ایمان کی علامت ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر کی نشانی ہے۔[237]

اصدق الصادقیں، سیدُ المتقین
چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام
ترجمانِ نبی، ہم زبانِ نبی
جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام

237... تاریخ الخلفاء، ماورد من کلام الصحابۃ

خلیفۂ سوم سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے افضل حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم کے بعد ایمان لائے۔ آپ نے اسلام کے لیے دو بار ہجرت کی، ایک بار حبشہ کی طرف اور دوسری بار مدینہ منورہ کی طرف۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا شمار اُن چھ خوش نصیب ہستیوں میں کیا جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری وصال تک راضی رہے۔ آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ نے قرآن پاک کو لغتِ قریش پر جمع کیا۔

حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مناسکِ حج کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ آپ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو چھیالیس (۱۴۶) احادیث روایت کی ہیں۔ آپ کی حیا اور سخاوت بہت مشہور ہے۔ آپ نے اپنے مال سے اسلام اور مسلمانوں کو بہت نفع پہنچایا اور کئی بار جنت کی بشارت حاصل کی۔[238]

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کا لقب ذُوالنورَین اس لیے ہوا کیونکہ آپ کے سوا کسی شخص کے نکاح میں کسی نبی کی دو صاحبزادیاں نہیں آئیں۔[239]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا، وہ ایسی ہستی ہیں جو ملائِ اعلیٰ میں ذوالنورین کے لقب سے مشہور ہیں۔[240]

آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، "میں نے اپنی صاحبزادیوں کے نکاح عثمان سے وحیٔ الٰہی کے ذریعہ سے کیے تھے"۔[241]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ کے انتخاب کے لیے چھ جید صحابہ کرام پر مشتمل جو کمیٹی بنائی تھی اس

238...الطبقات الکبریٰ لابن سعد، القول فی الطبقۃ الاولیٰ، 3/44

239...معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، 1/62، رقم:238

240...معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، 1/62، رقم:240

241...فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل، 1/512، حدیث:837

نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تخلیہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا، اگر میں آپ کی بیعت نہ کروں تو آپ مجھے کس سے بیعت کرنے کا مشورہ دیں گے؟ آپ نے فرمایا، علی سے۔ پھر میں نے اسی طرح تنہائی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، اگر میں آپ کی بیعت نہ کروں تو آپ کس سے بیعت کرنے کا مشورہ دیں گے؟ انہوں نے فرمایا، عثمان سے۔ پھر میں نے دیگر صحابہ سے مشورہ کیا تو اکثر کی رائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف پائی۔[242]

حضرت ابی وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیوں بیعت کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیوں بیعت نہ کی؟ انہوں نے جواب دیا، اس میں میرا کچھ قصور نہیں۔ میں نے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی سے کہا تھا کہ میں آپ سے کتابُ اللہ، سنتِ رسولُ اللہ ﷺ اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی سنت پر بیعت کرتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا، میں جس قدر استطاعت رکھوں گا اسی قدر، پھر میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہی باتیں کیں تو انہوں نے جواب دیا، بہت اچھا۔ پس میں نے ان سے بیعت کر لی۔[243]

اس روایت کی بنیاد پر گمان یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب عام صحابہ کرام علیہم الرضوان کا رجحان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں دیکھا تو آپ نے صحابہ کرام کی مرضی کے خلاف زبردستی اُن کا خلیفہ بننا پسند نہ فرمایا اور خلافت کا منصب قبول کرنے سے معذرت کر لی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

آپ کے دورِ خلافت میں بھی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔ ملک روم کا وسیع علاقہ، قبرص، افریقہ، اندلس (اسپین) اور ایران کے کئی علاقے فتح ہوئے۔ خاص بات یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پہلے اسلامی بحری بیڑے کے ذریعے قبرص پر حملہ کر کے اسے فتح کیا۔[244]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی چھ سالوں میں لوگوں کو آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوئی

242... تاریخ الخلفاء، الخلیفۃ الثالث، صفحہ 122

243... تاریخ الخلفاء، الخلیفۃ الثالث، صفحہ 122

244... تاریخ الخلفاء، الخلیفۃ الثالث، صفحہ 123

البتہ بعد ازاں بعض گورنروں کی وجہ سے لوگوں کو شکایات ہوئیں۔ دراصل مسلمانوں کی عظیم سلطنت کو نقصان پہنچانے کے لیے یہودی روز بروز سازشوں میں مصروف تھے چنانچہ ان کے ایجنٹ عبد اللہ بن سبا نے مذکورہ شکایات کو بنیاد بنا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک مذموم پراپیگنڈا مہم شروع کر دی۔ وہ اور اس کے ساتھی جگہ جگہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ناانصافی اور اقرباپروری کی داستانیں مشہور کرنے لگے۔ معاملہ اس وقت سنگین ہو گیا جب اہلِ مصر نے اپنے گورنر ابن ابی سرح کے خلاف شکایات کیں اور آپ نے اسے بذریعہ خط سخت تنبیہہ فرمائی۔ لیکن گورنر مصر نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی بلکہ جو مصری لوگ شکایات لے کر مدینہ منورہ آئے تھے، انہیں قتل کرا دیا۔ اس طرح حالات مزید خراب ہوئے۔

چنانچہ تاریخِ طبری کے مطابق بصرہ، کوفہ اور مصر سے تقریباً دو ہزار فتنہ پرداز افراد حاجیوں کی وضع میں مدینہ شریف پہنچ گئے، ان کے عزائم اچھے نہ تھے۔ مصریوں نے گورنر کو معزول کرنے کا مطالبہ کیا۔ آپ نے فرمایا، تم کوئی اور شخص بتاؤ، میں اسے گورنر مقرر کر دوں گا۔ مصری وفد نے کہا، محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مقرر فرما دیجیے۔ چنانچہ آپ نے ابن ابی سرح کی معزولی اور ان کی تقرری کا فرمان جاری کر دیا۔ محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی کچھ صحابہ کے ہمراہ قافلے کی صورت میں مصر روانہ ہوئے۔

راستے میں ایک حبشی غلام سانڈنی پر سوار تیزی سے اس قافلے کے پاس سے گزرا تو انہیں اس پر شک ہوا کہ کسی کا قاصد ہے یا کوئی مفرور ہے۔ اسے پکڑ کر پوچھا، تو کون ہے؟ بولا، میں امیر المومنین کا غلام ہوں، پھر کہنے لگا، میں مروان کا غلام ہوں۔ پوچھا، تجھے کہاں بھیجا ہے؟ بولا، عاملِ مصر کے پاس خط دے کر بھیجا ہے۔ تلاشی لینے پر خط برآمد ہو گیا۔ اس میں گورنر کے نام یہ تحریر تھا،

”جس وقت تمہارے پاس محمد بن ابو بکر اور فلاں فلاں لوگ پہنچیں تو تم کسی حیلے سے انہیں قتل کر دو اور اس فرمان کو کالعدم قرار دو اور حسبِ سابق اپنا کام جاری رکھو“۔ خط پر امیر المومنین کی مہر ثبت تھی۔ یہ پڑھ کر سب دنگ رہ گئے۔ مدینہ منورہ واپس آکر اکابر صحابہ کو جمع کر کے یہ خط پڑھوایا گیا۔ اس پر سب لوگ برہم ہوئے۔ محمد بن ابو بکر، ان کے قبیلہ بنو تمیم اور باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔

یہ صورتحال دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت کیا، یہ غلام آپ کا ہے؟ فرمایا، ہاں۔ پھر پوچھا، کیا یہ اونٹنی بھی آپ کی ہے؟ فرمایا، ہاں۔ پھر آپ نے وہ خط پیش کر کے کہا، کیا یہ خط آپ نے لکھا ہے؟ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا، نہیں۔ خدا کی قسم! نہ میں نے یہ خط لکھا، نہ کسی کو لکھنے کا حکم دیا اور نہ اس کے متعلق مجھے کچھ معلوم ہے۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تعجب کی بات ہے کہ غلام آپ کا، اونٹنی آپ کی، مہر بھی آپ کی مگر آپ کو کوئی علم نہیں۔ آپ نے پھر قسم کھائی کہ مجھے اس بارے میں کچھ علم نہیں۔ اس پر صحابہ کو یقین ہو گیا کہ آپ اس سازش سے بری ہیں۔

بعد میں کچھ لوگوں نے غور کر کے پہچانا کہ یہ تحریر مروان کی ہے۔ چونکہ وہ آپ ہی کے پاس مقیم تھا اس لیے لوگوں نے مطالبہ کیا کہ مروان کو ہمارے حوالے کریں مگر آپ نے انکار فرما دیا کیونکہ لوگ غیظ و غضب میں بھرے ہوئے تھے اس لیے آپ کو یہ اندیشہ تھا کہ وہ مروان کو قتل کر دیں گے۔ نیز چونکہ ایک تحریر دوسری تحریر کے مشابہہ ہو سکتی ہے اور شبہ کا فائدہ ملزم کو پہنچتا ہے اس لیے آپ نے مروان کو ان کے سپرد نہیں کیا۔

بلوائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے خلافت سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کیا جس کے جواب میں آپ نے فرمایا، میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا، "اے عثمان! عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا یعنی خلافت عطا کرے گا۔ اگر لوگ اسے اُتارنا چاہیں تو تم نہ اُتارنا"۔ پس میں اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا، "بیشک حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا اور میں اس پر صابر ہوں"۔ (245)

آپ کے انکار پر محاصرہ اور سخت کر دیا گیا جو کہ مسلسل چالیس دن تک قائم رہا یہاں تک کہ آپ پر پانی بھی بند کر دیا۔ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اوپر سے جھانک کر مجمع سے پوچھا، کیا تم میں علی ہیں؟ لوگوں نے کہا، نہیں۔ پھر پوچھا، کیا تم میں سعد ہیں؟ جواب ملا، نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا، کوئی

245...ابن ماجہ، باب فضل عثمان رضی اللہ عنہ، حدیث:113

شخص علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچا دے کہ وہ ہمارے لیے پانی مہیا کر دیں۔ یہ خبر سیدنا علی رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے پانی سے بھرے ہوئے تین مشکیزے بھجوا دیے لیکن یہ پانی ان تک سخت کوشش کے بعد پہنچا اور اس دوران بنو ہاشم اور بنو امیہ کے چند لوگ زخمی بھی ہو گئے۔ اس بات سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اندازہ ہو گیا کہ بلوائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے درپے ہیں۔ اکابر صحابہ نے بلوائیوں کو سمجھانے کے لیے متعدد تقریریں کیں مگر اُن پر کوئی اثر نہ ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ تلواریں لیکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر چوکس کھڑے رہو اور خبردار! کسی بلوائی کو ہرگز اندر نہ جانے دینا۔ اسی طرح حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور دیگر اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے بیٹوں کو ان کی حفاظت کا حکم دیا اور یہ سب نہایت مستعدی سے مسلسل ان کی حفاظت کرتے رہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے محاصرہ کے دوران حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کی، آپ امیر المؤمنین ہیں۔ میری تین باتوں میں سے ایک ضرور مان لیجیے۔ اول یہ کہ آپ حق پر ہیں اور وہ باطل پر نیز یہاں آپ کے حامیوں کی عظیم جماعت موجود ہے۔ آپ حکم دیجیے کہ ان باغیوں کو مقابلہ کر کے نکال دیں۔ دوم یہ کہ آپ پچھلی طرف سے نکل کر مکہ مکرمہ چلے جائیے۔ وہاں حرم کعبہ کی وجہ سے یہ لوگ آپ پر حملہ نہیں کریں گے۔ سوم یہ کہ آپ ملک شام چلے جائیے وہاں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی فوج موجود ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہو کر میرے لیے یہ ناممکن ہے کہ میں اپنی حکومت کی بقا کے لیے مسلمانوں کی خونریزی کراؤں۔ دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ مکہ معظمہ جانا مجھے اس لیے پسند نہیں کہ ان لوگوں سے یہ توقع نہیں کہ یہ حرمِ مکہ کی حرمت کا کوئی لحاظ کریں گے اس لیے میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے اس مقدس شہر کی حرمت پامال ہو۔ اور تیسری صورت کا جواب یہ ہے کہ میں اپنی ہجرت کے مقام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب شہر کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانا چاہتا۔

حضرت عبد اللہ بن زبیر، زید بن ثابت انصاری، حضرت ابو ہریرہ اور کئی صحابہ رضی اللہ عنہم نے باغیوں سے

لڑنے کی اجازت مانگی مگر آپ نے سب کو منع کیا اور فرمایا، "اللہ کی قسم! خونریزی سے پہلے قتل ہو جانا مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں خونریزی کے بعد قتل کیا جاؤں"۔ مطلب یہ ہے کہ جب آقا و مولیٰ ﷺ نے مجھے شہادت کی بشارت دے دی ہے تو اگر تم جنگ بھی کرو گے تو مجھے قتل ہونے سے نہیں بچا سکو گے۔

مسلسل سخت پہرہ دیکھ کر آخر کار بلوائیوں نے دور ہی سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تیر چلائے۔ ایک تیر لگنے سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک غلام کے علاوہ محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ بھی زخمی ہوئے۔ اس پر محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ خوف ہوا کہ اگر بنو ہاشم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زخمی دیکھ لیا تو وہ بگڑ جائیں گے۔ لہٰذا وہ دو بلوائیوں کے ساتھ ایک انصاری کے مکان میں داخل ہوئے اور وہاں سے دیوار پھاند کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں پہنچ گئے۔ یوں باہر اور چھت پر موجود لوگوں کو خبر نہ ہوئی۔

نیچے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تلاوت فرما رہے تھے اور ان کے پاس صرف ان کی اہلیہ تھیں۔ محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قریب پہنچ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک پکڑ لی تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "اگر تیرے والد ابو بکر رضی اللہ عنہ تجھے یہ حرکت کرتے دیکھتے تو وہ کیا کہتے"۔ یہ سن کر انہوں نے آپ کی داڑھی چھوڑ دی اور نادم ہو کر پیچھے ہٹ گئے۔ لیکن دوسرے دو بلوائیوں نے آگے بڑھ کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ اس دوران آپ کی زوجہ محترمہ نے بہت چیخ و پکار کی لیکن بلوائیوں کا شور اس قدر تھا کہ کوئی ان کی آواز نہ سن سکا۔ پھر وہ چھت پر گئیں اور لوگوں کو بتایا کہ امیر المؤمنین شہید کر دیے گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے وہاں پہنچے اور اپنے فرزندوں پر غصہ ہوئے کہ تمہارے ہوتے ہوئے امیر المؤمنین کس طرح شہید ہوئے۔ غصہ سے آپ نے ایک طمانچہ حضرت حسن کے اور ایک گھونسہ حضرت حسین کے سینے پر مارا۔ محمد بن طلحہ اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو بھی برا بھلا کہا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سے قاتلوں کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بتایا، میں انہیں تو نہیں جانتی مگر ان کے ساتھ محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔

اب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا، میں قتل کے ارادے سے داخل ضرور ہوا تھا مگر جب انہوں نے میرے والد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کر دیا تو میں انہیں چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔ میں اپنے اس فعل پر نادم ہوں اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں۔ خدا کی قسم! میں نے نہ ان کو پکڑا اور نہ ہی قتل کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کسی مصری نے شہید کیا تھا۔

۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو جمعہ کا دن تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما تشریف فرما ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں، "عثمان! جلدی کرو۔ آج تم ہمارے ساتھ افطار کرنا۔" اسی دن آپ شہید کیے گئے۔

آپ کی عظمت کا اندازہ اس بات سے کیجیے کہ آپ کے باغی کم و بیش دو ہزار تھے اور آپ کے حامی کئی ہزار۔ آپ نے چالیس روز محاصرہ میں رہنا، بھوک اور پیاس برداشت کرنا اور جام شہادت نوش کرنا قبول کر لیا مگر اپنی ایک جان کی خاطر یا اپنی حکومت کی خاطر کسی کلمہ گو کا خون بہانا گوارہ نہ کیا۔[246]

فضائلِ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، قرآن میں:

1۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی لَّھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔[247]

"وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دینے کے بعد نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں۔ ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم"۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک میں ایک ہزار اونٹ مع سامان کے بارگاہِ نبوی میں پیش کئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔[248]

2۔ اَمَّنْ ھُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَۃَ وَیَرْجُوْا رَحْمَۃَ رَبِّهٖ قُلْ ھَلْ

246...تاریخ الخلفاء، خلافتہ وماحدث فی عھدہ

247...پ3، بقرہ:262

248...معالم التنزیل، بقرہ: تحت الایۃ:262

يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ (249)

"کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں، آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے، کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا؟ تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان (ہرگز نہیں)"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ (250)

3۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص بئر رومہ خرید کر راہ خدا میں دے گا، اللہ اس کی مغفرت فرما دے گا"۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے خرید لیا تو سرکار نے فرمایا: "کیا تمہاری نیت یہ ہے کہ اسے لوگوں کی سیرابی کا ذریعہ بناؤ؟ عرض کی، ہاں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۔ (251)

"اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری طرف جنت میں آ"۔

علامہ ابن کثیر نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (252)

249...پ23، زمر: 9
250... تفسیر خزائن العرفان ومعالم التنزیل، زمر، تحت الآیۃ: 9
251...پ30، فجر: 27-30
252... تفسیر ابن کثیر، فجر، تحت الآیۃ: 27

4۔ وَضَرَبَ اللهُ مَثَلاً رَّجُلَيۡنِ ۔۔۔۔۔ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۔(253)

”اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی، دو مرد (ہیں جن میں) ایک گونگا جو کچھ کام نہیں کر سکتا اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے، جدھر بھیجے کچھ بھلائی نہ لائے۔ کیا برابر ہو جائے گا یہ اور وہ جو انصاف کا حکم کرتا ہے اور وہ سیدھی راہ پر ہے“۔

ابن جریر رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے غلام اسید کے بارے میں نازل ہوئی، یہ غلام اسلام کو ناپسند کرتا تھا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو صدقہ اور نیکی سے منع کرتا تھا۔(254)

5۔ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ رِجَالٌ صَدَقُوۡا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيۡهِ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰى نَحۡبَهٗ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّنۡتَظِرُ ۔(255)

”مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دکھایا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں سے کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے“۔

یہ آیت حضرت عثمان اور ان جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے رب تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں جہاد کا موقع ملا تو ہم ثابت قدم رہیں گے اور انہوں نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا ۔ حضرت حمزہ و مصعب شہید ہو گئے اور حضرت عثمان و طلحہ رضی اللہ عنہم شہادت کا انتظار کر رہے ہیں۔(256)

6۔ لَقَدۡ رَضِيَ اللهُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ يُبَايِعُوۡنَكَ تَحۡتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيۡ قُلُوۡبِهِمۡ فَاَنۡزَلَ السَّكِيۡنَةَ عَلَيۡهِمۡ وَاَثَابَهُمۡ فَتۡحاً قَرِيۡباً(257)

”بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمھاری بیعت کرتے تھے تو اللہ

253...پ14، نحل:76
254...تفسیر مظہری، نحل، تحت الایۃ:76
255...پ21، احزاب:23
256...تفسیر خزائن العرفان، احزاب، تحت الایۃ:23
257...پ26، فتح:18

نے جانا جو اُن کے دلوں میں ہے تو اُن پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا“۔

اس آیت مبارکہ میں حدیبیہ میں نبی کریم ﷺ سے بیعت کرنے والوں کو رضائے الٰہی، سکون و اطمینان اور فتح و نصرت کی بشارت دی گئی۔ بیعت رضوان اور اس سے متعلق آیات کے نزول کا سبب حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی افواہ تھی جب وہ حضور اکرم ﷺ کے سفیر بن کر مکہ مکرمہ گئے اور انہیں کافروں نے روک لیا۔ اس پر آقا و مولیٰ ﷺ نے صحابہ سے کفار کے مقابل جہاد میں ثابت قدم رہنے پر بیعت لی۔

علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک منافق کا درخت تھا جو اس کے انصاری پڑوسی کے مکان پر جھکا ہوا تھا اس لئے اس کا پھل اس انصاری کے مکان میں گرتا تھا۔ انصاری نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو حضور ﷺ نے اس منافق سے (جس کا نفاق ابھی ظاہر نہ ہوا تھا) فرمایا، تم وہ درخت انصاری کو بیچ دو، اس کے عوض تمہیں جنت کا درخت ملے گا۔ اس منافق نے انکار کر دیا۔

جب اس بات کی خبر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو آپ نے پورا باغ دے کر اس کے عوض منافق سے وہ درخت خرید لیا اور انصاری کو دے دیا۔ اس پر آپ کی شان میں اور اُس منافق کی مذمت میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى۔ (258)

”عنقریب نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے اور اس سے وہ بڑا بدبخت دور رہے گا جو سب سے بڑی آگ میں جائے گا“۔ (259)

فضائلِ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، احادیث میں:

81۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں کسی

258...پ30،الاعلیٰ:10-12

259...روح البیان،الاعلیٰ، تحت الآیۃ:10

کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے برابر نہیں سمجھتے تھے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فضیلت دیتے اور پھر دیگر اصحاب پر کسی کو فضیلت نہیں دیتے تھے۔[260]

82۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو رومہ کنوئیں کو خریدے، اس کے لیے جنت ہے، اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خریدا اور مزید کھدوایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کے موقع پر فرمایا، جو تنگی والے لشکر کا سامان مہیا کر دے اس کے لیے جنت ہے تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سامان فراہم کر دیا۔[261]

83۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے اور مجھے باغ کے دروازے کا خیال رکھنے کے لیے فرمایا۔ پس ایک صاحب آئے تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی۔ غیب بتانے والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دو۔ وہ صاحب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر ایک صاحب آئے اور اجازت مانگی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انہیں بھی اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دو۔ وہ صاحب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

پھر ایک اور صاحب نے اجازت مانگی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا، انہیں بھی اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دو لیکن ایک مصیبت کے ساتھ جو انہیں پہنچے گی۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔[262]

84۔ صحیح مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا، "اے اللہ! اُس مصیبت پر مجھے صبر عطا فرما"۔[263]

85۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعتِ رضوان کے لیے حکم فرمایا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ بھیجا ہوا تھا۔ پس صحابہ نے بیعت کی۔ رسول اللہ

260... بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب عثمان بن عفان، حدیث: 3697

261... بخاری، کتاب الوصایا، 4/13، حدیث: 2778

262... بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب عثمان بن عفان، حدیث: 3695

263... مسلم، فضل عثمان رضی اللہ عنہ، حدیث: 113

ﷺ نے فرمایا کہ بیشک عثمان، اللہ اور اس کے رسول کے کام سے گئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے ایک دستِ اقدس کو دوسرے پر رکھ کر ان کی طرف سے بیعت کی۔ پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کا دستِ مبارک لوگوں کے اپنے ہاتھوں سے بہتر رہا۔(264)

86۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ کی پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی اور آپ نے انہیں اجازت دے دی اور آپ اسی حالت میں رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو انہیں بھی اجازت دے دی اور اسی حالت میں رہے اور انہوں نے گفتگو کی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو رسول کریم ﷺ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے۔

جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی کوئی پرواہ نہ کی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی بھی کوئی پرواہ نہ کی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست فرمالیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔(265)

87۔ دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا، عثمان رضی اللہ عنہ بہت زیادہ حیا والے ہیں لہٰذا مجھے خدشہ تھا کہ اگر میں نے انہیں ایسی حالت میں اجازت دے دی تو وہ مجھ سے اپنی حاجت بیان نہیں کر سکیں گے۔(266)

88۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نورِ مجسم ﷺ نے فرمایا، ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور جنت میں میرا رفیق عثمان ہے۔(267)

89۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ میں مجھ

264... ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عثمان بن عفان، حدیث: 3702

265... مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل عثمان بن عفان، حدیث: 2401

266... مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل عثمان بن عفان، حدیث: 2402

267... ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عثمان بن عفان، حدیث: 3698

سے مشابہ عثمان ہیں۔[268]

90۔ حضرت عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ لشکر تبوک کے لیے رغبت دلا رہے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سو اونٹ اللہ کی راہ میں جھولوں اور کجاووں سمیت میرے ذمے۔

پھر آپ نے لشکر کے متعلق ترغیب دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے، اللہ کی راہ میں دو سو اونٹ جھولوں اور کجاووں سمیت میرے ذمے۔

پھر آپ نے لشکر کے متعلق ترغیب دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے، اللہ کی راہ میں تین سو اونٹ جھولوں اور کجاووں سمیت میرے ذمے۔

پس میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ منبر سے اتر آئے اور فرما رہے تھے، اس کے بعد عثمان جو بھی عمل کریں وہ گناہ نہیں۔ اس کے بعد عثمان جو بھی عمل کریں اس کا کوئی گناہ نہیں۔[269]

91۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک ہزار دینار اپنی آستین میں لے کر حاضر ہوئے جب کہ لشکرِ تبوک کا بندوبست کیا جا رہا تھا اور وہ حضور کی گود میں ڈال دیے۔ پس میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ انہیں اپنی گود میں الٹ پلٹ رہے تھے اور دو مرتبہ آپ نے فرمایا، آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کریں وہ انہیں نقصان نہیں دے گا۔[270]

92۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عثمان! یہ جبریل ہیں جو مجھے بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری بیٹی رقیہ کے مہر کے مثل پر میری دوسری بیٹی ام کلثوم کو

268... تاریخ الخلفاء، الاحادیث الواردۃ فی فضلہ

269... ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عثمان بن عفان، حدیث: 3700

270... مسند امام احمد بن حنبل، حدیث عبدالرحمن بن خباب السلمی، حدیث: 16696

بھی تیری زوجیت میں دیا ہے اس لیے اس کے ساتھ بھی ویسا ہی حسنِ سلوک کرنا۔[271]

93۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا جو آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے (ان کی زوجہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کے انتقال پر) فرمارہے تھے کہ اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو بھی میں یکے بعد دیگرے اُن سب کا نکاح تم سے کر دیتا۔[272]

94۔ حضرت مُرّہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عنقریب واقع ہونے والے فتنوں کا ذکر سنا۔ پس ایک آدمی کپڑے سے سر کو ڈھانپے ہوئے گزرا تو فرمایا، یہ اُس روز ہدایت پر ہوں گے۔ میں نے جاکر دیکھا تو وہ حضرت عثمان تھے۔ پس انہیں آپ کے روبرو کر کے عرض کی کہ یہ؟ فرمایا، ہاں۔[273]

امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا، یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

95۔ حضرت ثمامہ بن حزن قشیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اوپر سے جھانکتے ہوئے (بلوائیوں سے) فرمایا، میں تمہیں اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو بئرِ رومہ کے سوا میٹھے پانی کا کوئی کنواں نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کون ہے جو بئرِ رومہ کو خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دے، اُس نعمت کے بدلے جو جنت میں اس سے بہتر ہے۔ پس میں نے اسے اپنے مال سے خریدا اور آج تم مجھے اس کے پانی سے روکے ہوئے ہو۔ لوگوں نے کہا، یہ بات ہم جانتے ہیں۔

فرمایا، میں تمہیں اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ مسجدِ نبوی نمازیوں کے لیے تنگ تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ کون ہے جو آلِ فلاں کے قطعہ زمین کو خرید کر مسجد میں داخل

271... ابن ماجہ، افتتاح الکتاب فی الایمان، باب فضل عثمان رضی اللہ عنہ، حدیث:110

272... تاریخ الخلفاء، الاحادیث الواردة

273... ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عثمان بن عفان، حدیث:3704

کر دے، اس نعمت کے بدلے جو جنت میں اس سے بہتر ہے۔ پس میں نے اسے اپنے مال سے خرید ا اور آج تم مجھے اس میں دو رکعتیں پڑھنے سے بھی روکتے ہو۔ لوگوں نے کہا، یہ بات ہم جانتے ہیں۔

فرمایا، میں تمہیں اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ میں نے لشکرِ تبوک کا بندوبست اپنے مال سے کیا تھا؟ لوگوں نے کہا، یہ بات ہم جانتے ہیں۔

فرمایا، میں تمہیں اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول کریم ﷺ مکہ مکرمہ کے کوہِ ثبیر پر تھے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور میں تھا۔ پہاڑ ہلنے لگا یہاں تک کہ پتھر لڑھکنے لگے تو آپ نے پیر سے ٹھوکر مار کر فرمایا، اے ثبیر! ٹھہر جا کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

لوگوں نے کہا، یہی بات ہے۔ آپ نے تکبیر کہی اور تین مرتبہ فرمایا، ربِ کعبہ کی قسم! لوگوں نے گواہی دے دی کہ میں شہید ہوں۔[274]

96۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ غیب بتانے والے آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، اے عثمان! عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص (یعنی خلافت) پہنائے گا۔ اگر لوگ اسے اتارنا چاہیں تو تم نہ اتارنا۔[275]

97۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے ایک فتنے کا ذکر کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ یہ اس فتنے میں مظلوم ہونگے اور شہید کر دیے جائیں گے۔[276]

98۔ عثمان بن موہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مصر سے حج کے لیے آیا۔ اس نے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے دیکھ کر پوچھا، یہ کون ہیں؟ کسی نے بتایا، یہ قریش ہیں۔ پوچھا، ان میں سردار کون ہے؟ بتایا گیا، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔ کہنے لگا، اے ابنِ عمر! ایک بات بتائیے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ

274...ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عثمان بن عفان، حدیث:3703
275...ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عثمان بن عفان، حدیث:3705
276...ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عثمان بن عفان، حدیث:3708

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ احد سے فرار ہوئے تھے؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔ پھر کہا، کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شامل نہیں ہوئے تھے؟ فرمایا، ہاں۔ پھر کہا، کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے بیعتِ رضوان نہ کی اور غائب رہے۔ فرمایا، ہاں۔ تو اس مصری نے اللہ اکبر کہا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں ان واقعات کی حقیقت بیان کرتا ہوں۔

انہوں نے غزوۂ احد سے راہِ فرار اختیار کی تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا اور انہیں بخش دیا۔

اُن کا غزوۂ بدر میں شریک نہ ہونا اس وجہ سے تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں تھیں اور وہ اس وقت بیمار تھیں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان سے فرمایا تھا کہ تمہیں بدر میں شریک ہونے والوں کے برابر اجر اور حصہ ملے گا۔

رہا اُن کا بیعت رضوان سے غائب ہونا تو یہ بات جان لو کہ اگر اہلِ مکہ کے نزدیک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی دوسرا معزز ہوتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بجائے اسے مکہ بھیجتے۔ اور بیعتِ رضوان کا واقعہ تو ان کے مکہ جانے کے بعد پیش آیا۔

چنانچہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کے لیے فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا، یہ عثمان کی بیعت ہے۔

پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اب جا اور ان بیانات کو بھی ساتھ لیتا جا۔[277]

99۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض گزار ہوا، میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری۔ پس آپ کو اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تولا گیا تو آپ وزنی رہے۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تولا گیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وزنی رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تولا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ وزنی رہے پھر ترازو اٹھالی گئی۔

277... بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب عثمان بن عفان، حدیث:3698

رسول اللہ ﷺ کو اس کا صدمہ ہوا اور فرمایا، یہ خلافتِ نبوت ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنا ملک جس کو چاہے دے۔[278]

چنانچہ مخبرِ صادق ﷺ کے ارشادِ گرامی کے مطابق سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم بالترتیب خلیفہ ہوئے۔

100۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ کوہِ اُحد پر تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے تو اُحد پہاڑ ہلنے لگا۔ آقا و مولیٰ ﷺ نے اسے ٹھوکر لگا کر فرمایا، ٹھہر جا اُحد! تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔[279]

مذکورہ اکثر احادیث خصوصاً آخر الذکر حدیث مبارکہ نبی کریم ﷺ کے علمِ غیب کی وسعت پر روشن دلائل میں سے ہے۔ بات بات پر بخاری کے حوالے طلب کرنے والوں کو صحیح بخاری میں ایسی احادیث کیوں نظر نہیں آتیں؟ رب تعالیٰ تعصب سے بچائے اور اپنے محبوب رسول ﷺ کی عظمت کو دل سے ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔

زاہدِ مسجدِ احمدی پر درود
دولتِ جیشِ عُسرت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحبِ قمیصِ ہُدیٰ
حلّہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام
اصلِ نسلِ صفا، وجہِ وصلِ خدا
بابِ فصلِ ولایت پہ لاکھوں سلام
شیرِ شمشیر زن، شاہِ خیبر شکن
پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

278...ابو داود، کتاب السنۃ، باب فی الخلفاء، حدیث:4634

279...بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب عثمان بن عفان، حدیث:3699

خلیفۂ چہارم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بچپن ہی میں اسلام لائے۔ بعض صحابہ کے نزدیک سب سے پہلے آپ ہی نے اسلام قبول کیا۔ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت ابو طالب کے فرزند ہیں۔ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچپن ہی میں آپ کی پرورش اپنے ذمہ لے لی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چھوٹی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کیا۔

علم کی قوت، ارادے کی پختگی، استقلال اور شجاعت و بہادری میں آپ کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ محدثین فرماتے ہیں کہ جتنی احادیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہیں، کسی اور کی فضیلت میں نہیں آئیں۔

آپ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سو چھیاسی احادیث مروی ہیں۔ آپ سے پوچھا گیا، کیا سبب ہے کہ آپ زیادہ احادیث روایت کرتے ہیں؟ فرمایا، اس کا سبب یہ ہے کہ جب کبھی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ دریافت کرتا تو آپ مجھے خوب اچھی طرح سمجھایا کرتے اور جب میں خود سے کچھ نہیں پوچھتا تو آپ خود ہی بتایا کرتے تھے۔

آپ تمام غزوات میں سوائے غزوۂ تبوک کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور شجاعت و بہادری کے خوب جوہر دکھائے۔ غزوۂ تبوک میں آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنا نائب بنا کر مدینہ منورہ میں چھوڑ دیا تھا۔

جنگِ خیبر میں آپ نے اپنی پشت پر خیبر کا دروازہ اٹھالیا اور مسلمان اس دروازے پر چڑھ کر قلعہ کے اندر داخل ہو گئے، بعد ازاں آپ نے وہ دروازہ پھینک دیا۔ فتح کے بعد جب اس دروازے کو گھسیٹ کر دوسری جگہ ڈالا جانے لگا تو چالیس افراد نے مل کر اسے اٹھایا تھا۔ جنگ خیبر ہی کے موقع پر آپ نے یہ شعر پڑھا جو بہت مشہور ہوا،

أَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ أُمِّیْ حَیْدَرَہْ

کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَہْ

"میں وہ شخص ہوں کہ میری ماں نے میرا نام "شیر" رکھا ہے، میری صورت جنگل میں رہنے والے شیر کی طرح خوفناک ہے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں اٹھارہ ایسی صفات ہیں جو کسی اور صحابی میں نہیں ہیں۔ جس جگہ قرآن کریم میں یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا آیا ہے وہاں یہ سمجھنا چاہیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان ایمان والوں کے امیر و شریف ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن میری آنکھوں میں آقا و مولیٰ ﷺ نے اپنا لعابِ دہنِ اقدس لگایا تھا اور عَلَم عطا فرمایا تھا، اُس دن سے نہ میری آنکھیں دُکھنے آئیں اور نہ میرے سر میں درد ہوا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ آپس میں کہا کرتے تھے کہ ہم اہلِ مدینہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ معاملہ فہم ہیں۔ جلیل القدر تابعی حضرت مسروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کا علم اب حضرت علی، حضرت عمر، حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم تک محدود رہ گیا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ تشریف لائے تو ابن الکواء اور قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہما نے کھڑے ہو کر دریافت کیا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تم خلیفہ ہوگے، یہ بات کہاں تک سچ ہے؟ آپ نے فرمایا،

یہ بات بالکل غلط ہے۔ جب میں نے سب سے پہلے حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی تو اب آپ پر جھوٹ کیوں تراشوں؟ اگر حضور ﷺ نے مجھ سے اس قسم کا کوئی وعدہ کیا ہوتا تو میں حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو منبر پر کیوں کھڑا ہونے دیتا، میں اُن دونوں کو قتل کر ڈالتا خواہ میرا ساتھ دینے والا کوئی بھی نہ ہوتا۔

یہ سب جانتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کی وفات اچانک نہیں ہوئی بلکہ آپ چند روز بیمار رہے اور جب آپ کی بیماری نے شدت اختیار کی اور مؤذن نے حسبِ معمول آپ کو نماز پڑھانے کے لیے بلایا تو

آپ نے حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اور انہوں نے نماز پڑھائی اور حضور ﷺ نے مشاہدہ فرمایا۔ اس عرصہ میں ایک بار آپ کی ایک زوجہ مطہرہ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) نے حضرت ابو بکرؓ کے لیے اس ارادے سے باز رکھنا چاہا تو حضور ﷺ کو غصہ آیا اور آپ نے فرمایا، تم تو یوسف کے زمانے کی عورتیں ہو! جاؤ ابو بکر ہی کو کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔

جب حضور ﷺ کا وصال ہوا اور ہم نے اپنے معاملات میں (یعنی خلافت کے متعلق) غور کیا تو اسی شخص کو اپنی دنیا کے لیے اختیار کر لیا جس کو آقا و مولیٰ ﷺ نے ہمارے دین (امامت) کے لیے منتخب فرمایا تھا کیونکہ حضور ﷺ دین و دنیا دونوں کے قائم رکھنے والے تھے۔ لہٰذا ہم سب نے حضرت ابو بکرؓ سے بیعت کر لی اور سچی بات یہی ہے کہ آپ اس کے اہل تھے اسی لیے کسی نے آپ کی خلافت میں اختلاف نہیں کیا اور نہ کسی نے روگردانی کی۔ میں نے بھی اسی بناء پر آپ کا حق ادا کیا اور آپ کی اطاعت کی۔ آپ کے لشکر میں شریک ہو کر کافروں سے جنگ کی، مالِ غنیمت اور بیت المال سے آپ نے جو دیا وہ بخوشی قبول کر لیا، اور جہاں کہیں آپ نے مجھے جنگ کے لیے بھیجا، میں گیا اور دل کھول کر لڑا یہاں تک کہ ان کے حکم سے شرعی سزائیں بھی دیں۔

جب آپ کا وصال ہو گیا اور حضرت عمرؓ خلیفہ بنائے گئے اور وہ خلیفۂ اول کے بہترین جانشین اور سنتِ نبوی پر عمل پیرا ہوئے تو ہم نے ان کے ہاتھ پر بھی بیعت کی۔ حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنانے پر بھی کسی شخص نے اختلاف نہیں کیا، نہ کسی نے روگردانی کی اور نہ ہی کوئی شخص ان کی خلافت سے بیزار ہوا۔ پہلے کی طرح میں نے حضرت عمرؓ کے بھی حقوق ادا کیے اور ان کی مکمل اطاعت کی۔ جو کچھ انہوں نے مجھے دیا وہ میں نے لیا۔ انہوں نے مجھے جنگوں میں بھیجا جہاں میں نے دشمنوں سے مقابلے کیے اور ان کے عہد میں بھی اپنے کوڑوں سے مجرموں کو سزا دی۔

جب ان کے وصال کا وقت قریب آیا تو میں نے حضور ﷺ کے ساتھ اپنی قرابت، اسلام لانے میں اپنی سبقت، اپنے اعمال اور اپنی بعض دیگر فضیلتوں پر غور کیا تو مجھے خیال ہوا کہ حضرت عمرؓ میری خلافت میں اعتراض نہیں کریں گے لیکن شاید حضرت عمرؓ کو یہ خوف ہوا کہ وہ کہیں ایسا خلیفہ

نامزد نہ کر دیں جس کے اعمال کا خود اُنہیں قبر میں جواب دینا پڑے۔ اس خیال کے پیش نظر انہوں نے اپنی اولاد کو بھی نظر انداز کر دیا اور اسے خلافت کے لیے نامزد نہیں فرمایا۔ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود کسی کو خلیفہ بناتے تو لازمی طور پر اپنے بیٹے کو خلیفہ بناتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ خلیفہ کا انتخاب چھ قریشیوں پر چھوڑ دیا جن میں ایک میں بھی تھا۔

جب ان چھ ارکان کا اجلاس ہوا تو مجھے خیال آیا کہ اب خلافت کا بار میرے کندھوں پر رکھ دیا جائے گا اور یہ مجلس میرے برابر کسی دوسرے کو حیثیت نہیں دے گی اور مجھے ہی خلیفہ منتخب کرے گی۔ وہاں عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہم سب سے عہد لیا کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے جس کو خلیفہ بنا دے، ہم سب اس کی اطاعت کریں گے اور اس کے احکام برضا و رغبت بجا لائیں گے۔

اس کے بعد انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ میں نے سوچا کہ میری اطاعت میری بیعت پر غالب آگئی اور مجھ سے جو وعدہ لیا گیا وہ اصل میں دوسرے کی بیعت کے لیے تھا۔ بہر حال میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور پہلے خلفاء کی طرح ان کی اطاعت کی، ان کے حقوق ادا کیے، ان کی قیادت میں جنگیں لڑیں، ان کے عطیات کو قبول کیا اور مجرموں کو شرعی سزائیں بھی دیں۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مجھے خیال ہوا کہ وہ دونوں خلیفہ جن سے میں نے لفظ بالصلوٰۃ کے ساتھ بیعت کی تھی، وہ وصال فرما چکے اور جن کے لیے مجھ سے وعدہ لیا گیا تھا وہ بھی رخصت ہو گئے لہٰذا یہ سوچ کر میں نے بیعت لینا شروع کر دی چنانچہ مجھ سے مکہ و مدینہ اور بصرہ و کوفہ کے لوگوں نے بیعت کر لی۔ اب خلافت کے لیے میرے مقابل وہ شخص کھڑا ہوا ہے (یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) جو قرابت، علم اور سبقتِ اسلام میں میرے برابر نہیں اس لیے میں ہر طرح اس شخص کے مقابلے میں خلافت کا زیادہ حق دار ہوں۔(280)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس تفصیلی ارشادِ گرامی سے واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد خلافت

280... تاریخ الخلفاء، علی بن ابی طالب

کے لیے اُنہیں نامزد نہیں فرمایا تھا اور نہ ہی ان سے کسی قسم کا وعدہ فرمایا تھا۔ اسی لیے آپ نے خلفائے ثلاثہ کی بیعت واطاعت کی اور کبھی ان کی مخالفت نہیں کی۔

"آپ کے دورِ خلافت میں جو فسادات یا جھگڑے ہوئے وہ آپ کے استحقاقِ خلافت پر نہیں تھے بلکہ وہ ایک اجتہادی غلطی تھی جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی سزا میں جلدی کا مطالبہ تھا"۔[281]

(اس کے متعلق آئندہ صفحات میں گفتگو کی جائے گی) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا، کیا وجہ ہے کہ پہلے تینوں خلفاء کا دورِ خلافت بڑے انتظام سے گزرا اور کسی گوشے سے اختلاف و مخالفت نہیں ہوئی مگر آپ کے دورِ خلافت میں ہر طرف انتشار اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا، اُن کے دورِ خلافت میں ہم ان کے معاون تھے اور ہمارے دورِ خلافت کے معاون تم ہو۔[282]

۱۷ یا ۱۹ رمضان المبارک ۴۰ھ کی صبح حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز فجر پڑھانے کے لیے گھر سے نکلے۔ راستے میں آپ لوگوں کو نماز کے لیے آواز دے کر جگاتے جارہے تھے کہ اچانک ابنِ ملجم خارجی سامنے آگیا اور اس نے تلوار کا وار کر کے آپ کو شدید زخمی کر دیا۔ آپ نے فرمایا، فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَة۔ "ربِ کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا"۔ دو دن بقیدِ حیات رہ کر ۱۹ یا ۲۱ رمضان کو آپ کی روح بارگاہِ قدس میں پرواز کر گئی۔[283]

فضائلِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، قرآن میں:

1۔ يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ[284]

281... تکمیل الایمان، فضل صحابہ اربعہ یک دیگر بدو مقام
282... تکمیل الایمان، فضل صحابہ اربعہ یک دیگر بدو مقام
283... تاریخ الخلفاء، علی بن ابی طالب
284... پ28، مجادلہ:12

”اے ایمان والو جب تم رسول سے کوئی بات عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو۔ یہ تمہارے لئے بہت بہتر اور بہت ستھرا ہے، پھر اگر تمہیں مقدور نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے“۔

سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں جب اغنیاء نے عرض و معروض کا سلسلہ دراز کیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ فقراء کو اپنی عرض پیش کرنے کا موقع کم ملنے لگا تو عرض پیش کرنے والوں کو عرض پیش کرنے سے پہلے صدقہ دینے کا حکم دیا گیا۔ اس حکم پر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عمل کیا اور ایک دینار صدقہ کر کے دس مسائل دریافت کئے۔

عرض کیا، وفا کیا ہے؟ فرمایا، توحید اور توحید کی شہادت دینا۔ عرض کیا، فساد کیا ہے؟ فرمایا، کفر و شرک۔ عرض کیا، حق کیا ہے؟ فرمایا، اسلام، قرآن و حدیث جب تجھے ملے، عرض کیا، حیلہ (یعنی تدبیر) کیا ہے؟ فرمایا، ترکِ حیلہ۔ عرض کیا، مجھ پر کیا لازم ہے؟ فرمایا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت۔ عرض کیا، اللہ تعالیٰ سے کیسے دعا مانگوں؟ فرمایا، صدق و یقین کے ساتھ۔ عرض کیا، کیا مانگوں؟ فرمایا، عاقبت۔ عرض کیا، اپنی نجات کے لئے کیا کروں؟ فرمایا، حلال کھا اور سچ بول۔ عرض کیا سرور کیا ہے؟ فرمایا، جنت۔ عرض کیا، راحت کیا ہے؟ فرمایا، اللہ تعالیٰ کا دیدار۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سوالوں سے فارغ ہو گئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اور رخصت نازل ہوئی۔ سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کسی اور کو اس پر عمل کرنے کا وقت نہیں ملا۔[285]

ابن ابی شیبہ نے مصنف اور حاکم نے مستدرک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کتاب اللہ میں ایک آیت ایسی ہے کہ جس پر میرے سوا کسی نے عمل نہیں کیا۔ میرے پاس ایک دینار تھا میں نے اس کے دس درہم لئے میں جب بھی حضور ﷺ سے مناجات کرتا تو ایک درھم صدقہ کرتا۔[286]

2۔ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

285... تفسیر خازن، مجادلہ، تحت الایۃ:12

286... تفسیر مظہری، مجادلہ، تحت الایۃ:12

وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ۔[287]

”تو کیا تم نے حاجیوں کی سبیل اور مسجد حرام کی خدمت اس کے برابر ٹھہرائی جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں“۔

اس آیت کریمہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے جب طلحہ بن شیبہ نے فخریہ کہا، میں بیت اللہ کا خادم ہوں اور اس کی چابیاں میرے پاس ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت کرتا ہوں۔ ان کے یہ فخریہ جملے سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھے معلوم نہیں کہ تم کس بات پر فخر کر رہے ہو جبکہ میں چھ سال سے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہوں یعنی تم لوگوں سے پہلے میں نے اسلام قبول کیا تھا اور میں مجاہد ہوں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔[288]

3۔يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا (۷) وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا (۸) اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا (۹)[289]

”اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی (یعنی شدت اور سختی) پھیلی ہوئی ہے۔ اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اَسیر کو۔ اُن سے کہتے ہیں، ہم تمہیں خاص اللہ کے لیے کھانا دیتے ہیں، تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے“۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔[290]

287...پ10، توبہ:19
288...معالم التنزیل، توبہ، تحت الآیہ:19
289...پ29، دھر:7-9
290...معالم التنزیل، دھر، تحت الآیۃ:8

صدرُ الافاضل لکھتے ہیں، یہ آیات حضرت علی مرتضیٰ، حضرت فاطمہ اور ان کی کنیز فضہ کے حق میں نازل ہوئیں۔ حسنین کریمین رضی اللہ عنہم بیمار ہوئے۔ ان حضرات نے ان کی صحت پر تین روزوں کی نذر مانی، اللہ تعالیٰ نے صحت دی۔ نذر پوری کرنے کے لئے انہوں نے روزے رکھے۔ ایک یہودی سے تین صاع لے کر آئے۔

حضرت خاتون جنت نے ایک ایک صاع تینوں دن پکایا لیکن جب افطار کا وقت آیا تو ایک روز ایک مسکین، ایک روز ایک یتیم اور ایک روز ایک اسیر آیا اور تینوں روز یہ سب روٹیاں ان لوگوں کو دے دی گئیں اور تینوں دن پانی سے روزہ افطار فرمایا اور پانی ہی سے رکھا گیا۔[291]

یہ واقعہ تفسیر کبیر، تفسیر روح البیان، تفسیر خازن، تفسیر بغوی اور تفسیر بیضاوی میں بھی ذرا مختلف الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔ ایک روایت میں یہ حصہ زائد ہے کہ تینوں دن ایثار کرنے پر حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ آپ کے اہلبیت کے بارے میں مبارک باد دیتا ہے۔ اور پھر یہ آیات تلاوت کیں۔

4۔ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ[292]

"یہ دو فریق ہیں کہ اپنے رب (کے بارے) میں جھگڑے"۔

ان فریقوں میں سے ایک مومنوں کا ہے اور دوسرا کافروں کا۔ بخاری و مسلم میں سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، یہ آیت حضرت علی، حضرت حمزہ، حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہم اور ان سے مقابلہ کرنے والے کافروں عتبہ، شیبہ اور ولید کے بارے میں نازل ہوئی۔

علامہ بغوی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کفار سے جھگڑا کرنے کے سبب قیامت کے دن رحمت الٰہی کے سامنے سب سے پہلے دو زانو ہو کے بیٹھنے والا میں ہی ہوں گا۔[293]

291...خزائن العرفان، دھر، تحت الایۃ:8

292...پ17، حج:19

293...معالم التنزیل، حج، تحت الایۃ:19

5۔اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ[294]

”وہ جو مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں ،چھپے اور ظاہر ،اُن کے لئے اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے ،اُن کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم“۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔[295]

آپ ہی سے مروی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کثیر دینار اصحاب صفہ کی طرف بھیجے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رات کے اندھیرے میں ایک وسق (تقریباً چھ من) کھجوریں بھیجیں تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی۔ دن اور اعلانیہ طریقے سے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ،رات اور مخفی طریقے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا صدقہ مراد ہے۔[296]

6۔ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِھِمْ مِنْ غِلٍّ ۔[297]

”اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لیے ،(جنت میں)اُن کے نیچے نہریں بہیں گی۔ اور کہیں گے ،سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی“۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت ہم اہلِ بدر کے حق میں نازل ہوئی اور یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا، مجھے امید ہے کہ میں ، عثمان ، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم اُن میں سے ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔[298]

صدرُ الافاضل رحمہ اللہ اس کے بعد فرماتے ہیں ،”حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اِس ارشاد نے رفض کی بیخ و

294...پ3،بقرہ:274

295...درمنثور،بقرہ، تحت الآیۃ:274

296...معالم التنزیل،بقرہ، تحت الآیۃ:274

297...پ8،اعراف:43

298...تفسیر خازن،اعراف، تحت الآیۃ:43

بنیاد کا قلع قمع کر دیا"۔[299]

7۔ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ ۔[300]

"تو کیا جو ایمان والا ہے، اُس جیسا ہو جائے گا جو بے حکم ہے، یہ برابر نہیں ہیں"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ولید بن عقبہ کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ اس کافر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا، تم خاموش رہو کیونکہ تم بچے ہو جبکہ میں تم سے زیادہ زبان دراز اور بہادر ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا، خاموش ہو جا کیونکہ تو فاسق ہے۔ اس پر آپ کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔[301]

8۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۔

"بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لئے رحمٰن (لوگوں کے دلوں میں) محبت پیدا کر دے گا"۔[302]

طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ رب تعالیٰ ان کی محبت تمام مومنوں کے دلوں میں اور ساری کائنات میں پیدا فرما دے گا۔[303]

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، تم دعا کرو کہ الٰہی! مجھے اپنی بارگاہِ رحمت سے عہد عطا فرما اور مجھے اپنی محبت کا مستحق بنا لے اور میری محبت مومنوں کے دلوں میں پیدا فرما دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دعا کی تو مذکورہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔[304]

299...خزائن العرفان، اعراف، تحت الآیۃ:43
300...پ21، سجدہ:18
301...تفسیر خازن، سجدہ، تحت الآیۃ:18
302...پ16، مریم:96
303...تفسیر مظہری، مریم، تحت الآیۃ:96
304...تفسیر در منثور، مریم، تحت الآیۃ:96

9۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔ [305]

"تم تو ڈر سنانے والے اور ہر قوم کے ہادی (ہو)"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینۂ انور پر دستِ اقدس رکھا اور فرمایا، میں منذر یعنی ڈر سنانے والا ہوں اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر دست مبارک رکھ کر فرمایا: "اَنْتَ الْهَادِي الْمُهْتَدُوْنَ مِنْ م بَعْدِيْ"۔ "اے علی! تو ہادی ہے اور میرے بعد راہ پانے والے تجھ سے راہ پائیں گے"۔ [306]

یعنی تجھ سے ولایت کے سلسلے جاری ہونگے اور امت کے تمام اولیاء کرام اور صالحین تجھ سے فیض پائیں گے۔

10۔ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ۔ [307]

"اے ایمان والو! حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں"۔

ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت جماعت صحابہ کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی جن میں حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت علی وغیرہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ جب انہوں نے عہد کیا کہ دنیا ترک کر کے رہبانیت اختیار کر لیں، ٹاٹ کا لباس پہنیں، گوشت و روغن نہ کھائیں، ہمیشہ روزہ رکھیں صرف بقدر ضرورت کھائیں، عورتوں کے پاس نہ جائیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اعتدال کا راستہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ [308]

11۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ [309]

305...پ13، رعد:7
306...مفاتیح الغیب، رعد، تحت الآیۃ:7
307...پ7، مائدہ:87
308...در منثور، مائدہ، تحت الآیۃ:87
309...پ6، مائدہ:55

”تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اللہ کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں“

طبرانی نے اوسط میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سائل آیا جبکہ آپ نفل نماز کے رکوع میں تھے۔ آپ نے حالتِ رکوع میں اپنی انگوٹھی اتار کر سائل کو دے دی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کی سند میں بعض راوی مجہول ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں ہے کہ یہ آیت حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ ایسی بعض اسناد کا ذکر کر کے قاضی ثناءاللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں، یہ وہ شواہد ہیں جن میں بعض بعض کو قوت پہنچاتے ہیں۔[310]

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ آیت مومنوں کے حق میں نازل ہوئی۔ آپ سے عرض کی گئی، کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تو مومنوں میں شامل ہیں۔[311]

شیعہ حضرات اس آیت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافصل کا دعوٰی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں ولی کا مفہوم مسلمانوں کے امور میں تصرف کرنا ہے اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت و امامت ثابت ہوئی اور چونکہ ”انما“ کلمۂ حصر ہے اس لئے ان کے سوا خلفائے ثلاثہ کی خلافت کی نفی ثابت ہوئی۔

علماء اہلسنت اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

(۱) یہاں ولی کا مطلب خلیفہ نہیں ہو سکتا، اس کی دو وجوہ ہیں اول یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو بھی ولی فرمایا اور وہ کسی کے خلیفہ نہیں۔ نیز ایک لفظ بیک وقت متعدد معانی میں استعمال نہیں ہو سکتا۔ دوم یہ کہ اس آیت کے نزول کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں تھے۔ اگر اس آیت میں

310... تفسیر مظہری، مائدہ، تحت الآیۃ:55

311... تفسیر مظہری، مائدہ، تحت الآیۃ:55

حضور ﷺ کے بعد کا زمانہ مراد لیا جائے تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل ثابت نہیں ہوتی۔ تین خلفاء کے بعد کا زمانہ بھی حضور ﷺ ہی کا زمانہ کہلائے گا۔

(ب) اگر لفظ "انما" سے جو حصر کے لئے ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات میں خلافت و امامت منحصر مان لی جائے اور خلفائے ثلاثہ کی خلافت و امامت کا انکار کر دیا جائے تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد آنے والے ائمہ اہلبیت کی بھی نفی ہو جائے گی اور یہ بات مخالفین کے نزدیک بھی قابلِ قبول نہیں ہو سکتی۔

قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ، تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں، اگر اس سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات ہے تو بصریوں کے قول کے مطابق "انما" سے حصر اضافی مراد ہو گا اور وہ یہود و نصاریٰ ہوں گے جن کو خارج کیا جائے گا مومنوں کو اس سے خارج نہیں کیا جائے گا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کے فرمان 'وما محمد الا رسول' میں حصر اضافی مراد ہے۔[312]

(ج)۔ پس یہاں ولی بمعنی دوست اور محبوب کے ہے یا بمعنی مدد گار کے۔ جیسا کہ حدیث پاک "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کے تحت آگے تفصیل آئے گی۔

فضائلِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، احادیث میں:

101۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں چھوڑ دیا۔ آپ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہو جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت ہارون علیہ السلام کو تھی ماسوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔[313]

102۔ حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، نبی اُمی ﷺ نے مجھ

312... تفسیر مظہری، مائدہ، تحت الآیۃ:55
313... مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل علی بن ابی طالب، حدیث:2404

سے عہد فرمایا ہے کہ مجھ سے مومن ہی محبت کرے گا اور مجھ سے بغض رکھنے والا منافق ہی ہو گا۔[314]

103۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غیب بتانے والے آقا و مولیٰ ﷺ نے خیبر کے روز فرمایا، کل یہ جھنڈا میں ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا، وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے نیز اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اگلے روز صبح کے وقت ہر آدمی یہی تمنا رکھتا تھا کہ جھنڈا اسی کو دیا جائے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، علی ابنِ ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگ عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ ﷺ! اُن کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ فرمایا، انہیں بلاؤ۔ انہیں بلایا گیا اور رسول کریم ﷺ نے ان کی آنکھوں پر لعابِ دہن لگا دیا۔ ان کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں جیسے کوئی تکلیف ہی نہ ہوئی تھی اور انہیں جھنڈا دے دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ ﷺ! میں اُن سے لڑوں گا یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ فرمایا، نرمی اختیار کرو، جب اُن کے میدان میں اتر جاؤ تو انہیں اسلام کی دعوت دو اور اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ان پر لازم ہیں وہ انہیں بتاؤ۔ خدا کی قسم! تمہارے ذریعے اگر اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو بھی ہدایت عطا فرمادی تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔[315]

104۔ ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ فلاں شخص سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر بیٹھ کر برا بھلا کہتا ہے۔ انہوں نے پوچھا، وہ کہتا کیا ہے؟ جواب دیا، وہ انہیں ابو تراب کہتا ہے۔ یہ ہنس پڑے اور فرمایا، خدا کی قسم! ان کا یہ نام تو آقا و مولیٰ ﷺ نے رکھا ہے اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ نام اپنے اصل نام سے زیادہ پیارا ہے۔ پس راوی نے کہا، اے ابو عباس! پورا واقعہ بتائیں۔

فرمایا، ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور پھر کسی وجہ سے مسجد میں آ کر لیٹ گئے۔ آقا و مولیٰ ﷺ گھر آئے تو ان سے دریافت فرمایا، علی کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا، وہ

314... مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان حب الانصار و علی۔۔۔ الخ، حدیث:75

315... بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:3701

مسجد میں ہیں۔ حضور ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے ہیں، ان کی چادر ڈھلکی ہوئی ہے اور ان کی کمر مٹی سے آلودہ ہے۔ آقا کریم ﷺ اپنے مبارک ہاتھ سے وہ مٹی جھاڑنے لگے اور آپ نے دوبار فرمایا، اے ابوتُراب اٹھو، اے ابوتُراب اٹھو۔[316]

105۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ تھا۔ آپ نے دعا کی، اے اللہ! میرے پاس اس شخص کو بھیج جو تجھے اپنی مخلوق میں سب سے پیارا ہو، تاکہ وہ اس پرندے کو میرے ساتھ کھائے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر بارگاہ ہوئے اور آپ کے ساتھ اسے کھایا۔[317]

106۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔[318]

107۔ حضرت عمران بن حُصَین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، علی مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں اور وہ ہر ایمان والے کے یار و مددگار ہیں۔[319]

108۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس کا میں مددگار ہوں، اس کے علی بھی مددگار ہیں۔[320]

109۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف کے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان سے سرگوشی فرمائی۔ لوگوں نے کہا، آپ نے اپنے چچا کے بیٹے سے بہت لمبی سرگوشی فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے اُن سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے سرگوشی فرمائی

316...بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:3703
317...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:3721
318...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:3740
319...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:3719
320...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:3712

ہے یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان سے سرگوشی کی ہے۔(321)

110۔ حضرت حُبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،
”علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔ میری طرف سے (عہد و نقض میں) میرے یا علی کے سوا کوئی دوسرا (ذمہ داری) ادا نہیں کر سکتا“۔(322)

111۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ عرض گزار ہوئے کہ آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمادیا لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔(323)

112۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے جب کوئی چیز مانگتا تو آپ عطا فرماتے اور اگر میں خاموش رہتا تو حضور مجھ سے ابتداء فرماتے۔(324)

113۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔(325)

114۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے، میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔(326)

115۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ”ہم اس مشکل سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں جس کو علی رضی اللہ عنہ حل نہ کر سکیں“۔

321...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:3726
322...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:3719
323...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:3720
324...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:3722
325...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:3723
326...معجم الکبیر، حدیث:11061

صحابہ میں کوئی ایسا نہ تھا جو یہ کہتا ہو کہ مجھ سے پوچھو البتہ علی رضی اللہ عنہ یہ کہا کرتے تھے کہ مجھ سے پوچھا کرو۔[327]

116۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، حالتِ جنابت میں کسی کے لیے اس مسجد سے گزرنا جائز نہیں ہے سوائے میرے اور تمہارے۔[328]

117۔ حضرت امِ عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا، جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ دونوں ہاتھ اٹھا کر فرما رہے تھے، اے اللہ! مجھے وفات نہ دینا جب تک میں علی کو نہ دیکھ لوں۔[329]

118۔ حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی منافق علی سے محبت نہیں رکھے گا اور کوئی مومن اس سے بغض نہیں رکھے گا۔[330]

119۔ ان سے ہی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔[331]

120۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، تمہاری مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے کہ یہود نے ان سے عداوت رکھی یہاں تک کہ ان کی والدہ ماجدہ پر بھی بہتان جڑ دیا اور نصاریٰ نے ان سے محبت رکھی یہاں تک کہ انہیں اس مقام پر پہنچا دیا جو ان کا حق نہیں۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میرے متعلق دو آدمی ہلاک ہو جائیں گے۔ محبت میں افراط کرنے والا کہ ایسی باتیں کہے گا جو مجھ میں نہیں ہیں۔ دوسرا عداوت رکھنے والا جس کو دشمنی ابھارے گی کہ مجھ پر

327... تاریخ الخلفاء، الاحادیث الواردۃ فی فضلہ۔

328... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:3727

329... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:3737

330... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:3736

331... مسند امام احمد بن حنبل، حدیث:26791

بہتان جڑے۔(332)

121۔ حضرت سعد بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھنے لگا۔ آپ نے ان کے نیک اعمال بیان کر کے فرمایا، یہ باتیں تجھے بری لگی ہوں گی؟ اس نے کہا، ہاں۔ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل وخوار کرے۔ پھر اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے ان کی بھی خوبیاں بیان کیں اور فرمایا، وہ ایسے ہیں کہ ان کا گھر نبی کریم کے گھروں کے درمیان ہے۔ پھر پوچھا، یہ باتیں بھی تجھے بری لگی ہونگی؟ اس نے کہا، ہاں۔ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل وخوار کرے۔ جا دفع ہو اور مجھے نقصان پہنچانے کی جو کوشش کر سکتا ہو کر لے۔(333)

122۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم فرمایا سوائے دروازۂ علی کے۔(334)

123۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مجھے ایک قرب حاصل تھا جو کسی دوسرے کو حاصل نہ تھا۔ میں علی الصبح حاضرِ بارگاہ ہوتا اور عرض کرتا، یا نبی اللہ! آپ پر سلام ہو۔ اگر آپ کھنکارتے تو اپنے گھر والوں کی طرف واپس لوٹ آتا ورنہ حاضرِ خدمت ہو جاتا۔(335)

124۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اس وقت میں کہہ رہا تھا، اے اللہ! اگر میری موت کا وقت آ پہنچا ہے تو مجھے راحت پہنچا اور دیر ہے تو صحت بخش اور اگر آزمائش ہے تو صبر عطا فرما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نے کیا کہا؟ میں نے جو کہا تھا وہ دہرا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پائے اقدس سے مجھے ٹھوکر ماری اور کہا، اے اللہ! اسے عافیت

332... مسند ابی یعلیٰ، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حدیث:530

333... بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:3704

334... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:3732

335... سنن نسائی، ص208، حدیث:1210

اور صحت عطا فرما۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اس کے بعد وہ تکلیف مجھے پھر نہیں ہوئی۔(336)

125۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا، علی کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ اس حدیث کی سند حسن ہے۔(337)

126۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔(338)

127۔ حضرت عمران بن حُصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنگ سے واپسی پر چار افراد نے بارگاہِ رسالت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ حضورِ اکرم ﷺ کے چہرۂ انور پر غصے کے آثار ظاہر ہوئے اور آپ نے فرمایا، تم علی سے کیا چاہتے ہو؟ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں۔(339)

128۔ حضرت اسحٰق بن براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے بارگاہِ نبوی میں خط کے ذریعے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ اس پر نبی کریم ﷺ ناراض ہوئے اور آپ نے فرمایا، تمہارا اُس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ و رسول ﷺ کو وہ محبوب ہے۔(340)

129۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو چکی پیسنے سے تکلیف ہوتی تھی۔ وہ یہ عرض کرنے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گئیں لیکن کاشانۂ اقدس پر آپ کو نہ پایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آنے کی وجہ بتا کر آ گئیں۔ جب رسول کریم ﷺ کو ام المؤمنین نے خبر دی تو آقا و مولیٰ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم اپنے بستروں پر لیٹے ہوئے تھے۔ میں اٹھنے لگا تو آپ نے فرمایا،

336... ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی دعاء المریض، حدیث:3564

337... مستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، باب النظر الی علی عبادۃ، حدیث:4737

338... معجم الکبیر، حدیث:10004

339... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:3712

340... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:3725

اپنی اپنی جگہ رہو۔ پس آپ ہمارے درمیان رونق افروز ہوگئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے مبارک قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔ آقا کریم ﷺ نے فرمایا،

کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں جو اس سے بہتر ہے جس کا تم نے سوال کیا؟ جب تم اپنے بستروں پر لیٹنے لگو تو ۳۴ بار اللہ اکبر، ۳۳ بار سبحان اللہ اور ۳۳ بار الحمد للہ پڑھ لیا کرو، یہ تم دونوں کے لیے خادم سے بہتر ہے۔[341]

130۔ حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں حوضِ کوثر تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔[342]

131۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ حضرت علی کی گود میں سر مبارک رکھے ہوئے تھے اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نمازِ عصر نہیں پڑھی تھی۔ اس دوران سورج غروب ہو گیا۔ آقائے دوجہاں ﷺ نے دعا فرمائی، یا اللہ! علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے اس لیے ان کے لیے سورج لوٹا دے۔ تو سورج غروب ہونے کے بعد پھر طلوع ہو گیا۔ اس حدیث کو امام طحاوی نے صحیح قرار دیا ہے، قاضی عیاض مالکی نے بھی کتابُ الشفاء میں اسے صحیح کہا ہے۔ علامہ ابن حجر مکی اور دیگر محدثین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ رحمہم اللہ تعالی[343]

132۔ حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔ اور جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا۔ اس حدیث کی سند حسن ہے۔[344]

341... بخاری، کتاب الفضائل اصحاب النبی، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:3705

342... معجم الصغیر، حدیث:720

343... عمدۃ القاری، کتاب الخمس، باب قول النبی احلت لکم الغنائم، تحت الحدیث:3124

344... معجم الکبیر، حدیث:901

133۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا و مولیٰ ﷺ سے شکایت کی کہ لوگ مجھ سے حسد کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا، کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے لوگوں میں چوتھے تم ہو؟ وہ چار لوگ مَیں، تم، حسن اور حسین ہیں۔(345)

134۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

چار آدمیوں کی محبت کسی منافق کے دل میں جمع نہیں ہو سکتی اور نہ ہی مومن کے سوا کوئی ان چاروں سے محبت کر سکتا ہے وہ چار لوگ ابو بکر، عمر، عثمان اور علی ہیں رضی اللہ عنہم۔(346)

135۔ حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم انصار کے لوگ منافقوں کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کی وجہ سے پہچان لیتے تھے۔(347)

136۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے چار لوگوں سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے اور مجھے یہ بھی خبر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت رکھتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی، ہمیں ان کے نام بتا دیجیے۔ آپ نے تین بار فرمایا، ان میں سے ایک علی ہیں۔ پھر فرمایا، دیگر تین لوگ ابوذر، مقداد اور سلمان ہیں۔(348)

137۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، تم لوگ مختلف درختوں کی شاخیں ہو! میں اور علی ایک ہی درخت سے ہیں۔(349)

138۔ حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، جب سرکارِ دوعالم ﷺ غصہ کی حالت میں ہوتے تھے تو سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ آپ سے گفتگو

345... معجم الکبیر، حدیث:950

346... الصواعق المحرقہ، الفصل الثالث فی ذکر فضائل ابی بکر

347... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:3717

348... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:3718

349... مستدرک للحاکم، کتاب التفسیر، حدیث:2949

کر سکے۔ (350)

139۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی جانب قاضی بنا کر بھیجنا چاہا تو میں نے عرض کی، میں ابھی ناتجربہ کار ہوں اور معاملات طے کرنا نہیں جانتا۔ آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مبارک مار کر فرمایا، الٰہی! اس کے قلب کو روشن فرمادے، اس کی زبان کو تاثیر عطا فرمادے۔ خدا کی قسم! اس دعا کے بعد سے مجھے کبھی کسی مقدمہ کا فیصلہ کرتے ہوئے شک وتردد پیدا نہیں ہوا اور میں نے درست فیصلے کیے۔ (351)

140۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غیب بتانے والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دو شخص سب سے زیادہ شقی وبدبخت ہیں۔ ایک وہ جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں اور دوسرا وہ ہے جو تمہارے سر پر تلوار مارے گا اور تمہاری داڑھی خون سے تر ہو جائے گی۔ (352)

141۔ حضرت براء بنِ عازب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمِ غدیر پر اترے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، کیا تم جانتے نہیں کہ میں ہر صاحبِ ایمان سے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں؟ لوگ عرض گزار ہوئے، کیوں نہیں؟ فرمایا، کیا تم جانتے نہیں کہ میں مسلمانوں کا اُن کی جان سے بھی زیادہ مالک ہوں؟ عرض کیا، کیوں نہیں۔ آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! جس کا میں دوست ہوں اس کے علی بھی دوست ہیں۔ اے اللہ! اس سے دوستی رکھ جو اِن سے دوستی رکھے اور اس سے دشمنی رکھ جو اِن سے دشمنی رکھے۔

اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اُن سے ملے تو فرمایا، اے ابنِ ابو طالب! آپ کو مبارک ہو کہ آپ ہر صبح وشام ہر ایمان والے مرد وعورت کے دوست ہیں۔ (353)

350...مستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، حدیث:4647

351...ابو داود، کتاب القضاء، باب کیف القضاء، حدیث:3582

352...مستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب وجہ تلقیب علی بابی تراب، حدیث:4734

353...مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:6103

عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے فضائل

عشرہ مبشرہ کے فضائل، قرآن میں:

1۔وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِنَ اللهِ وَرِضْوَانًا(354)

"اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل،تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے، اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ سے مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ سے مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔يَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِنَ اللهِ وَرِضْوَانًا سے مراد باقی عشرہ مبشرہ ہیں۔(355)

2۔اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰى اُولٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ(356)

"بے شک وہ ہیں جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا ہے،وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں"۔

ابو داؤد، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ، اور اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جہنم سے دور رکھے جانے والوں میں سے ، میں (یعنی علی)ہوں اور ابو بکر، عمر، عثمان ، طلحہ ، زبیر ، سعید ، سعد، عبد الرحمٰن بن عوف اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم ہیں ۔ پھر نماز کے لئے اقامت کہی گئی تو آپ اپنی چادر کھینچتے ہوئے کھڑے ہوئے اور اس سے اگلی آیت تلاوت کی ،لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ

354...پ26،فتح:29
355...معالم التنزیل،فتح،تحت الایۃ:29
356...پ17،انبیاء:101

اَنۡفُسُهُمۡ خٰلِدُوۡنَ (357)

ترجمہ: ”اور اس (جہنم) کی بھنک نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانتی خواہشوں میں ہمیشہ رہیں گے“۔

عشرہ مبشرہ کے فضائل، احادیث میں:

اب وہ احادیث بیان ہونگی جن میں عشرہ مبشرہ میں سے کسی ایک صحابی کی یا ان میں سے بعض صحابہ کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

142۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حرا پہاڑ پر تھے، آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ پہاڑ ہلنے لگا تو آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ٹھہر جا! تجھ پر صرف نبی ہے یا صدیق یا شہید۔ (358)

143۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابو بکر جنت میں ہے، عمر جنت میں ہے، عثمان جنت میں ہے، علی جنت میں ہے، طلحہ جنت میں ہے، زبیر جنت میں ہے، عبد الرحمٰن بن عوف جنت میں ہے، سعد بن ابی وقاص جنت میں ہے، سعید بن زید جنت میں ہے، اور ابو عبیدہ ابن الجراح جنت میں ہے۔ رضی اللہ عنہم (359)

144۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خلیفہ بننے کا ان حضرات سے زیادہ کوئی مستحق نہیں جن سے وصال فرمانے تک رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی رہے۔ پھر آپ نے حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کے نام لیے۔ (360)

145۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کے لیے اپنے والدین کو

357...پ17، انبیاء:102

358... مسلم، افتتاح الکتاب فی الایمان، فضائل العشرۃ، حدیث:134

359...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عبد الرحمن بن عوف، حدیث:3747

360...بخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قبر النبی۔۔۔ الخ، حدیث:1392

جمع کرتے ہوئے نہیں سنا سوائے حضرت سعد کے۔ میں نے غزوہ اُحد کے دن فرماتے سنا، "اے سعد! تیر چلاؤ۔ تم پر میرے ماں باپ قربان"۔[361]

146۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔[362]

147۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور میری امت کا امین ابو عبیدہ ابن الجراح ہے۔[363]

148۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ اُحد کے دن نبی کریم ﷺ پر دو زرہیں تھیں۔ آپ ایک پتھر پر چڑھنا چاہتے تھے لیکن نہ چڑھ سکے۔ پس حضرت طلحہ آپ کے نیچے بیٹھ گئے یہاں تک کہ آپ پتھر پر چڑھ گئے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، طلحہ نے (جنت) واجب کر لی۔[364]

149۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ فرمایا، جو ایسے شخص کو دیکھنا چاہے کہ زمین پر چلتے ہوئے اپنا وعدہ پورا کر چکا ہو تو اس کی طرف دیکھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جو اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ زمین پر چلتے ہوئے شہید کو دیکھے تو اُسے طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھنا چاہیے۔[365]

150۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بارگاہِ رسالت میں عرض کی گئی، آپ اپنے بعد کس کو امیر بناتے ہیں؟ غیب بتانے والے آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، اگر تم ابو بکر کو امیر بناؤ گے تو انہیں امانت دار، دنیا سے منہ موڑنے والا اور آخرت کی رغبت رکھنے والا پاؤ گے۔ اگر تم عمر کو امیر بناؤ گے تو انہیں

361... مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فی فضل سعد بن ابی وقاص، حدیث:2411
362... بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، مناقب الزبیر بن العوام، حدیث:3719
363... بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، مناقب ابو عبیدہ، حدیث:3744
364... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب طلحۃ بن عبید اللہ، حدیث:3759
365... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب طلحۃ بن عبید اللہ، حدیث:3760

طاقتوراور امانت دار پاؤ گے جو اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے۔ اور اگر تم علی کو امیر بناؤ گے اور میرے خیال میں تم ایسا کرنے والے نہیں ہو، تو انہیں ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے جو تمہیں سیدھے راستے پر لے جائے۔رضی اللہ عنہم (366)

151۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت میں ابو بکر سب سے زیادہ مہربان ہیں۔ اللہ کے کاموں میں عمر سب سے زیادہ سخت ہیں، حیا میں عثمان ان سب سے آگے ہیں، ان میں فرائض کو سب سے زیادہ جاننے والے زید بن ثابت ہیں، ابی بن کعب سب سے بڑے قاری ہیں، ان میں حلال و حرام کا سب سے زیادہ علم معاذ بن جبل کو ہے اور ہر امت کا ایک امین ہوتا تھا اور اس امت کے امین ابو عبیدہ ابن الجراح ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ان میں سب سے بڑے قاضی علی ہیں۔رضی اللہ عنہم (367)

152۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ابو بکر پر رحم فرمائے کہ انہوں نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی، مجھے ہجرت کے گھر کی طرف سوار کر کے لے گئے، غار میں میرا ساتھ دیا، اور بلال کو اپنے مال کے ذریعے آزاد کیا۔ اللہ تعالیٰ عمر پر رحم فرمائے جو حق بات کہتے ہیں خواہ کسی کو کڑوی معلوم ہو، اور حق نے اُنہیں ایسا کر چھوڑا کہ اُن کا کوئی دوست نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ عثمان پر رحم فرمائے جن سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ علی پر رحم فرمائے، اے اللہ! جہاں علی جائے حق اس کے ساتھ رہے۔رضی اللہ عنہم (368)

153۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت میں سب سے زیادہ رحمدل ابو بکر ہیں۔ سب سے زیادہ حسنِ اخلاق والے ابو عبیدہ ابن الجراح ہیں۔ زیادہ صحیح لہجہ والے ابو ذر ہیں۔ حق کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں، اور سب سے زیادہ اچھے فیصلے کرنے

366...مشکوۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب العشرۃ، حدیث:6133، ج3، ص367
367...ابن ماجہ، کتاب السنۃ، فضائل خباب، حدیث:154
368...ترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، 5/398، حدیث:3734

والے علی ہیں۔ رضی اللہ عنہم (369)

154۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی پر فرمایا، لوگو! ابو بکر نے مجھے کبھی رنج نہیں پہنچایا، اسے یاد رکھو۔ لوگو! میں ان سے راضی ہوں اور عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، عبد الرحمن اور مہاجرین الاولین سے بھی خوش ہوں۔ رضی اللہ عنہم (370)

155۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غیب بتانے والے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، چار آدمیوں کی محبت کسی منافق کے دل میں جمع نہیں ہو سکتی اور نہ ہی مومن کے سوا کوئی ان چاروں سے محبت کرتا ہے، وہ چار افراد ابو بکر، عمر، عثمان اور علی ہیں۔ رضی اللہ عنہم (371)

369...ابن ماجہ، کتاب السنۃ، فضائل خباب، ج1، ص102، حدیث:154

370...تاریخ الخلفاء، الاحادیث الواردۃ فی فضلہ مقرونا بعمر

371...تاریخ مدینہ دمشق، عثمان بن عفان، رقم:7929

اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم

عام طور پر اہلِ بیت یعنی گھر والوں سے بیوی اور اولاد مراد ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں اہلِ بیت کا اطلاق بیویوں پر کیا گیا ہے۔

سورۃ ھود کی آیت ۲۷،۱۷ اور ۳۷ ملاحظہ کیجیے۔ جب فرشتوں نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کو حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت کی خوشخبری دی تو انہوں نے تعجب سے کہا، کیا اس بڑھاپے میں میرے بچہ پیدا ہوگا؟ اس پر فرشتوں نے کہا،

اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ ۔[372]

"کیا تم اللہ کے کام پر تعجب کرتی ہو؟ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اے گھر والو!"۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ بیویاں اہلِ بیت میں داخل ہیں۔ سورہ طٰہٰ کی آیت ۱۰ ملاحظہ فرمایئے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے اہل وعیال کے ہمراہ وادیٔ سینا سے گزرے تو کوہِ طور کی سمت انہیں آگ نظر آئی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا،

اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا ۔[373]

"جب اس نے ایک آگ دیکھی تو اپنی بی بی سے کہا، ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے"۔

یہاں بھی "اہل" سے بیوی مراد ہے۔ عام گفتگو میں بیوی ہی کو گھر والی کہتے ہیں۔

قرآن کریم سے ایک اور حوالہ پیشِ خدمت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب شیر خوار بچے کے طور پر فرعون کے محل میں پہنچ جاتے ہیں اور فرعون کی بیوی کو ایسی عورت کی تلاش ہوتی ہے جو اس بچہ کو دودھ پلا سکے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کہتی ہیں:

هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَیْتٍ یَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ ۔[374]

372...پ12، ھود:73

373...پ16، طٰہٰ:10

374...پ20، قصص:12

"کیا میں تمہیں بتادوں ایسے گھر والے کہ تمہارے اس بچہ کو پال دیں"۔

صحیح مسلم میں مروی ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اہلبیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج اہلِ بیت سے نہیں؟ انہوں نے فرمایا، آپ کی ازواج بھی اہلِ بیت میں سے ہیں لیکن آپ کے اہل بیت وہ بھی ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام کر دیا گیا۔ پوچھا گیا، وہ کون ہیں؟ فرمایا، وہ آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر اور آلِ عباس ہیں رضی اللہ عنہم۔[375]

آیات و احادیث کی روشنی میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اکابر علماء کرام کی تحقیق کا خلاصہ یوں بیان کیا ہے کہ بیت تین طرح کے ہیں۔

(۱) بیت نسب (خاندان)

(۲) بیت ولادت (اولاد)،

(۳) بیت سکنی (کاشانہ مبارکہ میں رہنے والے)۔

پس نسب کے اعتبار سے حضرت عبد المطلب کی اولاد میں سے بنو ہاشم نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اہلِ بیت ہیں۔ قریبی دادا کی اولاد کو بیت کہتے ہیں مثلاً کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں بزرگ کا بیت یعنی خاندان ہے۔ سکونت و رہائش کے اعتبار سے ازواجِ مطہرات رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اہلِ بیت ہیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بھی چونکہ آپ کے کاشانہ اقدس میں رہتے تھے اس لیے صاحبِ مشکوٰۃ نے مناقب اہلبیت کے باب میں ان کا بھی ذکر کیا ہے۔

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اولادِ مبارکہ ولادت کے اعتبار سے اہلِ بیت ہے۔ اگرچہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد آپ کے اہلِ بیت میں داخل ہے تاہم ان میں سے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم زیادہ عظمت و فضیلت کے ساتھ نمایاں شان کے حامل ہیں اس لیے جب لفظ اہلبیت بولا جاتا ہے تو ذہن انہی کی طرف جاتا ہے۔ ان نفوسِ قدسیہ کے فضائل و مناقب اور عظمت و کرامت کے بارے میں بیشمار احادیث وارد ہیں۔[376]

375... مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل علی بن ابی طالب، حدیث:2408

376... اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ

فضائلِ اہلبیت، قرآن میں:

اب اہلِ بیتِ اَطہار کی فضیلت وشان، قرآن کریم کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔

1۔ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا[377]

"اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے"۔

علماء فرماتے ہیں، رِجْس کا اطلاق گناہ، نجاست، عذاب اور عیوب پر ہوتا ہے اور رب تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے یہ تمام چیزیں اہلبیت کرام سے دور فرما دیں۔ گویا اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اے اہل بیت! اگرچہ تم پاک ہو مگر اللہ تعالیٰ تمہیں ایسا پاک کرنا چاہتا ہے کہ تمہیں پاکیزگی کا اعلیٰ ترین مقام حاصل ہو جائے نیز رب کریم تمہاری پاکی کو ہمیشہ برقرار رکھنا چاہتا ہے۔

اس آیت سے پچھلی آیت کا آغاز يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ[378] کے مبارک کلمات سے ہو رہا ہے جن کا ترجمہ ہے، "اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو"۔ اس آیت مقدسہ کا آغاز وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ کے الفاظِ مبارکہ سے ہوا ہے جن کا ترجمہ ہے، (اے نبی کی بیبیو!) "اپنے گھروں میں ٹھہری رہو"۔[379]

اس آیت کریمہ کے بعد والی آیت ملاحظہ فرمائیے۔ اس کا آغاز یوں ہو رہا ہے، وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ[380] اس میں بھی ازواجِ مطہرات کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں تلاوت کی جانے والی آیات کو یاد کریں۔ گویا آیتِ تطہیر سے قبل بھی اور بعد میں بھی ازواجِ مطہرات ہی سے خطاب کیا گیا ہے۔ اس لیے ثابت ہوا کہ اس آیت کریمہ میں اہلِ بیت سے مراد رسول کریم ﷺ کی ازواجِ

377...پ22، احزاب:33
378...پ22، احزاب:32
379...پ22، احزاب:33
380...پ22، احزاب:34

مطہرات ہی ہیں۔

امام رازی رحمہ اللہ آیۂ تطہیر کے تحت فرماتے ہیں کہ یہ آیت نبی کریم کی ازواجِ مطہرات کو شامل ہے کیونکہ آیتِ کریمہ کی روش اس پر دلالت کرتی ہے لہٰذا انہیں اس آیت سے خارج کرنا اور اس آیت کو ان کے سوا دوسرے لوگوں سے مخصوص کرنا صحیح نہیں۔

اہلِ بیت میں ازواجِ مطہرات اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اولاد امجاد بھی ہے، امام حسن، امام حسین اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم بھی ان میں داخل ہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے معاشرت کی بناء پر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی اہل بیت میں سے ہیں۔[381]

بعض لوگ اہلِ بیت میں سے صرف حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ عنہم ہی کو مراد لیتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان نفوسِ قدسیہ کو اپنی چادر مبارک میں لے کر آیتِ تطہیر تلاوت فرمائی اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے یہ دعا فرمائی، اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ۔ اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔[382]

علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ان کے ساتھ اپنے دیگر عزیز و اقارب اور ازواجِ مطہرات کو بھی اکٹھا کیا۔ اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے صحیح روایت میں ہے کہ میں نے عرض کی، یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میں بھی اہلِ بیت میں سے ہوں؟ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا، بیشک اِنْ شَاءَ اللہ۔[383]

ابن جریر، ابنِ منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے بھی اس چادر میں اپنا سر داخل کر کے عرض کی، یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ نے دوبار فرمایا، "تم بھلائی پر ہو"۔ پھر علامہ نبہانی رحمہ اللہ

381...الشرف المؤبد، ص13، اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ
382... مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل علی بن ابی طالب، حدیث:2408
383...الصواعق المحرقۃ، الفصل الاول فی الایات والواردۃ فیہم۔

نے شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی کہ حضور ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا، "سلمان ہم میں سے، اہلِ بیت میں سے ہے"۔[384]

حق یہ ہے کہ جب آیتِ تطہیر نازل ہوئی تو ازواجِ مطہرات سے خطاب ہونے کی بناء پر یہ گمان تھا کہ کہیں کوئی اولادِ رسول ﷺ کو اہلِ بیت سے خارج نہ سمجھے اس لیے آپ نے ان کے لیے خاص طور پر آیت تطہیر تلاوت کی اور دعا فرمائی۔

دوسری بات یہ ہے کہ نسب عام طور پر باپ کی طرف سے چلتا ہے۔ اس قاعدے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد، ابو طالب کی اولاد کہلانی چاہیے تھی نہ کہ اولادِ رسول ﷺ۔ لیکن رب تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو یہ خصوصیت عطا فرمائی کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد، اولادِ مصطفی ﷺ شمار ہوتی ہے۔

2۔ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا[385]

"تم فرماؤ، میں اس (تبلیغِ رسالت) پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ اور جو نیک کام کرے ہم اس کے لیے اس میں اور خوبی بڑھائیں"۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تو حضرت سعید بن جُبیر رضی اللہ عنہ نے کہا، اس سے مراد حضور ﷺ کے قرابت دار ہیں۔ اس پر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، قریش کا کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس کے ساتھ حضور کی رشتہ داری نہ ہو، اس سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ مراد یہ ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان جو قرابت ہے تم اس کا لحاظ کرو۔[386]

اہلِ عرب اگرچہ خاندانی عصبیت کی بناء پر قرابت کا پاس رکھتے تھے لیکن نبی کریم ﷺ کو دعوتِ

384...مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، باب ماذکر فی سلمان من الفضل، حدیث:3
385...پ25، شوریٰ:23
386...بخاری، کتاب المناقب، باب حدثنا علی ابن طالب، حدیث:3497

حق کی وجہ سے ایذا دیتے تھے۔ اس پر آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، تم کم از کم قرابت ہی کا لحاظ کرو اور مجھے ستانے سے باز رہو اور مجھے دعوتِ حق پہنچانے دو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک اور قول یہ مروی ہے کہ جب آقا و مولیٰ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور انصار نے دیکھا کہ حضور کے ذمہ مصارف بہت ہیں اور مال کچھ بھی نہیں ہے تو انہوں نے بہت سا مال جمع کر کے بارگاہِ نبوی میں پیش کیا اور عرض گذار ہوئے، آقا کریم! آپ کی بدولت ہمیں ہدایت ملی اور ہم نے گمراہی سے نجات پائی۔ یہ مال آپ کی نذر ہے قبول فرمائیے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

حضور ﷺ نے وہ اموال واپس فرما دیے اور فرمایا، میں تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا مگر یہ کہ تم اپنے اقربا سے محبت کرو۔[387]

امام احمد رحمہ اللہ نے بروایت مجاہد رحمہ اللہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، میں نے تمہیں جو روشن دلیلیں اور جو ہدایت دی ہے، اس پر کسی اجر کا طلبگار نہیں سوائے اس کے کہ تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرو اور اس کی اطاعت کے ذریعے اس کا قرب حاصل کر لو۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے بھی یہی تفسیر منقول ہے۔[388]

پس پہلے قول کے مطابق قرابت سے مراد حضور ﷺ کا قریش کو اپنی رشتہ داری یاد دلانا ہے۔ دوسرے قول کے مطابق مسلمانوں کا اپنے اقربا سے اور باہم محبت کرنا ہے۔ تیسرے قول کے مطابق رب تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے۔ چوتھا قول جو امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، اس کے مطابق اَلْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى سے مراد حضور ﷺ کے قرابت دار یعنی اہلبیت اطہار سے محبت ہے۔

امام رازی رحمہ اللہ نے تفسیر کبیر میں اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے تفسیر دُرِّ منثور میں اس آیت کے

387...مفاتیح الغیب، شوری، تحت الایۃ:23

388...مفاتیح الغیب، شوری، تحت الایۃ:23

تحت یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول کریم ﷺ سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا، یارسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟ ارشاد فرمایا: علی، فاطمہ اور ان کے بیٹے حسن و حسین رضی اللہ عنہم۔ اس حدیث کی سند پر علماء نے کلام کیا ہے جبکہ اس ضمن میں بعض دیگر روایات بھی موجود ہیں۔ امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، بزار اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ایسے طرق سے بیان کیا ہے جن میں بعض حسن ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ میں فرمایا، میں ان اہلبیت میں سے ہوں جن سے محبت اور دوستی کرنا اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے اور فرمایا ہے، قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ (389)(390)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا میں نیکیاں کرنے سے مراد آلِ رسول ﷺ سے محبت کرنا ہے۔ (391)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے جب اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا، "اس سے مراد رسول کریم ﷺ کی قرابت ہے"۔ (392)

جب امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو قید کر کے دمشق لایا گیا تو ایک شامی نے کہا، خدا کا شکر ہے جس نے تمہیں قتل کرایا، تمہاری جڑ کاٹ دی اور تمہارا فتنہ ختم کیا۔ آپ نے اسے فرمایا، کیا تو نے قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھی،

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ اس نے کہا، کیا وہ تم ہو؟ فرمایا، ہاں۔ (393)

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے، اِرْقَبُوْا مُحَمَّدًا فِيْ اَهْلِ بَيْتِهٖ۔ "حضرت محمد ﷺ کا ان

389...پ25، شوریٰ:23
390...الصواعق المحرقہ، المقصد الاول فی تفسیرھا
391...الصواعق المحرقہ، المقصد الاول فی تفسیرھا
392... تفسیر ابن کثیر، شوریٰ، تحت الآیۃ:25
393...الصواعق المحرقہ، المقصد الاول فی تفسیرھا

کے اہلِ بیت کے بارے میں لحاظ رکھو"۔[394] یعنی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اہلِ بیت کے حقوق اور مراتب کا خیال رکھو۔

صحیح بخاری ہی میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد موجود ہے جو آپ نے سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا،

"اللہ تعالیٰ کی قسم! رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قرابت داروں سے حسنِ سلوک کرنا مجھے اپنے قرابت داروں کے سلوک سے بھی زیادہ پیارا ہے"۔[395]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے یہ فرمایا، خدا کی قسم! آپ کا اسلام لانا مجھے اپنے والد خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ اچھا لگا کیونکہ آپ کا اسلام رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب تھا۔ یہ روایت لکھ کر علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ آلِ رسول اور اہلِ بیت کے ساتھ وہی معاملہ رکھے جو سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا ان کے ساتھ تھا یعنی اہلبیت اطہار کے ساتھ حسنِ ادب اور حسنِ عقیدت سے پیش آنا چاہیے۔[396]

آقا و مولیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے، ہم اہلِ بیت سے محبت لازم رکھو کیونکہ ہماری محبت والا جو شخص بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہو گا وہ ہماری شفاعت سے جنت میں جائے گا۔ اُس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! ہمارا حق پہچانے بغیر کسی بندے کا عمل اسے فائدہ نہیں دے گا۔[397]

صدرُ الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہٗ نے بھی بڑی پیاری بات کہی، فرماتے ہیں، اس آیت کی رو سے جب مسلمانوں میں باہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت واجب ہوئی تو سید عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس قدر محبت فرض ہو گی...... حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور حضور کے اقارب کی

394...بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب قرابۃ رسول اللہ، حدیث:3713

395...بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب قرابۃ رسول اللہ، حدیث:3712

396... تفسیر ابن کثیر، شوری، تحت الایۃ:25

397...الشرف المؤبد لآلِ محمد، ص92

محبت دین کے فرائض میں سے ہے“۔[398]

3۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا[399]

”بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اُس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو“۔

حضرت کعب بن عُجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں رب تعالیٰ نے آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو سکھا دیا ہے اب آپ یہ فرمائیں کہ ہم آپ پر درود کیسے پیش کریں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم اس طرح درود بھیجو۔ اللھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انك حمید مجید الخ۔ ”اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد پر اور آلِ محمد پر......“۔[400]

اس سے معلوم ہوا کہ درود بھیجنے کے حکم کی تعمیل میں آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ اپنی آل کو بھی شامل فرما کر ان کی عظمت اُجاگر کی ہے۔ آپ کا ایک ارشادِ گرامی ہے، مجھ پر کٹا ہوا درود نہ بھیجا کرو۔ عرض کی گئی، کٹا ہوا درود کیا ہے؟ ارشاد ہوا، صرف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد کہنا۔ تم یوں کہا کرو، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد وعلی آل محمد۔

معلوم ہوا کہ آل کا ذکر کیے بغیر درود پڑھنا کٹا ہوا درود ہے اور آل کے ذکر کے ساتھ پڑھنا پورا درود ہے جو کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے۔[401]

4۔ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ

398...تفسیر خزائن العرفان، شوری، تحت الایۃ:23

399...پ22، احزاب:56

400...بخاری، کتاب الدعوات، باب الصلاۃ علی النبی، حدیث:6357

401...الصواعق المحرقۃ، الفصل الاول فی ایات الواردۃ فیھم

نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ ۔(402)

"تو ان سے فرمادو، آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے، اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں، اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں، پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں"۔

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب نجران کے عیسائی مناظرہ میں لاجواب ہو کر جھگڑنے لگے تو آقا و مولیٰ ﷺ نے انہیں مباہلے کی دعوت دی جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ تین دن بعد عیسائی بڑے بڑے پادریوں کو ساتھ لے کر آئے۔ جبکہ نبی کریم ﷺ اس شان سے تشریف لائے کہ آپ کی گود میں امام حسین رضی اللہ عنہ تھے اور امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کا دست مبارک پکڑے ہوئے تھے، خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور شیر خدا سیدنا علی رضی اللہ عنہ دونوں آپ کے پیچھے تھے اور آقا و مولیٰ ﷺ ان سے فرمارہے تھے، جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا۔

یہ منظر دیکھ کر ان کا سب سے بڑا پادری بولا، بیشک میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ پہاڑ اس کی جگہ سے ہٹا دے تو وہ پہاڑ اس کی جگہ سے ہٹا دے گا۔ خدا کے لیے ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک زمین پر کوئی عیسائی باقی نہ رہے گا۔ پس انہوں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی،

اے ابو القاسم! ہم آپ سے مباہلہ نہیں کرتے، آپ اپنے دین پر رہیں اور ہمیں ہمارے دین پر چھوڑ دیں۔ پھر انہوں نے جزیہ دینے پر صلح کرلی۔

آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، خدا کی قسم! اگر وہ مباہلہ کرتے تو وہ سب بندر اور سُور بن جاتے اور ان کا جنگل آگ سے بھڑک اٹھتا اور نجران کے چرند پرند تک ہلاک ہو جاتے۔(403)

بعض کم فہم یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں تو وہ مباہلے میں کیوں شریک نہ ہوئیں؟ جواب یہ ہے کہ مباہلہ ۱۰ھ میں ہوا جبکہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ۲ھ میں، سیدہ

402...پ3، ال عمران:61

403...مفاتیح الغیب، ال عمران، تحت الایۃ:61

زینب رضی اللہ عنہا کا وصال ۸ ھ میں اور سیدہ اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال ۹ ھ میں ہو چکا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضور ﷺ کی چار بیٹیاں ہونا تو شیعہ فرقہ کی معتبر ترین کتاب اصولِ کافی سے بھی ثابت ہے۔ ”حضرت خدیجہ کے بطن سے حضور کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔ بعثت سے پہلے قاسم، رقیہ، ام کلثوم اور بعثت کے بعد طیب، طاہر اور فاطمہ“۔ رضی اللہ عنہم اجمعین (404)

5۔ سَلٰمٌ عَلٰۤی اِلْیَاسِیْنَ۔ ”سلام ہو الیاسین پر“۔ (405)

مفسرین کی ایک جماعت نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد آل رسول ﷺ پر سلام پڑھنا ہے اور کلبی رحمہ اللہ نے بھی یہی کہا ہے جبکہ جمہور مفسرین کے نزدیک اس سے مراد حضرت الیاس علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے، نحن آل محمد الیاسین۔ ”اِلیاسین ہم آلِ محمد ﷺ ہی ہیں“۔ (406)

6۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا۔ ”اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر“۔ (407)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں، نحن حبل اللہ الذی قال اللہ فیہ۔ ”ہم اہلبیت وہ اللہ کی رسی ہیں جس کے بارے میں رب تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے“۔ (408)

7۔ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ۔ ”اور انہیں ٹھہراؤ، ان سے پوچھنا ہے“۔ (409)

حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، وَقِفُوْهُمْ یعنی انہیں ٹھہراؤ کیونکہ ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، پوچھے جانے کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تبلیغِ رسالت پر جو اقرباء کی محبت طلب

404...اصول کافی ج1 ص439 مطبوعہ تہران

405...پ23، صفت:130

406...تفسیر ابن ابی حاتم، صفت، تحت الآیۃ:130

407...پ4، ال عمران:103

408...الصواعق المحرقہ، الفصل الاول فی الآیات الواردۃ فیہم۔

409...پ23، صفت:24

کی تھی، اس کے متعلق پوچھا جائے گا کہ کیا انہوں نے حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق حقِ موالات ادا کیا ہے یا اسے بیکار خیال کیا ہے۔[410]

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے، (قیامت میں) ہر شخص سے چار چیزوں کے متعلق پوچھا جاتا ہے۔ اپنی عمر کس کام میں صَرف کی، اپنے جسم کو کس کام میں استعمال کیا، مال کیسے کمایا اور کہاں خرچ کیا، اور ہم اہلِ بیت کی محبت کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔[411]

اہلبیت اطہار کی محبت سے متعلق احادیثِ مبارکہ کا ذکر آئندہ صفحات میں آئے گا۔

8۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۔[412]

”اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو“۔

علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، حضور ﷺ نے اپنے اہلبیت میں ان معنوں کے پائے جانے کی طرف اشارہ کیا ہے کیونکہ وہ بھی نبی کریم ﷺ کی طرح زمین والوں کے لیے امان ہیں۔ اس کے متعلق بہت سی احادیث ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ”ستارے آسمان والوں کے لیے امان ہیں اور میرے اہلبیت میری امت کے لیے امان ہیں“۔ امام احمد کی دوسری روایت میں ہے کہ جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان والے بھی ختم ہو جائیں گے اور جب میرے اہلبیت ختم ہو جائیں گے تو اہلِ زمین بھی ختم ہو جائیں گے۔[413]

9۔ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى

”اور بیشک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا“۔[414]

410...الصواعق المحرقہ، الفصل الاول فی الایات الواردۃ فیھم
411...ترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع، باب فی القیامۃ، حدیث:2416
412...پ9، انفال:33
413...الصواعق المحرقہ، الفصل الاول فی الایات الواردۃ فیھم
414...پ16، طہ:82

حضرت ثابت البنانیؓ فرماتے ہیں کہ ثُمَّ اھْتَدٰی سے مراد اہلبیت کی طرف ہدایت پانے والا ہے۔ امام ابو جعفر محمد باقرؓ سے بھی یہی تفسیر مروی ہے۔

ابن سعد نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ مجھے آقا و مولیٰ ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ جنت میں پہلے میں، حضرت فاطمہ اور حضرات حسنین کریمین داخل ہوں گےؓ۔ میں نے عرض کی، ہم سے محبت کرنے والوں کا کیا ہو گا؟ فرمایا، وہ تمہارے پیچھے آئیں گے۔ [415]

یہ حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے کہ مومن کے دل میں حضرت علیؓ کی محبت اور سیدنا ابو بکرؓ و عمرؓ کا بغض جمع نہیں ہو سکتے۔ اس ضمن میں علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے خوب لکھا ہے۔ فرماتے ہیں، وہ شخص اس قوم کی محبت کا کیسے گمان کرتا ہے جس نے کبھی ان کے اخلاق میں سے کسی وصف کو نہیں اپنایا اور نہ کبھی ان کے کسی قول پر عمل کیا ہے اور نہ کبھی ان کے کسی فعل کی پیروی کی ہے اور نہ ان کے افعال میں سے کسی چیز کے سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ حقیقت میں یہ محبت نہیں بلکہ ائمہ شریعت و طریقت کے نزدیک بغض ہے جبکہ محبت کی حقیقت یہ ہے کہ محبوب کی اطاعت کی جائے اور نفس کی محبوب و مرغوب چیزوں کے مقابلے میں محبوب کی مرضی اور محبت کو ترجیح دی جائے نیز اس کے اخلاق و آداب سے ادب سیکھا جائے۔

خصوصاً حضرت علیؓ کا یہ ارشاد پیشِ نظر رہے کہ میری محبت اور حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کا بغض کسی مومن کے دل میں اکٹھے نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں جو جمع نہیں ہو سکتیں۔ [416]

10۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

"اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے"۔ [417]

415...الصواعق المحرقہ، الفصل الاول فی الایات الواردۃ فیھم
416...الصواعق المحرقہ، الفصل الاول فی الایات الواردۃ فیھم
417...پ30، ضحیٰ:5

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کے اہلبیت میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہو۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے بسندِ صحیح روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رب تعالیٰ نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ میرے اہلبیت میں سے جو توحید و رسالت کا اقرار کرے گا اور یہ بھی کہ میں نے رب تعالیٰ کے پیغام کو پہنچا دیا ہے، اسے وہ عذاب نہیں دے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، میں نے یہ دعا کی، الٰہی! میرے اہلبیت میں سے کسی کو جہنم میں نہ ڈالنا، تو اس نے میری یہ دعا قبول فرمالی۔[418]

آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے
اُس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام
خونِ خیرُ الرُسُل سے ہے جن کا خمیر
اُن کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

فضائلِ اہلِ بیت، احادیث میں:

بعض جہلاء کو یہ کہتے سنا گیا کہ امام بخاری اور امام مسلم وغیرہ نے اہلبیتِ اطہار کی فضیلت میں کوئی حدیث روایت نہیں کی ہے، حالانکہ یہ عظیم بہتان ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے کتابُ المناقب میں "مناقبِ علی بن ابی طالب" کے عنوان سے سات حدیثیں، "مناقب قرابۃِ رسولِ اللہ ومنقبۃ فاطمۃ" کے عنوان سے تین حدیثیں اور "مناقبِ الحسن والحسین" کے عنوان سے آٹھ حدیثیں روایت کیں ہیں۔

اسی طرح امام مسلم رحمہ اللہ نے سیدنا علی کے فضائل کے باب میں تیرہ احادیث، سیدہ فاطمہ کے فضائل کے باب میں آٹھ احادیث اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے فضائل کے باب میں چھ احادیث روایت کیں ہیں۔ ان احادیث کے علاوہ بھی انہوں نے اپنی کتب میں ان نفوسِ قدسیہ کے متعلق بیشمار احادیث روایت کیں ہیں۔

418...الصواعق المحرقہ، الفصل الاول فی الایات الواردۃ فیھم

اہلبیت کرام کے فضائل پر مبنی اکثر احادیث اس کتاب میں تحریر کی جاچکیں اور بعض اب تحریر کی جارہی ہیں۔چونکہ اہلبیت اطہار میں ازواجِ مطہرات کو خاص مقام حاصل ہے اس لیے ان کی فضیلت میں مخصوص آیات اور احادیث علیحدہ سے بیان ہوں گی۔

1۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسولُ اللہ ﷺ ہمیں خم نامی چشمے پر خطبہ دینے کھڑے ہوئے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنابیان کی اور وعظ و نصیحت فرمائی پھر ارشاد فرمایا، اے لوگو! میں بشر ہوں۔ قریب ہے کہ اللہ کا قاصد میرے پاس آئے اور میں اسے قبول کرلوں۔میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جن میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ پس اللہ کی کتاب کو لو اور اسے مضبوطی سے تھام لو۔ آپ نے اللہ کی کتاب کی طرف ابھارا اور اس کی ترغیب دی۔

پھر فرمایا، دوسرے میرے اہلِ بیت ہیں اور میں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں ،میں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں۔(419)

2۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسولُ اللہ ﷺ کو حج کے موقع پر عرفات میں دیکھا کہ اپنی قصواء اونٹنی پر خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا، اے لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جارہاہوں کہ اگر انہیں پکڑے رہوگے تو گمراہ نہیں ہوگے ،وہ اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی اہلِ بیت ہیں۔(420)

3۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہوگے تو میرے بعد گمراہ نہیں ہوگے۔ ان میں سے ایک دوسری سے بہت عظمت والی ہے یعنی اللہ کی کتاب جو آسمان سے زمین تک

419... مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل علی ابن ابی طالب، حدیث:2408

420... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ، حدیث:3786

لٹکی ہوئی رسی ہے اور میرے اہلِ بیت۔ اور یہ دونوں ہر گز الگ نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھے ملیں گے۔ پس خیال رکھنا کہ تم میرے بعد ان سے کیسا سلوک کرتے ہو۔[421]

4۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو کہ وہ تمہیں اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے اور اللہ سے محبت رکھنے کی وجہ سے مجھ سے محبت رکھو، اور مجھ سے محبت رکھنے کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت رکھو۔[422]

5۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ۔ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، آپ کے اہلِ بیت کی محبت اور قرآن مجید پڑھنا۔[423]

6۔ حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے بنو عبد المطلب! میں نے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ وہ تمہارے دیندار کو استقامت، بے علم کو علم اور بے راہ کو ہدایت دے۔ اگر کوئی شخص رکن اور مقامِ ابراھیم کے درمیان چلا جائے اور نماز پڑھے اور روزے رکھے۔ پھر وہ اہل بیت سے بغض رکھتے ہوئے مر جائے تو وہ آگ میں داخل کیا جائے گا۔[424]

7۔ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! ہم اہلِ بیت سے کوئی بغض نہ رکھے ورنہ اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل فرمائے گا۔[425]

8۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اور میری اولاد اُسے اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں، اور اُسے مجھ سے اپنی ذات سے زیادہ اور میری اولاد سے اپنی اولاد کی بنسبت زیادہ محبت نہ ہو جائے۔[426]

421...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث:3788

422...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث:3789

423...جامع الصغیر، حرف الھمزۃ، حدیث:311

424... معجم الکبیر، حدیث:11412

425...مستدرک للحاکم، کتاب الحدود، حدیث:8036

426...بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول.....الخ، حدیث:15

9۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، میرے اہل بیت کو اپنے درمیان وہ جگہ دو جو جسم میں سر کی اور سر میں آنکھوں کی جگہ ہے اور سر آنکھوں ہی سے ہدایت پاتا ہے۔[427]

10۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے لیے تین عزتیں ہیں۔ جو ان کی حفاظت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے دین و دنیا کے معاملے کی حفاظت فرمائے گا اور جو ان کی حفاظت نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے دین و دنیا کی حفاظت نہیں فرمائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! وہ کیا ہیں؟ فرمایا، اسلام کی عزت، میری عزت اور میرے قرابت داروں کی عزت۔[428]

11۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، تم میں پلِ صراط پر سب سے زیادہ ثابت قدم وہ ہو گا جو میرے اہلِ بیت اور میرے صحابہ سے زیادہ محبت رکھتا ہو گا۔[429]

12۔ سید عالم، نورِ مجسم ﷺ نے فرمایا، میرے اہلِ بیت حوضِ کوثر پر آئیں گے اور میری امت میں سے اُن سے محبت کرنے والے بھی اُن کے ساتھ ایسے ہوں گے جیسے دو انگلیاں باہم قریب ہوتی ہیں۔

اس حدیث کی تائید بخاری و مسلم کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ ”جو جس سے محبت کرتا ہے وہ اسی کے ساتھ ہو گا“۔[430]

13۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور ﷺ نے فرمایا، تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو میرے بعد میرے اہلِ بیت کے لیے بہتر ہو گا۔[431]

14۔ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس نے میرے اہلِ بیت پر ظلم کیا اور مجھے میری اولاد کے بارے میں اذیت دی، اُس پر جنت حرام کر دی گئی۔[432]

427...الشرف المؤبد، ص32۔ مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ
428... معجم الاوسط، من اسمہ احمد، حدیث:203
429...الصواعق المحرقہ، الفصل الثانی، فی سرد احادیث واردۃ فی
430...الصواعق المحرقہ، الفصل الاول، فی الایات الواردۃ فیھم
431...الصواعق المحرقہ، الفصل الاول، فی الایات الواردۃ فیھم
432...الشرف المؤبد لآل محمد، ص99

15۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کا دروازہ پکڑے ہوئے فرمایا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے،

"خبر دار ہو جاؤ! تم میں میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی جیسی ہے جو اس میں سوار ہوا، وہ نجات پا گیا اور جو پیچھے رہا وہ ہلاک ہو گیا"۔ (433)

کتاب کے آغاز میں یہ حدیث بیان ہو چکی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے"۔ اس حدیث میں صحابہ کرام کو آسمانِ ہدایت کے ستارے فرمایا اور مذکورہ بالا حدیث میں اپنے اہلبیت کو کشتی کی مثل قرار دیا۔ گویا منزل پر پہنچنے کے لیے اہلبیت اطہار کی محبت کی کشتی میں سوار ہونا بھی ضروری ہے اور منزل کے حصول کے لیے ستاروں سے راہنمائی لینا بھی ضروری ہے۔ الحمد للہ! اہلسنت ہی اہلبیت اطہار کی محبت کی کشتی میں سوار ہو کر نجومِ ہدایت یعنی صحابہ کرام سے روشنی لیتے ہوئے منزلِ مقصود حاصل کرتے ہیں۔

اہلِ سنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

فضائلِ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا:

16۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز صبح کے وقت باہر تشریف لے گئے۔ آپ کے اوپر سیاہ اُون سے بُنی ہوئی چادر تھی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے اُنہیں اس چادر میں داخل کر لیا۔ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے تو اُنہیں بھی اس چادر میں داخل کر لیا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو انہیں بھی داخل کر لیا، پھر حضرت حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے اُنہیں بھی اس چادر میں لے لیا۔ پھر فرمایا، "بے شک اللہ یہ چاہتا ہے کہ اے گھر والو! تم سے گندگی دور کر دے اور تمہیں خوب پاک صاف کر دے"۔ (434)

433... مستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب وعدنی ربی فی اہل بیتی... الخ، حدیث:4774
434... مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضائل اھل بیت النبی، حدیث:2424

17۔ حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت کریمہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ.. الخ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے کاشانۂ اقدس میں نازل ہوئی۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر چادر اوڑھائی پھر دعا مانگی، اے اللہ ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں، ان سے گندگی دور رکھ اور انہیں خوب پاک وصاف بنا دے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی، یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ! میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ آپ نے فرمایا، تم اپنی جگہ پر ہو اور تم خیر کی جانب ہو۔[435]

انہی احادیث کی بنا پر ان نفوسِ قدسیہ کو پنجتن پاک کہا جاتا ہے۔

18۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چھ ماہ تک نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ معمول رہا کہ جب نماز فجر کے لیے نکلتے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے کے پاس سے گزرتے تو فرماتے، اے اہلِ بیت! نماز قائم کرو۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ..الخ۔ "بے شک اللہ یہ چاہتا ہے کہ اے گھر والو! کہ تم سے گندگی دور کر دے اور تمہیں خوب پاک صاف کر دے"۔[436]

19۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی، فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ ...الخ۔ "فرما دو، آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو"۔ تو رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین کو بلایا اور فرمایا، اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔ رضی اللہ عنہم[437]

20۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ازواج آپ کے پاس جمع تھیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آ گئیں ان کا چلنا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چلنے سے مختلف نہیں تھا۔ جب آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا، میری بیٹی خوش آمدید۔ پھر انہیں بٹھایا اور ان کے ساتھ سرگوشی فرمائی تو وہ بہت زیادہ روئیں۔ اُن کا غم دیکھ کر آپ نے دوبارہ سرگوشی فرمائی تو وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے پوچھا، آقا

435...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب اھل بیت النبی، حدیث:3787

436...مسند امام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، حدیث:13728

437...مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل علی بن ابی طالب، حدیث:2404

ومولیٰ ﷺ نے تم سے کیا سرگوشی فرمائی تھی؟ کہا، میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو فاش نہیں کر سکتی۔
جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو میں نے کہا، میں تمہیں اس حق کا واسطہ دیتی ہوں جو میرا تم پر ہے کہ مجھے وہ بات بتادو۔ کہا، ہاں اب بتادیتی ہوں۔ پہلی دفعہ جب آپ نے مجھ سے سرگوشی فرمائی تو بتایا کہ جبرئیل میرے ساتھ ہر سال ایک مرتبہ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے اس سال دو مرتبہ کیا ہے، میرے خیال میں میرا آخری وقت قریب آگیا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور صبر کرنا کیونکہ میں تمہارے لیے اچھا پیش رو ہوں۔ یہ سن کر میں روئی۔ آپ نے جب میری پریشانی ملاحظہ فرمائی تو دوبارہ سرگوشی کی اور ارشاد فرمایا،

"اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم ایمان والی عورتوں کی سردار ہو یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو"۔[438]

21۔ آپ ہی سے دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے سرگوشی فرمائی کہ اسی مرض میں میرا وصال ہو جائے گا تو میں رونے لگی۔ پھر آپ نے سرگوشی فرماتے ہوئے مجھے بتایا کہ میرے اہلِ بیت میں سب سے پہلے تم مجھ سے آملو گی، تو میں ہنس پڑی۔[439]

22۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو عادات واطوار اور نشست وبرخاست میں رسول کریم ﷺ سے مشابہت رکھنے والا نہیں دیکھا۔[440]

23۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا ومولیٰ ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مل کر سفر پر روانہ ہوتے اور جب سفر سے تشریف لاتے تو بھی سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتے۔ آپ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے، میرے ماں

438... مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل فاطمۃ، حدیث:2450
439... بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، حدیث:3626
440... مستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، حدیث:4732

باپ تجھ پر قربان ہوں۔(441)

24۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔(442)

25۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی لڑکی کے لیے نکاح کا پیغام دیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بیشک فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے اور مجھے یہ بات پسند نہیں کہ اُسے کوئی تکلیف پہنچے۔ خدا کی قسم! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں۔(443)

26۔ اُنہی سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بنو ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے یہ اجازت مانگی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی علی بن ابی طالب سے کر دیں۔ میں اُن کو اجازت نہیں دیتا، میں ان کو اجازت نہیں دیتا، پھر میں ان کو اجازت نہیں دیتا۔ ہاں اگر ابنِ ابی طالب چاہے تو میری بیٹی کو طلاق دے دے اور پھر اُن کی بیٹی سے شادی کر لے۔ کیونکہ میری بیٹی میرے جسم کا حصہ ہے۔ جو چیز اُسے پریشان کرتی ہے وہ مجھے پریشان کرتی ہے اور جو چیز اُسے تکلیف دیتی ہے وہ مجھے تکلیف دیتی ہے۔(444)

27۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ اسے تکلیف دینے والا مجھے تکلیف دیتا ہے اور اسے مشقت میں ڈالنے والا مجھے مشقت میں ڈالتا ہے۔(445)

28۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، بیشک

441... مستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، حدیث:4739

442... بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب فاطمہ علیہا السلام، حدیث:3767

443... مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل فاطمۃ، حدیث:2449

444... مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل فاطمۃ، حدیث:2449

445... مسند امام احمد بن حنبل، حدیث عبد اللہ بن الزبیر، حدیث:16123

اللہ تعالیٰ تیری ناراضگی پر ناراض اور تیری رضا پر راضی ہوتا ہے۔ (446)

29۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں فاطمہ کا نکاح علی سے کر دوں۔ (447)

30۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے ان کی شادی کے موقع پر خاص دعا فرمائی، اے اللہ! میں اپنی اس بیٹی کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ (448)

31۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شادی کی رات حضورِ اکرم ﷺ نے اُن پر پانی چھڑکا اور فرمایا، اے اللہ! ان دونوں کے حق میں برکت دے اور ان دونوں پر برکت نازل فرما اور ان دونوں کے لیے ان کی اولاد میں برکت عطا فرما۔ (449)

32۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن میرے حسب ونسب کے سوا ہر سلسلۂ نسب منقطع ہو جائے گا۔ ہر بیٹے کی نسبت باپ کی طرف ہوتی ہے سوائے اولادِ فاطمہ کے کہ ان کا باپ بھی میں ہی ہوں اور ان کا نسب بھی میں ہی ہوں۔ (450)

33۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے متعلق فرمایا، میں اُن سے لڑنے والا ہوں جو اِن سے لڑیں اور اُن سے صلح کرنے والا ہوں جو اِن سے صلح کریں۔ (451)

34۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا، عورت کے

446... مستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، حدیث: 4730

447... مستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، حدیث: 4749

448... شرح الزرقانی، ج2، ص356 دار الکتب العلمیہ

449... المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، تحویل القبلۃ... الخ

450... مستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، حدیث: 4747

451... ابن ماجہ، کتاب افتتاح الکتاب، باب فضل الحسن والحسین ابنی علی۔۔۔ الخ، حدیث: 145

لیے کون سی بات سب سے بہتر ہے؟ اس پر صحابہ کرام خاموش رہے۔ میں نے گھر آ کر یہی سوال سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کیا تو انہوں نے جواب دیا، عورت کے لیے سب سے بہتر یہ ہے کہ اسے غیر مرد نہ دیکھے۔ میں نے اس جواب کا ذکر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کیا تو آپ نے فرمایا، فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔(452)

35۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بیشک فاطمہ نے اپنی عصمت و پارسائی کی ایسی حفاظت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اولاد پر آگ حرام کر دی ہے۔(453)

36۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری اولاد کو آگ کا عذاب نہیں دے گا۔ علامہ ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

37۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا، آج رات ایک فرشتہ جو اس سے پہلے کبھی زمین پر نہ اترا تھا، اُس نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام کرنے کے لیے حاضر ہو اور یہ خوشخبری دے کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔(454)

38۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمایا، سب سے پہلے جنت میں تم، فاطمہ، حسن اور حسین داخل ہوں گے رضی اللہ عنہم۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! ہم سے محبت کرنے والے کہاں ہونگے؟ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا، وہ تمہارے پیچھے ہونگے۔(455)

39۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، میں، تم اور یہ دونوں (یعنی حسن و حسین) اور یہ سونے والا (سیدنا علی جو کہ اُس وقت سو کر اُٹھے ہی تھے)

452... حلیۃ الاولیاء، فاطمۃ بنت رسول اللہ، حدیث: 1445

453... معجم الکبیر، حدیث: 11685

454... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی... الخ، حدیث: 3806

455... معجم الکبیر، حدیث: 2623

قیامت کے دن ایک ہی جگہ ہوں گے۔رضی اللہ عنہم(456)

40۔ اُمُ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آقا و مولیٰ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم انہیں مرحبا کہتے، کھڑے ہو کر اُن کا استقبال کرتے، اُن کا ہاتھ پکڑ کر اُسے بوسہ دیتے اور اُنہیں اپنی نشست پر بٹھا لیتے۔(457)

41۔ حضرت جمیع بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے پوچھا، لوگوں میں سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا؟ فرمایا، فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ پوچھا، مردوں میں سے کون زیادہ محبوب تھا؟ فرمایا، ان کے شوہر یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ۔(458)

42۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ نبوی میں عرض کی، یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ! آپ کو میرے اور فاطمہ میں سے کون زیادہ محبوب ہے؟ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، فاطمہ مجھے تم سے زیادہ پیاری ہے اور تم مجھے اس سے زیادہ عزیز ہو۔(459)

43۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے اور فرمایا، اے فاطمہ! خدا کی قسم! میں نے آپ سے زیادہ کسی ہستی کو رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نزدیک محبوب نہیں دیکھا۔ اور خدا کی قسم! لوگوں میں سے سوائے آپ کے والد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مجھے کوئی اور آپ سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔(460)

44۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصال سے قبل حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا، میرا جنازہ لے جاتے وقت اور تدفین کے وقت پردے کا پورا لحاظ رکھنا۔ انہوں نے کہا، میں نے حبش میں

456... ابوداؤد، کتاب الادب، باب ماجاء فی القیام، حدیث:5217

457... مستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، حدیث:4754

458... ترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل فاطمہ، حدیث:3874

459... معجم الاوسط، حدیث:7675

460... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب المغازی، باب ماجاء فی خلافۃ ابی بکر، حدیث:4

دیکھا ہے کہ جنازے پر درخت کی شاخیں باندھ کر ان پر پردہ ڈال دیتے ہیں (اس طرح جسم کی ہیئت نمایاں نہیں ہوتی)۔ پھر انہوں نے کھجور کی شاخیں منگوا کر ان پر کپڑا ڈال کر سیدہ کو دکھایا۔ آپ نے پسند کیا پھر بعد وصال اسی طرح آپ کا جنازہ اٹھا۔ [461]

45۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آقا و مولیٰ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن ایک ندا کرنے والا غیب سے آواز دے گا، اے اہلِ محشر! اپنی نگاہیں جھکا لو تا کہ فاطمہ بنتِ محمد ﷺ گزر جائیں۔ [462]

سیدہ زاہرہ طیّبہ طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

فضائلِ سیدنا حسن وسیدنا حسین رضی اللہ عنہما:

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل پر چالیس احادیث تحریر کی جارہی ہیں، پڑھیے اور اپنے دل میں اہلبیت اطہار خصوصاً نوجوانانِ جنت کے سرداروں کی محبت کی شمع فروزاں کیجیے۔

46۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو اپنے مبارک کندھے پر اٹھایا ہوا تھا اور آپ ﷺ فرما رہے تھے، "اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں پس تو بھی اس سے محبت فرما"۔ [463]

47۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں دن کے ایک حصہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا، آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رہائش گاہ پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا، کیا بچہ یہاں ہے؟ یعنی حسن رضی اللہ عنہ۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ دوڑتے ہوئے آگئے یہاں تک کہ دونوں ایک دوسرے کے گلے سے

461...جذب القلوب الی دیار المحبوب
462...اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، کتاب المناقب، باب مناقب اہل البیت،
463...بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب الحسن والحسین، حدیث:3749

لپٹ گئے۔ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، ”اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ اور اس سے بھی محبت رکھ جو اس سے محبت رکھے“۔ (464)

48۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جس نے ان دونوں یعنی حسن و حسین سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ (465)

49۔ حضرت ایاس رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں اس سفید خچر کی لگام پکڑ کر چلا ہوں جس پر میرے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حسن و حضرت حسین سوار تھے یہاں تک کہ وہ نبی کریم کے حجرۂ مبارکہ میں داخل ہو گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے سوار تھے اور حسنین کریمین آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ (466)

50۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حسن پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام حمزہ رکھا اور جب حسین پیدا ہوا تو اس کا نام جعفر رکھا۔ مجھے آقا و مولیٰ ﷺ نے بلا کر فرمایا، مجھے ان کے نام تبدیل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے عرض کی، اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ تو حضور نے ان کے نام حسن اور حسین رکھے۔ (467)

51۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز تھے اور حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے کبھی آپ لوگوں کی جانب متوجہ ہوتے اور کبھی ان کی طرف ، پھر آپ نے ارشاد فرمایا،

”میرا یہ بیٹا حقیقی سردار ہے اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو بہت بڑے گروہوں

464... مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضائل الحسن والحسین، حدیث:2421

465... ابن ماجہ، فضل الحسن والحسین، حدیث:143

466... مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضائل الحسن والحسین، حدیث:2423

467... مسند امام احمد بن حنبل، مسند علی ابن ابی طالب، حدیث:1370

میں صلح کروادے گا"۔[468]

52۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تمہیں ان کے بارے میں نہ بتاؤں جو اپنے نانا نانی کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہیں؟ کیا میں تمہیں ان کے بارے میں نہ بتاؤں جو اپنے چچا اور پھوپھی کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہیں؟ کیا میں تمہیں ان کے بارے میں نہ بتاؤں جو اپنے ماموں اور خالہ کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہیں؟ کیا میں تمہیں ان کے بارے میں نہ بتاؤں جو اپنے ماں باپ کے اعتبار سے سب لوگوں سے بہتر ہیں؟ وہ حسن اور حسین ہیں۔ ان کے نانا اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ان کی نانی خدیجہ بنت خویلد، ان کی والدہ فاطمہ بنت رسولُ اللہ، ان کے والد علی بن ابی طالب، ان کے چچا جعفر بن ابی طالب، ان کی پھوپھی ام ہانی بنت ابی طالب، ان کے ماموں قاسم بن رسولُ اللہ اور ان کی خالہ اللہ کے رسول کی بیٹیاں زینب، رقیہ اور ام کلثوم ہیں رضی اللہ عنہم۔ ان کے نانا، نانی، والد، والدہ، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ سب جنت میں ہونگے اور وہ دونوں یعنی حسن و حسین بھی جنت میں ہونگے۔[469]

53۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین کی پیدائش کے ساتویں دن اُن کی طرف دو دو بکریاں عقیقہ میں ذبح کیں۔[470]

54۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ مشابہت رکھنے والا کوئی نہیں تھا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی فرمایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔[471]

55۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن سینے سے سر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے ہیں اور حضرت حسین سینہ سے نیچے (پاؤں تک) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہت

468...بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب الحسن والحسین، حدیث:3746
469... معجم الکبیر، حسن بن علی ابن طالب، حدیث:2682
470...ابوداود، کتاب الضحایا، باب العقیقۃ، حدیث:2841
471...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی، حدیث:3776

رکھتے ہیں۔[472]

اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ نے خوب فرمایا:

معدوم نہ تھا سایۂ شاہِ ثقلین
اس نور کی جلوہ گہ تھی ذاتِ حسنین
تمثیل نے اس سائے کے دو حصے کیے
آدھے سے حسن بنے آدھے سے حسین

56۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو رسول کریم ﷺ کے مرضُ الوصال کے دوران آپ کی خدمت میں لائیں اور عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! انہیں اپنی وراثت میں سے کچھ عطا فرمائیں۔ آقا کریم ﷺ نے فرمایا، حسن میری ہیبت اور سرداری کا وارث ہے اور حسین میری جرأت اور سخاوت کا وارث ہے۔[473]

57۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑا اور فرمایا، اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت رکھ۔ دوسری روایت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ انہیں پکڑ کر اپنی ایک ران پر بٹھالیتے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو دوسری رانِ مبارک پر۔ پھر یہ کہتے، اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرما کیونکہ میں بھی ان پر مہربانی کرتا ہوں۔[474]

58۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، جو مجھ سے محبت کرتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اِن دونوں یعنی حسن و حسین سے بھی محبت کرے۔[475]

472... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی، حدیث:3779
473... معجم الکبیر، ذکر سن فاطمہ رضی اللہ عنہا ووفاتھا، حدیث:1041
474... بخاری، فضائل الصحابہ، باب مناقب الحسن والحسین، حدیث:3747
475... مجمع الزوائد، باب فیما اشترک فیہ الحسن والحسین، حدیث:15065

59۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا تو ایک آدمی نے کہا، اے لڑکے! کیا خوب سواری پر سوار ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سوار بھی تو بہت خوب ہے۔(476)

60۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن و حسین کو آقا و مولیٰ ﷺ کے مبارک کندھوں پر سوار دیکھا تو اُن سے کہا، آپ کی سواری کتنی اچھی ہے! نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، یہ بھی تو دیکھو کہ سوار کتنے اچھے ہیں۔(477)

61۔ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نماز عصر پڑھی پھر باہر نکلے اور ان کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا تو اسے اپنے کندھے پر اٹھالیا اور فرمایا، میرا باپ قربان! تم نبی کریم ﷺ سے مشابہت رکھتے ہو اور علی سے مشابہت نہیں رکھتے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنس رہے تھے۔(478)

62۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، حسن اور حسین دونوں جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔(479)

63۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا، حسن اور حسین دونوں دنیا میں سے میرے دو پھول ہیں۔(480)

64۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات میں کسی کام سے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آقا و مولیٰ ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ نے چادر میں کوئی چیز لی ہوئی تھی اور مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ وہ چیز کیا ہے۔ جب میں اپنے کام سے فارغ ہو گیا تو عرض گزار ہوا، میرے آقا! آپ

476...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی، حدیث:3784
477...مجمع الزوائد، باب فیما اشترک فیہ الحسن والحسین، حدیث:15081
478...بخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی، حدیث:3542
479...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی، حدیث:3793
480...بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب الحسن والحسین، حدیث:3753

نے کس چیز پر چادر لپیٹی ہوئی ہے؟ آپ نے چادر ہٹائی تو دیکھا کہ آپ کی دونوں رانوں پر حسن اور حسین موجود ہیں۔ فرمایا، یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں پس تو بھی اِن سے محبت رکھ اور اُن سے بھی محبت رکھ جو ان دونوں سے محبت رکھیں۔[481]

65۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اپنے اہل بیت سے آپ کو سب سے پیارا کون ہے؟ فرمایا، حسن اور حسین۔ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے، میرے دونوں بیٹوں کو میرے پاس بلاؤ۔ پھر آپ دونوں کو سونگھا کرتے اور انہیں اپنے ساتھ لپٹا لیا کرتے۔[482]

66۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ اس دوران حسن اور حسین آ گئے۔ ان کے اوپر سرخ قمیضیں تھیں اور وہ گرتے پڑتے چلے آرہے تھے تو رسول کریم ﷺ منبر سے اترے، دونوں کو اٹھایا اور سامنے بٹھالیا۔ پھر فرمایا، اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے، اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۔ ”بیشک تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں“۔[483] میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا کہ گرتے پڑتے آرہے ہیں تو میں صبر نہ کر سکا اور اپنی بات چھوڑ کر ان دونوں کو اٹھالیا۔[484]

67۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ حضرت حسن اور حضرت حسین کے لیے (خاص طور پر) کلماتِ تعوذ کے ساتھ دَم فرماتے۔ آپ نے یہ ارشاد فرمایا، تمہارے جدِامجد یعنی ابراہیم علیہ السلام بھی اپنے صاحبزادوں اسماعیل علیہ السلام و اسحاق علیہ السلام کے لیے اِن کلمات کے ساتھ دَم کرتے تھے۔

481...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی، حدیث:3769
482...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی، حدیث:3772
483...پ9، انفال:28
484...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی، حدیث:3774

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ۔ "میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ذریعے ہر شیطان اور بلا سے اور ہر نظرِ بد سے پناہ مانگتا ہوں"۔ (485)

68۔ حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرتا ہے۔ حسین میری اولاد میں سے ایک فرزند ہے۔ (486)

69۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے حسن اور حسین سے محبت کی، اس نے در حقیقت مجھ ہی سے محبت کی۔ اور جس نے حسن اور حسین سے بغض رکھا، اس نے در حقیقت مجھ ہی سے بغض رکھا۔ (487)

70۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، جس نے حسن اور حسین سے محبت کی، اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی، اُس سے اللہ تعالیٰ نے محبت کی اور جس سے اللہ نے محبت کی، اُس نے اسے جنت میں داخل کر دیا۔

اور جس نے حسن اور حسین سے بغض رکھا، اُس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ہو گیا اور جو اللہ کے نزدیک مبغوض ہوا، اللہ تعالیٰ نے اسے آگ میں داخل کر دیا۔ (488)

71۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، جس نے مجھ سے اور اِن دونوں سے محبت کی اور اِن کے والد اور اِن کی والدہ سے محبت کی، وہ قیامت میں میرے ساتھ ہو گا۔ (489)

485...بخاری، احادیث الانبیا، باب حدثنا موسیٰ بن اسماعیل، حدیث:3371
486...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی، حدیث:3775
487...ابن ماجہ، افتتاح الکتاب، باب فضل الحسن والحسین، حدیث:143
488...مستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، حدیث:4776
489...معجم الکبیر، حسن بن علی بن ابی طالب، حدیث:2654

72۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا، جو تم سے لڑے گا میں اُس سے لڑوں گا اور جو تم سے صلح کرے گا میں اس سے صلح کروں گا یعنی جو تمہارا دوست ہے وہ میرا بھی دوست ہے۔(490)

73۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم آقا و مولیٰ ﷺ کے ساتھ نماز عشاء ادا کر رہے تھے۔ جب آپ سجدے میں گئے تو حسن اور حسین آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے۔ جب آپ نے سجدے سے سر اٹھایا تو دونوں شہزادوں کو اپنے پیچھے سے نرمی کے ساتھ پکڑ کر نیچے بٹھا دیا۔ جب آپ دوبارہ سجدے میں گئے تو وہ پھر کمر مبارک پر سوار ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ نے نماز مکمل کر لی۔ پھر آپ نے دونوں کو اپنے مبارک زانوؤں پر بٹھالیا۔(491)

74۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے کہ اس دوران حضرت حسن اور حضرت حسین آپ کی کمر مبارک پر سوار ہو گئے۔ لوگوں نے ان کو منع کیا تو آقا کریم ﷺ نے فرمایا، اِن کو چھوڑ دو، اِن پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔(492)

75۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نماز کے سجدے میں ہوتے تو حسن یا حسین آکر آپ کی کمر مبارک پر سوار ہو جاتے اور اس وجہ سے آپ سجدوں کو طویل کر دیتے۔ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں عرض کی گئی، یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے سجدے طویل کر دیے ہیں؟ ارشاد فرمایا، مجھ پر میرا بیٹا سوار تھا اس لیے مجھے اچھا نہ لگا کہ میں سجدوں سے اٹھنے میں جلدی کروں۔(493)

76۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ

490... مستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، حدیث:4713

491... مسند ابی یعلی، مسند انس بن مالک، حدیث:3415

492... طبرانی، المعجم الکبیر، 32:3، رقم:2587

493... نسائی، کتاب التطبیق، باب ھل یجوز ان تکون۔۔۔ الخ، حدیث:1138

کے مبارک شانوں پر حضرت حسن اور حضرت حسین سوار تھے۔ آپ دونوں شہزادوں کو باری باری چومنے لگے۔[494]

77۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ کے سامنے حسنین کریمین کشتی لڑ رہے تھے اور آپ فرمارہے تھے، حسن! جلدی کرو۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہانے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! آپ صرف حسن ہی کو ایسے کیوں فرمارہے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، کیونکہ جبریل امین، حسین کو ایسا کہہ کر حوصلہ دلارہے ہیں۔[495]

78۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آقا و مولیٰ ﷺ کے ساتھ سفر پر نکلے۔ راستے میں آپ نے حسنین کریمین کے رونے کی آواز سنی تو آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور رونے کا سبب پوچھا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہانے بتایا کہ انہیں سخت پیاس لگی ہے۔ حضور ﷺ پانی کے لیے مشکیزے کی طرف بڑھے تو پانی ختم ہو چکا تھا۔ آپ نے لوگوں سے دریافت کیا مگر (گرمی کی وجہ سے زیادہ استعمال کے باعث) کسی کے پاس پانی موجود نہ تھا۔ آپ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، ایک صاحبزادہ مجھے دیدو۔ انہوں نے پردے کے نیچے سے ایک شہزادہ دے دیا۔ آپ نے اسے سینے سے لگا لیا لیکن وہ سخت پیاس کی وجہ سے مسلسل رورہا تھا۔ پس آپ ﷺ نے اُس کے منہ میں اپنی مبارک زبان ڈال دی۔ وہ اسے چوسنے لگا یہاں تک کہ سیراب ہو گیا۔ پھر میں نے اس کے دوبارہ رونے کی آواز نہ سنی جبکہ دوسرا ابھی تک رورہا تھا۔ حضور ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہاسے دوسرا صاحبزادہ لے کر اس کے منہ میں بھی اسی طرح اپنی مبارک زبان ڈال دی تو وہ بھی سیراب ہو کر خاموش ہو گیا۔[496]

79۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا، الٰہی! میں اِن دونوں (یعنی حسن و حسین) سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اِن سے محبت فرما۔[497]

494... مسند امام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرہ، حدیث:9671

495... کنز العمال، کتاب الخلافۃ مع الامارۃ، فی خلافۃ الخلفاء حدیث:14242

496... المعجم الکبیر، 3:50، رقم:2656

497... مشکوۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب اہل بیت، حدیث:6149

80۔ حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں، یارسول اللہ ﷺ! آج رات میں نے برا خواب دیکھا ہے۔ فرمایا، وہ کیا ہے؟ عرض کیا، آپ کے جسم انور کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھا گیا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ انشاء اللہ فاطمہ کے ہاں بیٹے کی ولادت ہو گی جو تمہاری گود میں ہو گا۔ پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور وہ میری گود میں تھے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تو رسول کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ میں عرض گزار ہوئی، یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا بات ہے؟ فرمایا، جبرئیل میرے پاس آئے تھے اور مجھے بتایا کہ عنقریب میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کرے گی۔ میں نے کہا، اِنہیں (یعنی حسین کو)؟ فرمایا، ہاں! اور وہ میرے پاس اس جگہ کی مٹی لائے جو سرخ ہے۔ (498)

81۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سرِ اقدس لاکر طشت میں رکھا گیا تو وہ اسے چھیڑنے لگا اور اُس نے آپ کے حسن وجمال پر نکتہ چینی کی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے کہا، "خدا کی قسم! یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والے ہیں"۔ امامِ عالی مقام نے وسمہ کا خضاب کیا ہوا تھا۔ (499)

82۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں ابن زیاد کے پاس تھا جب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا تو وہ ایک چھڑی ان کی ناک پر مارنے لگا اور طنزاً بولا، میں نے ایسا حسن والا نہیں دیکھا تو پھر انکا ذکر کیوں ہوتا ہے۔ میں نے کہا، تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔ (500)

498...دلائل النبوۃ للبیہقی، جماع ابواب اخبار النبی...الخ، باب ماروی فی اخبارہ

499...بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب الحسن والحسین، حدیث:3748

500...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی ابن ابی طالب، حدیث:3778

83۔ عبد الرحمٰن بن ابو نعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے احرام کے متعلق مسئلہ پوچھا۔ شعبہ نے کہا، میرے خیال میں مکھی مارنے کے متعلق پوچھا تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ عراق والے مجھ سے مکھی مارنے کے متعلق مسئلہ پوچھتے ہیں حالانکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو شہید کر دیا تھا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔ (501)

84۔ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ رو رہی تھیں۔ میں نے عرض کی، آپ کیوں روتی ہیں؟ فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ سرِ اقدس اور داڑھی مبارک گرد آلود ہے۔ میں عرض گزار ہوئی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو کیا ہوا؟ تو آپ نے فرمایا، میں ابھی حسین کی شہادت گاہ میں گیا تھا۔ (502)

85۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن دوپہر کے وقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ گیسوئے مبارک بکھرے ہوئے ہیں اور دست مبارک میں ایک شیشی ہے جس میں خون تھا۔ میں عرض گزار ہوا، میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ کیا ہے؟ فرمایا، یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے۔ میں دن بھر اسے جمع کرتا رہا ہوں۔ میں نے وہ وقت یاد رکھا تو معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ اسی وقت شہید کیے گئے تھے۔ (503)

مجددِ دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وہ حسن مجتبیٰ سیدُ الاسخیاء
راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام

501...بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب الحسن والحسین، حدیث:3753
502...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی ابن ابی طالب، حدیث:3771
503...مشکوۃ المصابیح، حدیث:6166

اوجِ مہرِ ہدیٰ موجِ بحرِ ندیٰ
روحِ روحِ سخاوت پہ لاکھوں سلام
شہد خوارِ لعابِ زبانِ نبی
چاشنی گیر عصمت پہ لاکھوں سلام
اُس شہیدِ بلا شاہِ گلگوں قبا
بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام

اہلبیتِ اطہار میں سے سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کے مناقب کے بعد چند متفرق فضائل کی احادیث پیشِ خدمت ہیں۔

دیگر اہلِ بیت کے فضائل:

86۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لختِ جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "بیشک اس کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے"۔ [504]

87۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ قحط سے دوچار ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا کرتے۔ وہ کہتے، اے اللہ! ہم تیرے نبی کے وسیلے سے بارش مانگا کرتے تھے اور اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں۔ پس ہم پر بارش برسا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر بارش ہو جاتی۔ [505]

88۔ حضرت عبد المطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں بھی وہاں موجود تھا۔ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں کس نے ناراض کیا؟ عرض گزار ہوئے، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قریش کا ہمارے ساتھ یہ کیا سلوک ہے کہ جب آپس میں ملیں تو خندہ پیشانی سے ملتے ہیں۔ اور جب ہم سے ملیں تو دوسری طرح۔ پس

504...بخاری، کتاب الجنائز، باب ما قیل فی اولاد المسلمین، حدیث:1382

505...بخاری، فضائل الصحابہ، باب ذکر العباس بن عبد المطلب، حدیث:3710

رسول اللہ ﷺ ناراض ہو گئے یہاں تک کہ پُر نور چہرہ سرخ ہو گیا پھر فرمایا،
قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! ایمان کسی آدمی کے دل میں داخل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی خاطر تم سے محبت نہ کرے۔

پھر فرمایا، اے لوگو! جس نے میرے چچا جان کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی کیونکہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی مثل ہوتا ہے۔(506)

89۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، عباس مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔(507)

90۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا، پیر کی صبح اپنے بیٹوں سمیت میرے پاس آنا تاکہ میں تمہارے لیے ایسی دعا مانگوں جو تمہیں نفع دے۔ چنانچہ جب ہم حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ہم پر ایک چادر اوڑھا کر دعا مانگی، الٰہی! عباس اور اس کی اولاد کی ظاہری و باطنی مغفرت فرما، تاکہ کوئی گناہ باقی نہ رہے اور انہیں ان کی اولاد میں معزز فرما۔(508)

91۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنے مبارک سینے سے لگا کر کہا، اے اللہ! اسے حکمت سکھا دے۔(509) دوسری روایت میں ہے کہ اسے کتاب سکھا دے۔(510)

92۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بیت الخلاء میں داخل ہوئے تو میں نے آپ کے لیے پانی رکھ دیا۔ جب باہر نکلے تو فرمایا، یہ کس نے رکھا ہے؟ آپ کو بتایا گیا تو آپ نے میرے لیے دعا فرمائی، اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا فرما۔(511)

506...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابوالفضل عم النبی۔۔۔ الخ، حدیث:3758
507...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابوالفضل عم النبی۔۔۔ الخ، حدیث:3759
508...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابوالفضل عم النبی۔۔۔ الخ، حدیث:3762
509...بخاری، فضائل الصحابہ، باب ذکر ابن عباس، حدیث:3756
510...بخاری، فضائل الصحابہ، باب ذکر ابن عباس، حدیث:3756
511...بخاری، کتاب الوضوء، باب وضع الماء عند الخلاء، حدیث:143

93۔ غیب جاننے والے آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ نے ساتویں آسمان پر لکھا ہوا ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ اسدُ اللہ اور اسدُ الرسول ہیں۔[512]

94۔ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشادِ گرامی ہے، میرے تمام چچاؤں میں سب سے بہتر حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

95۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ[513] (یعنی ان میں سے کوئی شہید ہو چکا ہے) سے مراد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔[514]

96۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کبھی ایسے آنسو بہاتے نہ دیکھا جیسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر آپ کے آنسو بہے۔ آپ ان کے جنازے پر اس قدر روئے کہ آپ کو غش آ گیا۔ آپ نے فرمایا، اے حمزہ! اے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چچا! اے اللہ کے شیر اور اس کے رسول کے شیر! اے نیکیاں کرنے والے! اے سختیاں جھیلنے والے! اے حمزہ! اے رسول اللہ ﷺ کے روئے انور کو کھلانے والے"۔[515]

97۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو مسکین لوگوں سے محبت تھی، آپ ان کے پاس بیٹھتے اور ان سے گھل مل کر باتیں کیا کرتے اسی وجہ سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کی کنیت ابو المساکین رکھی ہوئی تھی۔[516]

98۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا، میں نے جعفر کو دیکھا کہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑ رہے ہیں۔[517]

512... معجم الکبیر، واخی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، حدیث:2952

513... پ21، احزاب:23

514... تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، احزاب، تحت الآیۃ:23

515... مستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، باب ھذہ احادیث ترکھا فی الاملاء، حدیث:4900

516... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب جعفر بن ابی طالب، حدیث:3763

517... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب جعفر بن ابی طالب، حدیث:3765

99۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا، تم صورت و سیرت میں میرے مشابہ ہو۔(518)

100۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب عبد اللہ ابنِ جعفر رضی اللہ عنہ کو سلام کرتے تو فرماتے، "اے دو پروں یا دو بازوؤں والے کے بیٹے! تم پر سلام ہو"۔(519)

101۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر سے واپس آتے تو ہم آپ سے ملاقات کرتے۔ ایک بار سفر سے واپسی پر میں اور حسن یا حسین آپ سے ملے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں سے ایک کو سواری پر آگے بٹھایا اور دوسرے کو پیچھے یہاں تک کہ ہم مدینہ میں داخل ہوئے۔(520)

102۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غیب بتانے والے آقا و مولیٰ نے فرمایا، ہر نبی کو سات نجیب و رفیق یا رقیب دیے گئے جبکہ مجھے چودہ عطا ہوئے۔ پوچھا گیا، وہ کون ہیں؟ فرمایا، میں، میرے دونوں بیٹے حسن اور حسین، جعفر، حمزہ، ابو بکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، مقداد، حذیفہ اور عبد اللہ بن مسعود۔(521)

103۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑا اور فرمایا، اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت رکھ۔(522)

104۔ دوسری روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پکڑ کر اپنی ایک ران پر بٹھالیتے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو دوسری رانِ مبارک پر۔ پھر یہ کہتے، اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرما کیونکہ

518...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب جعفر بن ابی طالب، حدیث:3766
519...بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب جعفر بن عبد المطلب، حدیث:3709
520... مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضائل عبد اللہ بن جعفر، حدیث:2428
521...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی، حدیث:3785
522...بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب حدثنا الحسن بن محمد، حدیث:3735

میں بھی ان پر مہربانی کرتا ہوں۔[523]

105۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اس کا سپہ سالار مقرر فرمایا بعض لوگوں نے ان کو امیر بنانے پر نکتہ چینی کی چنانچہ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا،

تم اس کی امارت ہی کو ناپسند نہیں کرتے بلکہ تم تو اس کے باپ کی امارت میں بھی اس سے پہلے نکتہ چینی کر چکے ہو۔ حالانکہ خدا کی قسم! وہ امارت کے لائق تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جو مجھے بہت پیارے تھے اور یہ اُن بعد والوں میں سے ہے جو مجھے سب سے زیادہ پیارے ہیں۔[524]

106۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کر کے قریش کو پریشانی میں مبتلا کر دیا اور وہ کہنے لگے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے سوا نبی کریم ﷺ سے اُس کی سفارش کی جرأت کون کر سکتا ہے کیونکہ رسول کریم ﷺ کو ان سے محبت ہے۔[525]

107۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ مسجد نبوی کے گوشے میں کپڑے پھیلا رہا ہے۔ تو آپ نے فرمایا، دیکھو یہ کون ہے؟ کسی نے کہا، اے ابو عبد الرحمن! کیا آپ اسے نہیں پہچانتے؟ یہ تو محمد بن اسامہ رضی اللہ عنہ ہے۔ یہ سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا سر جھکا لیا اور دونوں ہاتھوں سے زمین کریدنے لگے پھر فرمایا، اگر رسول کریم ﷺ اسے دیکھتے تو ضرور اس سے محبت کرتے۔[526]

108۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لیے تین ہزار پانچ سو اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے لیے تین ہزار وظیفہ مقرر فرمایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد کی خدمت میں عرض گزار ہوئے کہ آپ نے اسامہ کو کس وجہ سے ترجیح دی جبکہ خدا کی قسم! وہ کسی موقع پر مجھ سے سبقت نہیں لے جا سکے؟ فرمایا،

523...بخاری، کتاب الادب، باب وضع الصبی علی الفخذ، حدیث: 6003

524...بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب زید بن حارثہ، حدیث: 3730

525...بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدثنا ابو الیمان، حدیث: 3475

526...بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب حدثنا الحسن بن محمد، حدیث: 3737

چونکہ حضرت زید رضی اللہ عنہ رسولُ اللہ کو تمہارے والد سے زیادہ پیارے تھے اور خود اسامہ تمہاری نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھے پس میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنی محبت پر ترجیح دی ہے۔[527]

109۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ کی ناک صاف کرنے لگے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عرض گزار ہوئیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ چھوڑیں، میں صاف کردیتی ہوں۔ ارشاد فرمایا، اے عائشہ! اس سے محبت رکھو کیونکہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں۔[528]

110۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے تو ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کثرت سے آنے جانے اور آپ کے ساتھ رہنے کی وجہ سے یہ سمجھتے رہے کہ یہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت ہیں۔[529]

اہلبیتِ اطہار میں سے سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم اور بعض دیگر اہلبیت کرام کے فضائل و مناقب میں 151 احادیث پیش کرنے کے بعد اب ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا ذکر کرتے ہیں۔

527...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب زید بن حارثہ، حدیث:3813

528...ترمذی، کتاب المناقب، باب اسامہ بن زید، حدیث:3818

529...مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل عبداللہ بن مسعود۔۔۔الخ، حدیث:2460

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن

رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دنیا سے جو چیزیں محبوب وپسندیدہ تھیں انہی میں سے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میں اہلِ جنت کے سوا کسی سے نکاح نہ کروں تو اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول فرما لیا۔[530]

حضور ﷺ اپنی ازواج مطہرات سے خود بھی حسنِ سلوک فرماتے تھے اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جانا آپ کو محبوب تھا۔ سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے آقا و مولیٰ ﷺ کو اپنی ازواجِ مطہرات سے فرماتے ہوئے سنا، میرے بعد تم پر دل کھول کر خرچ کرنے والا سچا نیکوکار ہو گا۔[531]

اب ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی شان میں چند آیات ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ۔[532]

”اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو“۔

اللہ تعالیٰ بے مثل ہے، اُس کا قرآن بے مثل ہے، اُس کا رسول ﷺ بے مثل ہے اور اُس کے رسول ﷺ کی ازواج بھی بے مثل ہیں۔ اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ازواجِ مطہرات عام عورتوں کی طرح نہیں ہیں بلکہ اُن سے افضل اور بے مثل ہیں۔

صدرُ الافاضل رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ”تمہارا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اور تمہارا اَجر سب سے بڑھ کر ہے، جہان کی عورتوں میں کوئی تمہاری ہمسر نہیں“۔[533]

530... معجم الاوسط، من اسمہ محمد، حدیث:5762

531... مسند امام احمد بن حنبل، حدیث ام سلمہ زوج النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، حدیث:26559

532... پ22، احزاب:32

533... تفسیر خزائن العرفان، احزاب، تحت الآیۃ:32

2۔اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّہٰتُہُمْ۔[534]

”یہ نبی مسلمانوں کا اُن کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اِس کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں“۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ کریمہ میں رسول کریم ﷺ کے مالک و مختار ہونے کی صفت بیان فرما کر آپ کی ازواجِ مطہرات کو تمام ایمان والوں کی مائیں قرار دیا ہے، اسی لیے ازواجِ مطہرات کو امہاتُ المؤمنین یعنی ”مومنوں کی مائیں“ کہا جاتا ہے۔ جس طرح ماں کا درجہ تمام عورتوں سے زیادہ ہوتا ہے، اسی طرح ازواجِ مطہرات تمام عورتوں سے اعلیٰ وافضل ہیں اور اُن کی تعظیم و تکریم سب مومنوں پر لازم ہے۔

3۔وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۔[535]

”اور اگر تم اللہ اور اُس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو، تو بیشک اللہ نے تمہاری نیکی والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے“۔

اس آیت میں آقا و مولیٰ ﷺ کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی برکت سے ازواجِ مطہرات کو اجر عظیم کی بشارت دی گئی ہے۔ چونکہ تمام ازواجِ مطہرات نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر دنیا اور اس کی لذتوں اور آسائشوں کو ٹھکرا دیا اور اللہ و رسول ﷺ کی محبت کو تمام دنیا پر ترجیح دی اس لیے وہ اس بشارت کی مستحق ہو گئیں جو اس آیت میں مذکور ہے۔ پس ثابت ہوا کہ تمام ازواجِ مطہرات جنتی ہیں۔

4۔وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا۔[536]

534...پ21،احزاب:6

535...پ21،احزاب:29

536...پ22،احزاب:32

"اور جو تم میں فرمانبر دار رہے اللہ اور رسول کی اور اچھا کام کرے، ہم اسے اوروں سے دونا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے"۔

رسول کریم ﷺ کی اطاعت و فرمانبر داری کرنے پر رب تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات کے لیے اجرِ عظیم کو دوگنا کرنے کی خوشخبری دی اور عزت والا رزق دینے کا اعلان بھی فرمادیا۔ ازواجِ مطہرات کے لیے دُگنے اجر کی وجہ یہ ہے کہ اُن کے عمل کی دو جہتیں ہیں۔ اول: اللہ اور رسول کی اطاعت، دوم: رسول کریم ﷺ کی رضا جوئی۔ (537)

5۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا

"اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے"۔ (538)

سورۃ الاحزاب کی اس سے سابقہ آیات میں رب کریم عزوجل نے ازواجِ مطہرات کی فضیلت و عظمت بیان فرما کر انہیں پرہیز گاری کی تلقین فرمائی اور اس آیت میں ان کی پاکیزگی کو بیان فرمایا۔ گویا جن مقدس خواتین کے سروں پر زوجیتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا مبارک تاج سجاناتھا، رب تعالیٰ نے انہیں طہارت و پاکیزگی کا پیکر بنا کر کاشانۂ نبوت کی زینت بنا دیا۔ اس آیت کے حوالے سے تفصیلی گفتگو پہلے ہو چکی ہے۔

6۔ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ۔ (539)

"اور تمہیں (حق) نہیں پہنچتا کہ رسولُ اللہ کو ایذا دو، اور نہ یہ کہ ان کے بعد ان کی بیبیوں سے نکاح کرو"۔

اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات کو مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے اس لیے آقا و مولیٰ ﷺ کے ظاہری

537... تفسیر خزائن العرفان، احزاب، تحت الآیۃ:32

538... پ22، احزاب:33

539... پ22، احزاب:53

وصال کے بعد کوئی ان سے نکاح نہیں کر سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ کو روضۂ اقدس میں حقیقی جسمانی حیات حاصل ہے اس لیے بھی آپ کی ازواج دوسرا نکاح نہیں کر سکتیں۔ حیاتِ انبیاء کرام کے عقیدے پر تفصیلی دلائل فقیر کی کتاب "مزاراتِ اولیاء اور توسل" میں ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن و حدیث کے مضامین کی امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ نے کیا خوب ترجمانی فرمائی ہے:

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اُسی آن کے بعد اُن کی حیات
مثلِ سابق وہی جسمانی ہے
اُس کی ازواج کو جائز ہے نکاح
اُس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ اُن کا
جسمِ پُرنور بھی روحانی ہے

7۔ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِیْٓ اِلَیْکَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکَ ؕ ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ وَلَا یَحْزَنَّ وَیَرْضَیْنَ بِمَآ اٰتَیْتَهُنَّ کُلُّهُنَّ ؕ[540]

"(آپ کو اختیار ہے کہ) پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو۔ اور جسے تم نے کنارے (یعنی دور) کر دیا تھا اُسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں۔ یہ امر اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کریں، اور تم انہیں جو کچھ عطا فرماؤ اس پر وہ سب کی سب راضی رہیں"۔

رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنی بیویوں کے ساتھ عدل و مساوات کا حکم دیا ہے لیکن اس آیت کریمہ کے ذریعے اپنے محبوب رسول ﷺ کو اس حکم سے مستثنیٰ فرما دیا۔ اس کے باوجود آقا و مولیٰ ﷺ

540...پ22، احزاب:51

اپنی ازواجِ مطہرات سے عدل و مساوات کا سلوک فرماتے رہے۔ یہ اختیار عطا فرمانے کا سبب یہ بتایا گیا ہے کہ ازواجِ مطہرات آقا و مولیٰ ﷺ سے راضی رہیں اور یہ سمجھ لیں کہ جب حضور پر کوئی پابندی نہیں رہی تو اب آقا کریم جسے چاہیں جتنا وقت عنایت فرمائیں، انہیں کسی قسم کے اعتراض کا حق نہیں رہا۔

اُن کے لیے یہی غنیمت اور رب تعالیٰ کی نعمت ہے کہ انہیں محبوبِ کبریا ﷺ کی زوجیت میں ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ''اَنۡ تَقَرَّ اَعۡیُنُهُنَّ'' کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ رب تعالیٰ کو ازواجِ مطہرات کی خوشی ملحوظ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اُن عورتوں پر غیرت کھاتی تھی جنہوں نے اپنی جان آقا و مولیٰ ﷺ کے لیے ہبہ کر دی تھی۔ میں نے عرض کی، کیا عورت اپنی جان ہبہ کر سکتی ہے؟ اس پر مذکورہ آیت نازل ہوئی تو میں نے بارگاہِ نبوی میں عرض کی، میرے آقا! میں دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی خواہش کو پورا کرنے میں جلدی فرماتا ہے۔[541]

8۔ لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدُ وَلَاۤ اَنۡ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجٍ ۔[542]

''ان کے بعد اور عورتیں تمہیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ ان کے عوض اور بیبیاں بدلو اگرچہ تمہیں ان کا حسن بھائے مگر کنیز تمہارے ہاتھ کا مال، اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے''۔

سورۃ الاحزاب کی آیت ۲۸ اور ۲۹ میں مذکور ہوا کہ ازواجِ مطہرات کو یہ اجازت دی گئی تھی کہ وہ چاہیں تو فقر و فاقہ اور تنگی کے ساتھ کاشانۂ نبوت میں رہیں اور چاہیں تو الگ ہو جائیں، تو سب ازواجِ مطہرات نے دنیاوی آسائشوں کو ٹھکرا کر سرکارِ دوعالم کا قرب پسند کیا۔ ان کے اس ایثار کو پسند فرما کر رب کریم نے اپنے محبوب رسول ﷺ سے فرمایا کہ اب کسی اور کو شرفِ زوجیت نہ بخشیں اور نہ ہی اِن میں سے کسی کو طلاق دیں۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے یہ ممانعت ختم کرتے ہوئے اس آیت کے حکم کو

541...بخاری، کتاب التفسیر، باب باب قولہ (ترجیٔ من تشاء...الخ، حدیث:4788

542...پ22، احزاب:52

منسوخ فرمادیا اور نکاح کی اجازت دے دی۔ لیکن پھر بھی سرکارِ دوعالم ﷺ نے کوئی نکاح نہیں کیا تاکہ ازواجِ مطہرات پر آپ کا یہ احسان رہے۔(543)

9۔ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا(544)

”اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت، بیشک اللہ ہر باریکی جانتا خبر دار ہے“۔

اس آیت مقدسہ میں رب تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات پر ایک خاص نعمت کا ذکر فرمایا ہے۔ امام ابن جریر فرماتے ہیں،

اے نبی کی بیویو! رب تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد رکھو کہ اس نے تمہیں ایسے گھروں میں آباد کیا جہاں اللہ تعالیٰ کی آیتیں اور حکمت پڑھی جاتی ہے اور اس انعام پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں اپنے لطف و کرم سے نوازا۔ نیز رب تعالیٰ تمہارے متعلق پوری طرح باخبر ہے کیونکہ اس نے اپنے محبوب رسول ﷺ کی زوجیت کا شرف تمہیں عطا کیا ہے۔ حکمت سے مراد سنت ہے۔(545)

اس آیت کریمہ میں رب تعالیٰ نے امہات المؤمنین سلام اللہ علیہن کو قرآن و سنت کے علوم یاد کرنے کی تلقین بھی فرمائی کیونکہ یہ خلوت گاہِ نبوت کی رازدار تھیں۔ حضور کے گھر کے احوال واطوار کو ان سے بہتر کون بیان کر سکتا تھا۔ ازواجِ مطہرات نے اس حکم پر ایسا عمل کیا کہ وہ لوگوں کی بہترین راہنما اور معلمات بن گئیں اور بعض نے تو علومِ قرآن، روایتِ حدیث اور فقہ میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

خصوصاً اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے تلامذۂ حدیث کی تعداد دو سو بیان ہوئی ہے جبکہ بکثرت صحابہ کرام آپ سے دینی مسائل میں استفادہ کرتے تھے۔ صاحبِ فتاویٰ صحابیات میں

543... تفسیر ابن کثیر، احزاب، تحت الآیۃ:52

544... پ22، احزاب:34

545... تفسیر طبری، احزاب، تحت الآیۃ:34

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ امہاتُ المؤمنین میں سے حضرت اُمِ سلمہ، حضرت اُمِ حبیبہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے نام بھی مشہور ہیں۔

10۔ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ۔ (546)

"اور جب فرشتوں نے کہا، اے مریم! بیشک اللہ نے تجھے چُن لیا اور خوب ستھرا کیا اور آج سارے جہاں کی عورتوں سے تجھے پسند کیا"۔

اس آیت مبارکہ میں حضرت مریم علیہا السلام کی فضیلت اور ان کا اُس وقت میں سارے جہان کی عورتوں سے افضل ہونا بیان ہوا ہے۔ اس کا سبب کثرتِ عبادت اور عفت و پاکیزگی کے علاوہ ایک نبی سے نسبت کا ہونا ہے یعنی آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں۔ اسی طرح ازواجِ مطہرات کو دیگر جہان کی عورتوں پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول ﷺ سے زوجیت کی نسبت رکھتی ہیں۔

اب امہاتُ المؤمنین سلام اللہ علیہن کے مختصر احوال پیش کیے جارہے ہیں۔

1۔ اُم المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا:

رسول کریم ﷺ نے سب سے پہلا نکاح پچیس سال کی عمر مبارک میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جبکہ ان کی عمر چالیس سال تھی اور وہ قریش کی ایک بیوہ خاتون تھیں۔ قریش کے بڑے بڑے سرداروں نے انہیں نکاح کے پیغام بھیجے لیکن انہوں نے سب ٹھکرا دیے اور نبی کریم ﷺ کے لیے انہوں نے خود نکاح کی خواہش ظاہر کی۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ پہلی عورت ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق فرمائی۔ آپ نے اپنا تمام مال حضور کی رضا کے لیے خرچ کیا۔ آقا و مولیٰ ﷺ کی تمام اولاد آپ ہی سے پیدا ہوئی

546...پ3، ال عمران:42

سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے جو سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے خدیجہ کی محبت عطا کی گئی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے اس قدر محبت تھی کہ آپ کی حیات مبارکہ میں حضور نے دوسری شادی نہیں فرمائی۔ آپ کا وصال بعثت کے دسویں سال ماہ رمضان میں ہوا۔ آپ کی فضیلت میں یہ بات ہی کافی ہے کہ آپ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! برتن میں سالن اور کھانا لیکر خدیجہ آرہی ہیں۔ جب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں تو انہیں اُن کے رب کا اور میرا سلام کہیے گا اور اُنہیں جنت میں موتی کے محل کی بشارت دیجیے گا جس میں کوئی شور یا تکلیف نہیں ہے۔(547)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ پر اتنا رشک نہیں آتا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر، حالانکہ میں نے اُنہیں دیکھا نہیں ہے لیکن آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ان کا ذکر فرماتے رہتے ہیں۔(548)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، اپنے زمانے کی عورتوں میں بہترین مریم بنت عمران علیہا السلام تھیں اور اپنے زمانے کی عورتوں میں بہترین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں۔(549)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمام جہان کی عورتوں میں سے مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور فرعون کی بیوی آسیہ کی فضیلت جاننا کافی ہے۔ رضی اللہ عنہن اجمعین(550)

547...بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ، حدیث:3820
548...بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ، حدیث:3816
549...ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل خدیجۃ رضی اللہ عنہا، حدیث:3904
550...ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل خدیجۃ رضی اللہ عنہا، حدیث:3878

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احمدِ مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اہلِ جنت کی تمام عورتوں میں سے افضل ترین چار ہیں۔ خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، فرعون کی بیوی آسیہ اور مریم بنت عمران۔ رضی اللہ عنہن اجمعین (551)

2۔ اُم المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا:

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا قبیلہ قریش کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ بعثتِ نبوی کے اوائل میں اسلام لائیں اور اپنے شوہر کے ہمراہ حبشہ ہجرت کی۔ آپ جب حبشہ سے واپس مکہ مکرمہ آئیں تو خواب دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے ہیں اور قدمِ اقدس ان کی گردن پر رکھا ہے۔ آپ نے یہ خواب اپنے شوہر سے بیان کیا تو انہوں نے کہا، اگر تم سچ کہتی ہو تو پھر تعبیر یہ ہے کہ میرا انتقال جلد ہو گا اور میرے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں چاہیں گے۔ چنانچہ اسی طرح ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد آپ سے نکاح فرمایا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "میں نے کسی عورت کو حسد سے خالی نہیں دیکھا سوائے حضرت سودہ کے"۔ سخاوت وایثار میں بھی آپ نمایاں مقام رکھتی تھیں۔ جب آپ پر بڑھاپے نے غلبہ کیا تو آپ نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ سے کسی چیز کی خواہش نہیں ہے۔ میری تمنا صرف یہ ہے کہ کل قیامت میں میرا حشر آپ کی ازواجِ مطہرات میں ہو، اس لیے میں اپنی باری کا دن عائشہ کو سونپتی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی خواہش منظور فرمالی۔ آپ سے پانچ احادیث مروی ہیں۔

3۔ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

آپ کا نام عائشہ اور لقب حمیرا اور صدیقہ ہیں۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ بچپن ہی سے ذہین اور دلیر تھیں۔ آپ غزوہ اُحد میں مشک اٹھا کر زخمیوں کو پانی پلاتیں۔ غزوۂ خندق میں خیمہ سے باہر نکل کر جنگ کا نقشہ دیکھا کرتیں۔

551... مسند امام احمد بن حنبل، مسند بنی ہاشم، حدیث: 2720

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، جب نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا تو وہ چھ سال کی تھیں اور ان کی رخصتی ہوئی تو وہ نو سال کی تھیں۔(552)

اس پر بعض مستشرقین نے نو سالہ لڑکی کو بیوی بنانے کے حوالے سے اعتراض کیا جس کے جواب میں بعض علماء نے تحقیق کے بعد مذکورہ روایت کو بعض دیگر روایات کے متعارض قرار دیا۔ ان علماء کی تحقیق کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

یوسف بن ماہک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، جب یہ آیت (سورۃ القمر کی آیت ۴۶) حضور ﷺ پر مکہ میں نازل ہوئی تو ان دنوں مَیں ایک نو عمر لڑکی تھی اور کھیلا کرتی تھی۔(553)

مفسرین کرام کے مطابق یہ سورت سال ۵ نبوی میں نازل ہوئی۔ اسی سال سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ جبیر بن مطعم کے گھر تشریف لے گئے جن سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پہلے منگنی ہو چکی تھی، تاکہ ان کے گھر والوں کو ان سے نکاح پر راضی کیا جائے۔ وہ راضی نہ ہوئے اس پر یہ منگنی ختم ہو گئی۔(554)

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اس وقت آٹھ نو سال تو ہو گی اسی لیے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کی شادی کرنے پر آمادہ تھے۔ بخاری کی مذکورہ حدیث سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی عمر آٹھ نو سال ہو گی، انی لجاریۃ (میں نو عمر لڑکی تھی) کے الفاظ سے یہی اندازہ ہوتا ہے۔ بخاری ہی کی ایک روایت اور ملاحظہ کیجیے۔

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، "جب میں نے ہوش سنبھالا تو اپنے والدین کو دین کی آغوش میں دیکھا۔ کوئی دن ایسا نہ گزرتا جب حضور ﷺ ہمارے گھر صبح و شام تشریف نہ لاتے ہوں۔ جب مسلمان آزمائشوں میں مبتلا ہوئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ حبشہ ہجرت کے ارادے

552...بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی عائشہ، حدیث:3896

553...بخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ (بل الساعۃ موعدھم۔۔۔الخ، حدیث:4876

554...طبقات ابن سعد، کتاب ذکر ازواج رسول اللہ، باب عائشہ بنت ابی بکر

سے نکلے“۔

بچے کس عمر میں ہوش سنبھالتے ہیں؟ کم از کم چار پانچ سال عمر تو لازمی ہے۔ نبوت کے پانچویں سال ہجرتِ حبشہ نیز نبوت کے تیرھویں سال مدینہ ہجرت کا واقعہ ہوا۔ گویا ہجرت حبشہ سے بھی کئی سال پہلے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا چار پانچ سال کی تھیں تو لامحالہ ہجرتِ حبشہ کے وقت سال ۵ نبوی میں آپ کی عمر آٹھ نو سال ہی ہو گی جیسا کہ پہلے مذکور ہوا اور ہجرتِ مدینہ کے وقت سولہ سترہ سال ہو گی۔

سیرت ابن ہشام میں السابقون الاولون کے عنوان سے پہلے اسلام لانے والوں کی جو فہرست تحریر ہے اس میں بیسویں نمبر پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اسم گرامی موجود ہے۔ یعنی نبوت کے پہلے سال آپ اسلام لائیں اس وقت کم از کم آپ کی عمر چار پانچ سال تو ضرور ہو گی کہ اسلام لانے کے لیے باہوش ہونا ضروری ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نو سال میں رخصتی والی جس روایت کی بناء پر مستشرقین اور اسلام دشمن آقا و مولیٰ ﷺ پر اعتراض کرتے ہیں، وہ روایت مذکورہ روایات کے متعارض اور درایت کے بھی خلاف ہے کہ نو سال کی بچیوں کی رخصتی نہیں کی جاتی۔ ان دلائل کی بناء پر ایک خیال یہ ہے کہ ۲ھ میں رخصتی کے وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر کم و بیش سترہ اٹھارہ سال ہو گی۔

بہر حال سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر سے قطع نظر یہ ضرور ثابت ہے کہ نکاح سے قبل حضور ﷺ کو آپ خواب میں دکھادی گئی تھیں اور یہ بتادیا گیا تھا کہ یہ آپ کی زوجہ ہونگی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، تم مسلسل تین راتیں مجھے خواب میں دکھائی گئیں۔ ایک فرشتہ ریشمی کپڑے پر تمہاری تصویر لے کر آیا اور کہا، یہ آپ کی زوجہ ہیں، ان کا چہرہ دیکھیے۔ میں نے وہ کپڑا کھولا تو وہ تم تھیں۔ [555]

رسول کریم ﷺ کی رضاجوئی کے لیے لوگ اس دن تحفے بھیجتے تھے جس دن آپ کی باری ہوتی تھی۔ ازواج مطہرات نے عرض کی، حضور ﷺ لوگوں کو حکم دیں کہ وہ ہدیے پیش کیا کریں خواہ

555...مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب ازواج النبی ﷺ، حدیث:6188

حضور کسی زوجہ کے گھر ہوں۔ آپ نے فرمایا، مجھے عائشہ کے بارے میں ایذا نہ دو۔ بلاشبہ مجھے کسی زوجہ کے بستر میں وحی نہیں آتی سوائے عائشہ کے۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، اے بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں کرتیں جس سے میں محبت کرتا ہوں؟ سیدہ نے کہا، ہاں کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا، پھر تم عائشہ سے محبت رکھو۔[556]

رسول کریم ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ، عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔[557]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ مرضُ الوصال میں پوچھا کرتے کہ کل میں کہاں ہوں گا؟ کل میں کہاں ہوں گا؟ یعنی مراد یہ تھی کہ حضرت عائشہ کی باری کب آئے گی۔ اس پر ازواجِ مطہرات نے آپ کو اجازت دے دی کہ آپ جہاں چاہیں جلوہ افروز رہیں۔ چنانچہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ اقدس میں رہے یہاں تک کہ ان کے پاس ہی وصال فرمایا۔[558]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا تو حضور ﷺ نے اسے تلاش کرنے کے لیے بعض صحابہ کو بھیجا۔ پھر نماز کا وقت آگیا تو پانی نہ ملنے کی وجہ سے انہوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی۔ جب بارگاہِ نبوی میں یہ معاملہ عرض کیا تو رب تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی۔ اس پر حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، آپ پر جب بھی کوئی مصیبت نازل ہوئی تو رب تعالیٰ نے آپ کو اس سے نجات دی اور مسلمانوں کے لیے اس میں برکت رکھ دی۔[559]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! یہ جبرئیل ہیں جو تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا، وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر کہا، میرے آقا! آپ وہ کچھ

556...بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب فضل عائشۃ، حدیث:3775

557...بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب فضل عائشۃ، حدیث:3770

558...بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاتہ، حدیث:4442

559...بخاری، کتاب التیمم، باب التیمم، حدیث:334

دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔[560]

آپ کا ارشاد ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی سات صفات عطا کی ہیں جو کسی اور کو نہیں ملیں:

(۱)فرشتہ میری تصویر لے کر نازل ہوا۔

(۲)حضور نے مجھ سے سات سال کی عمر میں نکاح کیا، نو سال کی عمر میں میری رخصتی ہوئی اور آپ کے نکاح میں صرف میں کنواری تھی۔

(۳)میرے بستر میں حضور پر وحی نازل ہوتی تھی۔

(۴)میں سب سے زیادہ حضور کو محبوب تھی اور میں اس کی بیٹی ہوں جو حضور کو سب سے زیادہ محبوب تھا۔

(۵)میری وجہ سے قرآن میں ان امور میں آیات نازل ہوئیں جن میں امت ہلاک ہو رہی تھی (مثلاً تیمم اور حد قذف کے مسائل)۔

(۶)میرے سوا کسی زوجہ مطہرہ نے جبریل کو نہ دیکھا۔

(۷)میرے حجرے میں حضور کا وصال ہوا، اس وقت میرے اور فرشتے کے سوا کوئی آپ کے قریب نہ تھا۔[561]

آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ کی برأت اور طہارت میں قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں۔ آپ سے دو ہزار دو سو حدیثیں مروی ہیں۔ ۵۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

4۔ اُمُ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا:

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو انہیں ایام میں آپ بھی اسلام لائیں۔ پہلے حضرت خنیس رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں جو اصحابِ بدر میں سے تھے۔

560...بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضل عائشہ، حدیث:3768

561... معجم الکبیر، ذکر ازواج رسول اللہ، حدیث:77

ان کے انتقال کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کو ان سے نکاح کے لیے کہا، انہوں نے کہا، میں ابھی نکاح نہیں کرنا چاہتا۔ پھر آپ نے حضرت ابو بکرؓ کو نکاح کی پیشکش کی تو وہ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سب حالات عرض کیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، حفصہ کی شادی اس سے ہو گی جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمان کی شادی اس سے ہو گی جو حفصہ سے بہتر ہے۔ چنانچہ چند دن بعد سیدہ حفصہ کو نبی کریم ﷺ نے نکاح کے لیے قبول فرمالیا اور اپنی صاحبزادی سیدہ اُمِ کلثوم کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دیا۔

اس کے بعد سیدنا ابو بکرؓ سیدنا عمرؓ سے ملے اور فرمایا، تم نے مجھ سے حفصہ کے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو میں اس لیے خاموش رہا کہ میں جانتا تھا، حضور ﷺ نے حفصہ سے نکاح کے متعلق فرمایا ہے اور میں ان کی بات قبل از وقت نہیں بتانا چاہتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام نے بارگاہِ نبوی میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے متعلق عرض کی، وہ راتوں کو بہت عبادت کرنے والی اور روزے رکھنے والی ہیں اور جنت میں بھی آپ کی زوجہ ہیں۔

علم و فضل کے اعتبار سے بھی آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ آپ سے ساٹھ حدیثیں مروی ہیں۔ کثیر صحابیہ اور تابعی خواتین آپ کے حلقۂ تلامذہ میں داخل ہیں۔ سیدنا ابو بکرؓ نے قرآن کریم کا جو نسخہ تیار کرایا تھا وہ سیدنا عمرؓ کی شہادت کے بعد آپ ہی کی تحویل میں رہا۔ ۴۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

5۔ اُمُ المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا:

سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا قبیلہ بنو عامر سے تعلق رکھتی تھیں۔ نہایت عبادت گزار اور سخی دل خاتون تھیں۔ زمانۂ جاہلیت میں مساکین پر بیحد شفقت کرنے اور انہیں کھانا کھلانے کے باعث لوگ آپ کو اُمُ المساکین کہتے تھے۔ آپ کا پہلا نکاح حضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی حضرت عبد اللہ بن جحشؓ سے ہوا جو غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے تھے۔ مشہور ہے کہ انہوں نے جنگ سے پہلے یہ دعا مانگی:

”اے خالق و مالک! مجھے ایسا مد مقابل عطا کر جو نہایت بہادر اور غضبناک ہو، میں تیری راہ میں لڑتا

ہوا مارا جاؤں اور وہ میرے ہونٹ، ناک اور کان کاٹ ڈالے پھر جب میں تیرے پاس آؤں اور تو پوچھے، اے عبداللہ! تیرے ہونٹ، ناک، کان کیوں کاٹے گئے تو میں عرض کروں، اے اللہ تیرے اور تیرے رسول کے لیے"۔

ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور انہیں غیب سے شہادت کی بشارت ہوئی۔ وہ اس قدر بے جگری سے لڑے کہ ان کی تلوار ٹوٹ گئی۔ احمدِ مختار ﷺ نے انہیں کھجور کی چھڑی عطا فرمائی جو ان کے ہاتھ میں تلوار بن گئی اور اس سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

اسی سال حضور ﷺ نے سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ آپ بہت کم مدت حضور کی خدمت میں حیات رہیں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ دوسری زوجہ مبارکہ ہیں جن کا حضور ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں وصال ہوا۔ امہاتُ المؤمنین میں صرف آپ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ رسول کریم ﷺ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن فرمایا۔ ماہ ربیع الثانی ۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

6۔ اُم المؤمنین سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا:

آپ کا اصل نام ہند اور کنیت اُمِ سلمہ ہے۔ آپ کا پہلا نکاح حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے ہوا جو حضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ آپ نے دونوں مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کی، پھر حبشہ سے مدینہ آئیں۔ آپ پہلی صحابیہ ہیں جنہوں نے مدینہ ہجرت فرمائی۔

آپ نے نبی کریم ﷺ سے سن رکھا تھا کہ جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے وہ یہ دعا مانگے، اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِنْھَا۔ "اے اللہ! اس مصیبت میں مجھے اجر عطا فرما اور مجھے اس سے بہتر بدل عطا فرما"۔ اس دعا کے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ، جو نقصان ہوا، اس سے بہتر نعم البدل عطا فرمائے گا۔

آپ فرماتی ہیں، حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد میں اس دعا کو پڑھتی اور اپنے دل میں کہتی، ابو سلمہ سے بہتر مسلمانوں میں کون ہو سکتا ہے۔ لیکن حضور ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں یہ دعا پڑھتی

رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر شوہر یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائے۔

آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند موئے مبارک چاندی کی ڈبیا میں محفوظ کیے ہوئے تھے۔ صحابہ کرام میں سے جب کوئی بیمار ہوتا تو وہ ایک پیالہ پانی لے کر آتے، آپ اس پانی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ڈبو دیتیں۔ ان کی برکت سے مریض کو شفا ہو جاتی۔ (562)

آپ صاحبِ فتاویٰ صحابیات میں سے ہیں۔ علم و فضل کے اعتبار سے امہات المؤمنین میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ کا درجہ ہے۔ آپ سے تین سو اٹھتر (۳۷۸) احادیث مروی ہیں۔ کثیر صحابیات اور تابعین نے آپ سے استفادہ کیا۔

آپ نے چوراسی سال عمر پائی اور سب امہات المؤمنین کے آخر میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۶۲ھ میں وصال فرمایا۔

7۔ اُمُ المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا:

آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد ہیں۔ آپ کا نام پہلے بِرّہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل فرما کر زینب رکھا۔ آپ پہلے اسلام لانے اور ہجرت کرنے والی خواتین میں سے ہیں۔

پہلے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ انہوں نے طلاق دے دی تو عدت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کے ذریعہ آپ کو پیغام بھیجا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جب میں زینب کے پاس گیا تو وہ میری آنکھوں میں ایسی بزرگ معلوم ہوئیں کہ میں ان کی طرف نظر نہ اٹھا سکا۔ آپ نے کہا، میں اس وقت تک کوئی جواب نہیں دوں گی جب تک اپنے رب سے مشورہ نہ کر لوں۔

پھر آپ مصلے پر گئیں اور دو رکعت پڑھ کر سجدے میں دعا کی، الٰہی! تیرے نبی نے مجھے پیغام بھیجا

562...بخاری، کتاب اللباس، باب مایذکر فی الشیب، حدیث:5896

ہے اگر میں ان کے لائق ہوں تو مجھے ان کی زوجیت میں دیدے۔ اسی وقت آپ کی دعا قبول ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی،

”پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی کہ مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے ان کے لے پالکوں (منہ بولے بیٹوں) کی بیبیوں میں، جب ان سے ان کا کام ختم ہو جائے“۔[563]

اس وحی کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا، کون ہے جو زینب کے پاس جائے اور یہ بشارت دے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے میری زوجیت میں دے دیا ہے۔ حضور ﷺ کی خادمہ سلمٰی رضی اللہ عنہا دوڑیں اور یہ خوشخبری سنائی۔ اس پر آپ نے اپنے زیورات اتار کر اس خادمہ کو دیدیے اور سجدۂ شکر ادا کیا اور نذر مانی کہ دوماہ کے روزے رکھوں گی۔

آپ دیگر ازواج کے سامنے اس بات پر فخر کیا کرتیں کہ تمہارا نکاح حضور ﷺ سے تمہارے والدین نے کیا ہے اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اور اس کے گواہ جبریل ہیں۔ آپ ہی کی وجہ سے حجاب کا حکم نازل ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، تم میں سے مجھ سے پہلے وہ ملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ اس پر ہم اپنے ہاتھ ناپنے لگیں۔ (جسمانی طور پر سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ زیادہ لمبے تھے لیکن جب سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا وصال پہلے ہوا تو معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھوں سے مراد زیادہ صدقہ دینا ہے لہٰذا) سب سے لمبے ہاتھ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے تھے کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے کام کاج کیا کرتیں اور صدقہ وخیرات زیادہ کرتیں۔[564]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی عورت کو بہت زیادہ نیک اعمال کرنے والی، زیادہ صدقہ وخیرات کرنے والی، صلہ رحمی کرنے والی اور اپنے نفس کو

563...پ22،احزاب:37

564...بخاری، کتاب الزکاۃ، باب ای الصدقۃ افضل، حدیث:1420

عبادت میں مشغول رکھنے والی نہ دیکھا۔ آپ سے گیارہ احادیث مروی ہیں۔ آپ کا وصال ۵۳ برس کی عمر میں ۲۰ھ میں ہوا۔

8۔ اُمُ المؤمنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا:

آپ کا اصل نام بھی بِرہ تھا جو حضور ﷺ نے تبدیل فرما کر جویریہ رکھا۔ آپ کا پہلا نکاح آپ کے عم زاد سے ہوا تھا۔ آپ کے شوہر اور والد دونوں اسلام کے سخت دشمن تھے۔ آپ کے والد قبیلہ بنو مصطلق کے سردار تھے۔ انہوں نے مدینہ پر حملہ کی تیاری شروع کی تو حضور کو خبر ہو گئی۔ اسلامی فوج مدینہ سے روانہ ہوئی اور شعبان ۵ھ میں مریسیع میں مختصر لڑائی کے بعد فتح ہوئی۔

فتح کے بعد حضور ﷺ ایک جگہ تشریف فرما تھے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا آئیں اور عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! میں مسلمان ہو کر حاضر ہوئی ہوں۔ میں اس قبیلہ کے سردار حارث کی بیٹی ہوں، اب قیدی کے طور پر ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آگئی ہوں۔ وہ اس پر راضی ہیں کہ اتنے مال کے عوض مجھے چھوڑ دیں گے لیکن میں اس قدر مال ادا نہیں کر سکتی لہٰذا آپ میری مدد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا، میں وہ رقم ادا کروں گا اور تمہارے ساتھ اس سے بھی بہتر سلوک کروں گا۔ عرض کی، اس سے بہتر کیا ہو گا؟ فرمایا، تمہیں اپنی زوجیت کا شرف بخشوں گا۔ اس پر آپ خوش ہو گئیں۔

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، حضور ﷺ جب بنو مصطلق جہاد کے لیے تشریف لائے اس سے چند روز قبل میں نے خواب دیکھا کہ مدینہ سے چاند چلتا آرہا ہے یہاں تک کہ وہ میری آغوش میں اتر آیا۔ میں نے یہ خواب کسی سے بیان نہ کیا۔ البتہ میں نے اپنے خواب کی خود ہی یہ تعبیر لی تھی جو پوری ہو گئی۔

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے حرمِ نبوی میں داخل ہوتے ہی صحابہ کرام نے باہم کہا، ہمیں یہ زیب نہیں دیتا کہ آقا و مولیٰ ﷺ کی زوجہ مطہرہ کے رشتہ داروں کو قید میں رکھیں۔ چنانچہ ان کے قبیلے کے سو سے زائد قیدیوں کو رہا کر دیا گیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ازواجِ مطہرات میں سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ اپنی قوم کے لیے خیر و برکت والی کوئی اور نہیں دیکھی۔

آپ ہی کا ایک اور ارشاد ہے کہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بڑی شیریں اور نہایت حسین و جمیل تھیں، جو کوئی ان کو دیکھتا وہ ان کو اپنے دل میں جگہ دینے پر مجبور ہو جاتا۔

آپ بڑی عبادت گزار اور ذاکرہ تھیں۔ آقا و مولیٰ ﷺ جب گھر تشریف لاتے تو آپ کو اکثر عبادت میں مشغول پاتے۔ آپ سے سات احادیث مروی ہیں۔

آپ کا وصال ۶۵ سال کی عمر میں ۵۰ھ میں ہوا۔

9۔ اُمّ المؤمنین سیدہ اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا:

آپ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سگی بہن اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پھوپھی زاد بہن ہیں۔ آپ ابتدا ہی میں اسلام لائیں اور حبشہ کی جانب ہجرتِ ثانیہ کی۔ آپ کا پہلا شوہر عبید اللہ بن جحش مرتد ہو کر نصرانی ہو گیا اور حبشہ میں فوت ہوا۔ اورآپ اسلام پر مضبوطی سے قائم رہیں۔

آپ فرماتی ہیں، ”میں نے ایک خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھے ”یا اُم المؤمنین“ کہہ رہا ہے۔ میں نے اس سے یہ تعبیر لی کہ رسول کریم ﷺ مجھ سے نکاح فرمائیں گے“۔ چنانچہ حضور ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو نجاشی کے پاس بھیجا کہ وہ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کو آپ کے لیے نکاح کا پیغام دیں اور نکاح کر دیں۔ یہ پیغام ملنے پر آپ بہت خوش ہوئیں اور آپ نے خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو اپنا وکیل بنایا۔ نجاشی نے آپ کے نکاح کا خطبہ پڑھا اور سب شرکاء کو کھانا کھلایا۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ قبولِ اسلام سے پہلے ایک مرتبہ مدینہ منورہ آئے تو آپ سے ملنے آئے۔ جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کے بستر پر بیٹھنا چاہا تو آپ نے وہ بستر لپیٹ دیا اور اپنے والد سے کہا، یہ بستر طاہر و مطہر ہے اور تم نجاستِ شرک سے آلودہ ہو اس لیے اس پر نہیں بیٹھ سکتے۔ یہ آپ کی آقا و مولیٰ ﷺ سے محبت کی دلیل ہے۔

آپ نے اپنے وصال سے قبل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا، مجھے اُن امور میں معاف کر دو جو ایک شوہر کی بیویوں کے درمیان ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا، رب تعالیٰ تمہیں معاف کرے، ہم نے بھی معاف کیا۔ آپ نے کہا، اللہ تعالیٰ تمہیں خوش رکھے، تم نے مجھے خوش کر دیا۔

آپ پاکیزہ ذات، حمیدہ صفات، جواد و سخی اور عالی ہمت خاتون تھیں۔ اسلام کی خاطر طویل سفر کی صعوبت اور تنگی و غربت کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ آپ آقا و مولیٰ ﷺ کے ارشادات پر پابندی سے عمل پیرا ہوتیں۔ آپ سے پینسٹھ (۶۵) احادیث مروی ہیں۔ ۴۴ھ میں مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ہوا۔

10۔ اُم المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حیَیّ رضی اللہ عنہا:

آپ بنی اسرائیل سے، قبیلہ بنو نضیر سے ہیں۔ ان کا شوہر کنانہ غزوۂ خیبر میں قتل ہوا اور یہ اسیرانِ جنگ کے ساتھ قبضے میں آئیں۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا، اے صفیہ! تمہارے باپ نے میرے ساتھ ہمیشہ دشمنی و عداوت رکھی یہاں تک کہ وہ قتل ہو گیا۔ انہوں نے عرض کی، اللہ تعالیٰ کسی بندے کے گناہ کے بدلے کسی دوسرے کو نہیں پکڑتا۔ حضور ﷺ نے انہیں اختیار دیا کہ چاہیں تو آزاد ہو کر اپنی قوم سے مل جائیں یا اسلام لا کر حضور ﷺ کے نکاح میں آ جائیں۔ انہوں نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ!

میں اسلام کی آرزو رکھتی تھی اور میں نے آپ کی رسالت کی تصدیق آپ کے دعوت دینے سے پہلے کی ہے۔ اب جبکہ میں نے آپ کے دربارِ گہربار میں حاضر ہونے کا شرف پایا ہے تو مجھے کفر و اسلام کے درمیان اختیار دیا جا رہا ہے۔ خدا کی قسم! مجھے اپنی آزادی اور اپنی قوم کے ساتھ ملنے سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ محبوب ہے۔

ممکن ہے کہ اس طرح حضور ﷺ کو ان کے حال کا امتحان لینا اور ان کی صداقت جانچنا مقصود ہو۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح فرما لیا۔ دوسرے دن حضور ﷺ

نے صحابہ سے فرمایا، جس کے پاس جو چیز ہو وہ لے آئے۔ لوگوں نے کھجور، پنیر اور گھی لا کر دستر خوان پر رکھ دیے۔ پھر ان چیزوں سے ملیدہ (حیس) تیار کیا گیا۔ حضور ﷺ کی برکت سے سب لوگ شکم سیر ہو گئے۔ آپ کا ولیمہ حضور اکرم ﷺ کے نزدیک بڑی عزت وشان والا تھا۔

اس نکاح سے قبل سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے بھی خواب دیکھا تھا کہ ان کی گود میں چاند اتر آیا ہے۔
حضور ﷺ اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا جب مدینہ منورہ پہنچے تو آپ دونوں کے نکاح اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے حسن وجمال کی شہرت سن کر ازواجِ مطہرات اور مدینے کی خواتین انہیں دیکھنے آئیں۔ جب دیکھ کر جانے لگیں تو نبی کریم ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے آئے اور پوچھا، تم نے صفیہ کو کیسا پایا؟ جواب دیا، یہودیہ ہے۔ آپ نے فرمایا، یوں نہ کہو، وہ اسلام قبول کر چکی ہیں اور ان کا قبولِ اسلام اچھا اور بہتر ہے۔

ایک دن حضور ﷺ آپ کے پاس تشریف لائے تو آپ کو روتے ہوئے پایا۔ رونے کا سبب پوچھا تو عرض کی، عائشہ اور حفصہ کہتی ہیں کہ ہم صفیہ سے بہتر ہیں کیونکہ ہمیں رسول کریم ﷺ کے نسب کی شرافت حاصل ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، تم نے کیوں نہ کہا کہ تم کیسے بہتر ہو جبکہ میرے باپ ہارون علیہ السلام اور چچا موسیٰ علیہ السلام ہیں۔

حضور ﷺ کے زمانۂ علالت میں سب امہاتُ المؤمنین جمع تھیں۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی، خدا کی قسم! میں محبوب رکھتی ہوں کہ آپ کا یہ مرض مجھے ہو جائے۔ اس پر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے اس بات کو بناوٹ جان کر ان کی طرف دیکھا تو حضور ﷺ نے فرمایا، خدا کی قسم! صفیہ سچی ہے یعنی ان کا اظہارِ عقیدت بناوٹی اور نمائشی نہیں بلکہ وہ سچے دل سے یہی چاہتی ہے۔

آپ سے دس احادیث مروی ہیں۔ ساٹھ سال کی عمر میں سن ۵۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

11۔ اُمُ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا:

حضرت میمونہ بنت حارث عامریہ رضی اللہ عنہا کا بھی پہلا نام برّہ تھا، حضور ﷺ نے تبدیل فرما کر

میمونہ رکھا۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ایسے بے مثل داماد رکھتی ہیں جو کسی اور عورت کو میسر نہیں۔ ایک داماد تو رسول کریم ﷺ ہیں دوسرے داماد حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہیں جو کہ آپ کی بہن اُمُ الفضل رضی اللہ عنہا کے شوہر ہیں۔ آپ کی دوسری بہن لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔

ام میمونہ کے پہلے شوہر سے دو بیٹیاں تھیں ایک اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں پھر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں آئیں۔ دوسری بیٹی زینب (یا سلمیٰ) بنت عمیس رضی اللہ عنہا ہیں جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ ان کی شہادت کے بعد شداد بن الہاد رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں آئیں۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سن ۷ ھ میں بیوہ ہوئیں تو ان کے بہنوئی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! آپ میمونہ سے نکاح فرمالیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ سے دو میل کے فاصلے پر مقام سرف میں آپ سے نکاح فرمایا۔ آپ حضور ﷺ کی آخری زوجہ مبارکہ ہیں، آپ کے بعد حضور ﷺ نے کسی سے نکاح نہ فرمایا۔

جب حضور ﷺ کا نکاح کا پیغام سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو پہنچا تو وہ اپنے اونٹ پر سوار تھیں۔ پیغام سن کر آپ نے کہا، "یہ اونٹ اور جو کچھ اس اونٹ پر ہے سب اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے"۔ مراد یہ ہے کہ آپ نے خود کو حضور ﷺ کے لیے ہبہ کر دیا تھا اور یہ بات حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔

اُمُ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ہم میں سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والی اور رشتہ داروں کا خیال رکھنے والی تھیں۔ کثرت سے نمازیں پڑھتیں اور لوگوں کو حکمت کے ساتھ دینی مسائل سکھاتیں۔ آپ سے چھہتر (۷۶) احادیث مروی ہیں۔

جہاں آپ کا نکاح ہوا تھا وہیں ۵۱ ھ میں آپ کا وصال ہوا اور آپ کو وہیں دفن کیا گیا۔ جب جنازہ اٹھانے لگے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مبارکہ ہیں، جنازہ جھٹکے کے

ساتھ نہ اٹھاؤ اور ہلا ہلا کر نہ چلو بلکہ ادب سے آہستہ آہستہ چلو۔[565]

تعدد ازواج کی حقیقت:

نبی کریم ﷺ نے ایسے معاشرے میں پرورش پائی جہاں خواہشاتِ نفسانی کی آزادانہ تسکین کوئی عیب نہ سمجھی جاتی تھی۔ اس کے باوجود آپ پچیس سال کی عمر مبارک تک کسی عورت کی طرف مائل نہ ہوئے۔ آپ اپنے پاکیزہ کردار اور اعلیٰ اخلاق کی بناء پر صادق وامین کے القاب سے پکارے جاتے تھے۔

آپ کو پچیس سال کی عمر میں آپ سے پندرہ سال بڑی عمر کی خاتون نے شادی کا پیغام دیا جو صاحبِ اولاد بیوہ تھیں اور جن کے دو شوہر فوت ہو چکے تھے۔ آپ نے عمر کے اس واضح فرق کے باوجود اُن دو بار بیوہ ہونے والی خاتون سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرما لیا۔ قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ پچاس سال کی عمر مبارک ہونے تک وہ تنہا آپ کی زوجہ رہیں۔ یعنی آپ نے عین شباب کا عرصہ پچیس سال اس معمر بیوہ خاتون کے ساتھ گزارے اور وہ بھی اس طرح کہ ایک ایک ماہ گھر چھوڑ کر غار حرا میں عبادت میں مشغول رہتے تھے۔

جس مقدس ہستی نے اپنی جوانی کے پچیس سال ایک معمر بیوہ خاتون کے ساتھ اس طرح گزارے ہوں کہ کسی دشمن کو بھی ان کے کردار پر انگلی اٹھانے کا موقع نہ ملا ہو، اور اپنی اس زوجہ سے ایسی محبت کی ہو کہ اس کے وصال کے بعد بھی اسے فراموش نہ کیا ہو، کیا اس مقدس ہستی کے متعلق کوئی یہ گمان کر سکتا ہے کہ ان کی کسی شادی کی وجہ خواہشِ نفس ہو سکتی ہے؟ کوئی منصف مزاج ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔

اُم المؤمنین سیدہ خدیجہ کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد سیدہ سودہ جو کہ ایک بیوہ خاتون تھیں، آپ نے ان سے نکاح کر کے انہیں تحفظ اور سہارا دیا۔ سن ۲ ھ میں سیدہ عائشہ کی رخصتی عمل میں آئی جبکہ اس وقت آپ کی عمر چوّن (۵۴) سال ہو چکی تھی۔ اس عمر میں پہلی بار آپ کی دو ازواج جمع

565...مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم در ذکر ازواج مطہرات وی

ہوئیں۔اس کے ایک سال بعد سیدہ حفصہ پھر کچھ ماہ بعد سیدہ زینب بنت خزیمہ آپ کی زوجیت میں آئیں۔سیدہ زینب صرف تین یا آٹھ ماہ آپ کی زوجیت میں رہ کر فوت ہو گئیں۔رضی اللہ عنہن

۴ھ میں سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اور ۵ھ میں سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا آپ کی زوجیت میں آئیں جبکہ آپ کی عمر مبارک ستاون (۵۷) سال ہو چکی تھی۔

سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد اتنی بڑی عمر میں اگر آپ کی چار بیویاں جمع ہوئیں۔ جبکہ آپ اس سے قبل بھی چار نکاح کر سکتے تھے جس وقت امت کو چار ازواج کی اجازت ملی تھی لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا حالانکہ آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ جتنے چاہیں، نکاح فرمائیں۔

۶ھ میں سیدہ جویریہ اور ۷ھ میں سیدہ اُم حبیبہ، سیدہ صفیہ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہن آپ کی زوجیت میں آئیں۔ ان کے حالات پہلے تحریر ہو چکے ہیں۔یہ بات ذہن نشین رہے کہ آپ کی ازواج مطہرات میں سوائے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سب بیوہ تھیں۔ نیز آپ کے اکثر نکاح پچپن (۵۵) سال سے اُنسٹھ (۵۹) سال کی عمر میں ہوئے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ کے نبی جو کرتے ہیں وہ حق تعالیٰ ہی کی مرضی سے کرتے ہیں۔ یہ پانچ سالہ عرصہ آپ کے پیغمبرانہ مشن کا اہم ترین دور تھا۔ ایک طرف آپ غزوات میں اسلامی فوج کی قیادت فرما رہے تھے تو دوسری طرف اسلامی قوانین کی تشکیل و تعلیم اور مسلمانوں کی تربیت میں مصروفِ عمل تھے۔

اسی تعلیم و تبلیغ کی دینی ضرورت کے پیشِ نظر آقا و مولیٰ ﷺ کے لیے تعددِ ازواج ایک ضروری امر تھا۔چونکہ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں رسول کریم ﷺ کی راہنمائی کی ضرورت نہ ہو خصوصاً بیویوں سے تعلقات اور ان میں عدل، اپنی اولاد اور سوتیلی اولاد کی تربیت و پرورش، جنابت وطہارت کے مسائل وغیرہ، اس طرح کے بیشمار معاملات میں امت کو ازواجِ مطہرات ہی کے ذریعے راہنمائی ملی ہے۔

ازواج مطہرات کی بعض دینی خدمات کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ دینی تعلیم و تدریس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام رسول کریم ﷺ نے خود بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ہوا، ”تم اپنے دو تہائی دین کو عائشہ

صدیقہ سے حاصل کرو"۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں کسی کو معانئ قرآن، احکامِ حلال وحرام، اشعارِ عرب اور علم الانساب میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ عالم نہیں دیکھا۔ آپ نے وصالِ نبوی کے بعد اڑتالیس (۴۸) سال تک دین پھیلایا۔

تعددِ ازواج سے قبائلی عصبیت کا خاتمہ ہوا، معاشرتی استحکام میں مدد ملی، غیر اسلامی رسوم کی بیخ کنی ہوئی اور سیاسی فوائد حاصل ہوئے، ان نکات کی تفصیل کو ہم نے طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا ہے۔

خلافتِ راشدہ، قرآن کی روشنی میں

1۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمۡ دِیۡنَهُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَهُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (566)

”اللہ نے وعدہ دیا اُن کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لیے جمادے گا اُن کا وہ دین جو ان کے لیے پسند فرمایاہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا، میری عبادت کریں، میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ بے حکم ہیں“۔

اس آیت مبارکہ میں پانچ باتیں بیان ہوئی ہیں:

(۱)...اس آیت کے نزول کے وقت موجود مسلمانوں میں سے کچھ لوگ خلیفہ بنائے جائیں گے۔

(۲)...یہ لوگ متقی اور عبادت گزار ہونگے۔

(۳)...رب تعالیٰ پسندیدہ دین مستحکم بنادے گا۔

(۴)...ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

(۵)... ان متقی بندوں کا خلیفہ ہونا عظیم نعمت ہے اور اس نعمت کی ناشکری کرنے والے فاسق ہیں۔

مفسرین صحابہ کرام میں سے سب سے پہلے جس نے اس آیت کو سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر منطبق کیااور اس وعدہ کا دورِ فاروقی میں پورا ہونا سمجھا، وہ بابِ مدینۃ العلم سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ جب اسلامی لشکر ایران میں کسریٰ کی افواج سے بر سرِ پیکار تھااور اس دوران کسریٰ کے خود اپنی افواج کی

566...پ18، نور:55

قیادت کرنے کی خبر ملی تو سیدنا عمرؓ نے صحابہ کرام سے لشکرِ اسلام کی قیادت کے لیے بنفسِ نفیس جانے کے متعلق مشورہ کیا۔ حضرت علیؓ نے یہی آیت پیش کر کے حضرت عمرؓ کو فتح کا یقین دلایا اور محاذ پر نہ جانے کا مشورہ دیا۔ سیدنا علیؓ کا ارشاد شیعہ حضرات کی مشہور کتاب نہج البلاغۃ کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا،

"اس دین کو فتح کثرتِ لشکر سے نہیں ملی اور نہ قلیل تعداد اس کی ناکامی کی وجہ بنی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے جس کو اسی نے غالب کیا اور یہ اسی کا لشکر ہے جس کو اس نے خود تیار کیا ہے اور اس کی مدد فرمائی ہے یہاں تک کہ دین اس قدر پھیل گیا۔ ہم لوگوں سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے (یہاں اسی آیت کی طرف اشارہ ہے) اور اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا اور اپنے لشکر کو ضرور فتح دے گا"۔[567]

سیدنا علیؓ کے اس ارشادِ گرامی سے واضح ہو گیا کہ وہ سیدنا عمرؓ کے لشکر کو اللہ تعالیٰ کا لشکر اور ان کی خلافت کو برحق سمجھتے تھے اسی لیے انہوں نے فرمایا کہ آیتِ مذکورہ میں کیا گیا وعدۂ الٰہی خلافتِ فاروقی میں پورا ہو گا۔ تمام مفسرین نے اس آیتِ مبارکہ سے خلفائے راشدین ہی کی خلافتِ حقہ مراد لی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ خلفائے راشدین مومن وصالح ہیں کیونکہ خلافت کا وعدہ مومن وصالح امتیوں سے تھا۔

حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے خلافتِ صدیقی وفاروقی کی فتوحات کو اپنی فتوحات قرار دے کر ان پر خوشی کا اظہار فرمایا ہے۔ حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ غزوۂ احزاب میں جب آقا ومولیٰ ﷺ نے خندق کھودنے کا حکم دیا تو راہ میں ایک سخت چٹان حائل ہو گئی۔ ہم نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی تو محبوبِ کبریا ﷺ نے کدال لیکر اس چٹان پر بسم اللہ کہہ کر ضرب لگائی تو اس کا تہائی حصہ ٹوٹ گیا۔ آپ نے فرمایا، اللہ اکبر! مجھے ملک شام کی کنجیاں عطا ہوئیں اور میں یہاں سے شام کے سرخ محل دیکھ رہا ہوں۔ پھر بسم اللہ کہہ کر آپ نے دوسری بار کدال ماری تو دو تہائی چٹان ٹوٹ گئی۔ آپ نے فرمایا، اللہ اکبر! مجھے ایران کی کنجیاں عطا ہوئیں اور میں یہاں سے فارس

567...البلاغۃ ج 1:283، مطبوعہ مصر

کے سفید محل دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے بسم اللہ کہہ کر تیسری بار کدال ماری تو باقی چٹان بھی ٹوٹ گئی اور آپ نے فرمایا، اللہ اکبر! مجھے یمن کی کنجیاں عنایت ہوئیں۔ خدا کی قسم! میں یہاں سے صنعاء کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔(568)

یہ روایت شیعہ حضرات کے امام کلینی کی کتاب فروع کافی کتاب الروضہ ص ۱۰۲ مطبوعہ لکھنؤ میں بھی موجود ہے اور وہاں یہ الفاظ موجود ہیں، لقد فتحت علی فی ضربتی ھذہ کنوز قیصر و کسریٰ۔ "میری اس ضرب سے قیصر وکسریٰ کے خزانے میرے لیے فتح کر دیے گئے"۔ یہ فتوحات سیدنا ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت میں ہوئیں۔ اگر روافض کے بقول حضراتِ شیخین غاصب و ظالم ہیں (معاذ اللہ) تو ان کے دورِ خلافت کی فتوحات کو رسول کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اپنی فتوحات کیوں فرمایا؟ اور کیا اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو زمین میں خلافت عطا فرما دی جبکہ اس نے مومن و متقی لوگوں کو زمین میں خلافت دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ پس اگر کوئی شخص خلفائے راشدین خصوصاً سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کو برحق نہیں مانتا اور ان کے بارے میں بدگوئی کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ارشادات ہی کا منکر نہیں بلکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اُس ارشاد کا بھی منکر ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

2۔اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذْكَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًا وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ(569)

"وہ جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے صرف اتنی بات پر کہ انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ اور اللہ اگر آدمیوں میں ایک کو دوسرے سے دفع نہ فرماتا تو ضرور ڈھادی جاتیں خانقاہیں اور گرجا اور کلیسے اور مسجدیں، جن میں اللہ کا بکثرت نام لیا جاتا ہے، اور بے شک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اُس کی جو

568...نسائی، کتاب الجہاد، باب غزوۃ الترک والحبشۃ، حدیث:3173

569...پ17، ج:40-41

اس کے دین کی مدد کرے گا بیشک ضرور اللہ قدرت والا غالب ہے۔ وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں تو نماز برپا رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں اور اللہ ہی کے لیے سب کاموں کا انجام“۔

ان آیات میں پیشگوئی کی گئی ہے کہ مہاجرین صحابہ کو زمین میں اقتدار دیا جائے گا اور یہ لوگ اپنے اقتدار میں اقامتِ دین کا فریضہ سر انجام دیں گے۔اس قرآنی پیش گوئی کا مصداق خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ ہوئے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں، اِنۡ مَّكَّنّٰهُمۡ میں حقیقتِ خلافت کے ایک جزو (یعنی اقامتِ دین) کو دوسرے جزو (یعنی تمکین) پر معلق کیا ہے کیونکہ خلافتِ شرعی اُس تمکین فی الارض کا نام ہے جو اقامتِ دین کے ساتھ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان لوگوں کو اگر زمین میں تمکین ملے گی تو ضرور وہ تمکین، اقامتِ دین کے ساتھ ہوگی اور خلافتِ راشدہ کا یہی مطلب ہے۔ پس خلفائے راشدین جو کہ مہاجرین اولین میں سے تھے، جن کی نسبت یُقٰتَلُوۡنَ اور اُخۡرِجُوۡا آیا ہے اور جن کے لیے اِذنِ جہاد کا قطعی ثبوت ہے، اُن کو زمین میں تمکین ملنا بھی یقینی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ حضرات خلفائے راشدین تھے کیونکہ خلافتِ راشدہ انہی دو اجزاء (یعنی تمکین فی الارض اور اقامتِ دین) کا نام ہے۔[570]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی۔ ہمیں اس لیے ہجرت کرنی پڑی کہ ہم نے کہا، ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اقتدار بخشا تو ہم نے نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی، نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع کیا۔ پس یہ آیت میرے اور میرے ساتھیوں (سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) کے بارے میں نازل ہوئی۔[571]

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے عطیہ عوفی رحمہ اللہ کا قول کیا ہے کہ یہ آیت اس آیت کی طرح ہے،

570…ازالۃ الخلفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد اول، نکتہ سوم

571… تفسیر ابن کثیر، حج، تحت الآیۃ: 41

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ ۔۔ الخ۔ (572)

3۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ O (573)

”اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ اُن کا پیارا (ہو گا)، مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت (ہونگے)، اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے، اور اللہ وسعت والا علم والا ہے“۔

اس آیت مبارکہ میں یہ پیش گوئی کی گئی ہے کہ بعض لوگ مرتد ہو جائیں گے اور پھر یہ غیبی خبر دی گئی ہے کہ رب تعالیٰ ان مرتدین کے مقابلے کے لیے ایسے لوگ لائے گا جن میں مندرجہ ذیل صفات ہونگی:-

(۱)...وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہونگے۔

(۲)...اللہ تعالیٰ ان کو محبوب ہو گا۔

(۳)...مسلمانوں پر نرم ہونگے۔

(۴)...کافروں کے لیے سخت ہونگے۔

(۵)...رضائے الٰہی کے لیے اس کی راہ میں لڑیں گے۔

(۶)...کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خیال نہ کریں گے۔

(۷)...ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو گا۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ احمدِ مختار ﷺ کے آخری زمانے میں عرب کے تین

572...تفسیر ابن کثیر، حج، تحت الآیۃ:41

573...پ6، مائدہ:54

گروہ مرتد ہو گئے تھے۔ ان میں بڑا فتنہ مسیلمہ کذاب کا تھا۔ علاوہ ازیں سرکارِ دوعالم ﷺ کے وصال کی خبر ملتے ہی کئی قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان منکرینِ زکوٰۃ سے قتال کا فیصلہ کر لیا۔ اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر صحابہ نے قتال جیسے انتہائی اقدام سے منع کیا۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ کی قسم! میں اُن سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کریں گے۔ خدا کی قسم! اگر وہ زکوٰۃ میں ایک رسی یا بکری کا بچہ دینے سے بھی انکار کریں گے جو وہ رسول کریم ﷺ کو دیا کرتے تھے، تو میں ان سے قتال کروں گا۔ یہ سن کر سیدنا عمر و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ سے متفق ہو گئے۔ یوں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جرأتِ ایمانی اور حسنِ تدبیر سے فتنۂ ارتداد پر قابو پا لیا۔

اس پر اہلسنت اور اہل تشیع دونوں کا اتفاق ہے کہ مرتدین کے خلاف سب سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے جہاد کیا۔ آپ نے مختلف سمتوں میں کئی لشکر روانہ کیے۔ سب سے بڑا معرکہ مسیلمہ کذاب سے ہوا جس میں کذاب اور اس کے ساتھی قتل کیے گئے۔ اس لیے مفسرین کے نزدیک اس آیت کا مصداق سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء ہیں۔ لامحالہ مذکورہ آیت میں جو سات صفات بیان ہوئیں، ان کا مصداق بھی آپ اور آپ کے متبعین ہی ہیں۔

ان صفات پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہونا نیز جہاد کا اعلان وانتظام کرنا ایسی صفات ہیں جن سے متصف ہونے کے لیے برسرِ اقتدار ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا اس آیت میں اشارہ ہے کہ مرتدوں سے جہاد کرنے والے لوگ برسرِ اقتدار ہونگے اور اُن کا برسرِ اقتدار ہونا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو گا۔ پس سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خلیفہ وامیر المؤمنین ہونا رب تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہے۔

4۔ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○ (574)

574...پ26، فتح:16

"ان پیچھے رہ گئے ہوئے گنواروں سے فرماؤ! عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں۔ پھر اگر تم فرمان مانو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اچھا ثواب دے گا اور اگر پھر جاؤ گے جیسے پہلے پھر گئے تو تمہیں دردناک عذاب دے گا"۔

اس آیت کے پہلے حصے میں دو باتیں نمایاں ہیں۔ اول: یہ کہ جن کفار سے لڑائی کے لیے بلایا جائے گا وہ "أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ" یعنی تمام سابقہ جنگوں کے فریقین سے زیادہ قوت و شوکت والے ہونگے۔ دوم: یہ بلانا ایسے جہاد کے لیے ہو گا جس کے نتیجے میں یا تو کفار قتل کر دیے جائیں گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے۔

غزوہ موتہ، غزوہ حنین، فتح مکہ، غزوہ تبوک وغیرہ کا تجزیہ کرنے پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان میں سے کوئی بھی اس آیت میں مذکور جنگ کا مصداق نہیں ہو سکتی کیونکہ ان میں مذکورہ بالا دونوں شرائط نہیں پائی جاتیں۔

کفر واسلام کا وہ عظیم خونریز معرکہ جو اس آیت کا مصداق ہو سکتا ہے وہ جنگِ یمامہ ہے جو خلافتِ صدیقی میں مسیلمہ کذاب سے لڑی گئی، جس میں ہزاروں صحابہ کرام شہید ہوئے، ہزاروں کفار قتل ہوئے اور باقیوں نے ہتھیار ڈال دیے۔

بعض مفسرین کے نزدیک اس جنگجو قوم سے مراد اہلِ فارس وروم ہیں جن سے خلافتِ فاروقی وخلافتِ عثمانی میں جنگ ہوئی اور مسلمانوں نے فتح پائی۔ یہ ماننے میں بھی مضائقہ نہیں کیونکہ سیدنا عمر وسیدنا عثمان رضی اللہ عنہما کی خلافت کا حق ہونا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی کی خلافت کے حق ہونے کی فرع ہے۔

صدرُ الافاضل رحمہ اللہ فرماتے ہیں، "یہ آیت شیخین جلیلین حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی صحتِ خلافت کی دلیل ہے کہ ان کی اطاعت پر جنت کا اور ان کی مخالفت پر جہنم کا وعدہ دیا گیا"۔ (575)

آیتِ مذکورہ کے آخری حصے پر غور کیجیے۔ اس میں بھی دو باتیں واضح ہیں۔

575... تفسیر خزائن العرفان، فتح، تحت الآیۃ:16

اول: بدوؤں کو جہاد کی دعوت دینے والے خلفاء کی اطاعت کا حکم دیا اور اس پر اجر و ثواب کا وعدہ کیا۔

دوم: ان خلفاء کی نافرمانی پر دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جن خلفاء کی اطاعت کو واجب قرار دیا اور ان کی نافرمانی پر عذاب کی وعید سنائی، ان کی خلافت حق ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت کا اولین مصداق خلیفۂ بلا فصل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ حضرت نافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے، "اللہ کی قسم! پہلے ہم یہ آیت پڑھتے تھے مگر ہمیں یہ علم نہ تھا کہ وہ جنگجو قوم کون سی ہے جس سے لڑنے کے لیے بلایا جائے گا لیکن جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہمیں بنو حنیفہ کے ساتھ جنگ کے لیے بلایا تو ہم نے جان لیا کہ یہی وہ قوم ہے جس کا اس آیت میں ذکر ہے"۔

اکثر اہلِ تفسیر کا یہی قول ہے۔ (576)

5۔ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (577)

"(مال غنیمت) اُن فقیر ہجرت کرنے والوں کے لیے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے، اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے اور اللہ و رسول کی مدد کرتے، وہی سچے ہیں"۔

اس آیت کریمہ میں رب کریم نے مہاجرین صحابہ کرام کے صادقین اور سچے ہونے کی خبر دی ہے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مہاجرین صحابہ کرام ہی نے خلیفہ بنایا تھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو انصار نے کہا، ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک مہاجرین میں سے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے گروہِ انصار! کیا تم نہیں جانتے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کے امام بنیں (اور انہیں نماز پڑھائیں)

576... تفسیر مظہری، فتح، تحت الآیۃ:16

577... پ28، حشر:8

پس تم میں سے کون اس بات کو گوارا کرے گا کہ وہ ابو بکر کا امام بنے۔ انصار نے کہا، ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیشوا بنیں۔ (پھر سب نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی)[578]

اب دو باتیں ثابت ہوئیں۔

اول: مہاجرین صحابہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اور اس آیت کی رو سے مہاجرین صحابہ جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا مہاجرین صحابہ کرام کا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ برحق کہنا حق ہے۔ پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافصل بھی حق ہے۔

دوم: مذکورہ آیت میں تمام مہاجرین صحابہ کرام کو صادق وسچا فرمایا گیا ہے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی مہاجر صحابی ہیں۔ اگر بقول روافض کے وہ خلیفۂ برحق نہ ہوں بلکہ غاصب، جابر اور کاذب ہوں تو یہ قرآن کے خلاف ہو گا کیونکہ اس آیت کی رو سے تمام مہاجرین صحابہ بشمول سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہم صادق ہیں۔ آپ کے صادق ہونے کے لیے لازم ہے کہ آپ کی خلافت برحق ہو۔

مزید یہ کہ آپ نے بوقتِ وصال، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا جس کی مہاجرین وانصار سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تائید کی۔ پس اس آیت کی رو سے سیدنا ابو بکر وسیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کا برحق ہونا ثابت ہو گیا۔

خطیب رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ پھر یہی آیت تلاوت کر کے فرمایا، اللہ تعالیٰ جن کو صادق فرمائے وہ کبھی کاذب نہیں ہو سکتے۔ اور صحابہ کرام نے جنہیں قرآن نے صادقون فرمایا ہے، ہمیشہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ رسول کہہ کر مخاطب فرمایا ہے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں، یہ استدلال بہت قوی اور احسن ہے۔[579]

6۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا

578...مستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، خلافۃ ابی بکر، حدیث:4480

579...تاریخ الخلفاء، ذکر ما انزل من الایات فی مدحہ

سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِنَ اللہِ وَرِضْوَاناً سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِکَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْکُفَّارَ وَعَدَ اللہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا[580]

”محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے، اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔ ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے، یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں، جیسے ایک کھیتی، اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی، کسانوں کو بھلی لگتی ہے (یعنی ابتدا میں اسلام کے ماننے والے کم تھے رب کریم نے صحابہ کے ذریعے اسے طاقت دی اور اللہ و رسول ﷺ کو صحابہ کرام پیارے بھلے لگتے ہیں) تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں، اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں، بخشش اور بڑے ثواب کا“۔

اس آیت میں دین اسلام کی مثال ایک کھیتی سے دی گئی ہے اور کونپل پھوٹنے سے لیکر درخت کے تنے پر کھڑا ہو جانے تک چار مراحل کا ذکر کیا گیا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ ان چار مراحل کے متعلق رقمطراز ہیں،

نبی کریم ﷺ نے مکہ میں جب مشرکوں کو اسلام کی دعوت دی تو گویا ”اَخْرَجَ شَطْئَهٗ“ (کونپل پھوٹنے) کا مرتبہ ظاہر ہو گیا۔ پھر حضور نے ہجرت فرمائی اور جہاد کیے یہاں تک کہ مکہ فتح ہو گیا تو ”فَاٰزَرَهٗ“ (اسے طاقت دینے) کا درجہ حاصل ہوا۔ سرکار دوعالم ﷺ کے وصال کے بعد حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے زمانے میں قیصر و کسریٰ سے جہاد کر کے ان کا نشان مٹا دیا اور دین طاقتور ہو کر پھیل گیا، اب ”فَاسْتَغْلَظَ“ (مضبوط ہو جانے) کا درجہ حاصل ہوا۔

580...پ26، فتح:29

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دیگر چھوٹی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا پھر اسلام مفتوحہ علاقوں میں پھیل گیا اور محدثین وفقہاء نے دین کی اشاعت کی، اب "فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ" (تنے پر کھڑے ہو جانے) کا درجہ بھی حاصل ہو گیا۔

اس آیت سے خلفائے راشدین کی عظمت اور تائید اسلام میں ان کا راسخ القدم ہونا بھی معلوم ہوا ،اور یہ بھی کہ ان کے ذریعہ دشمنانِ خدا پر جہاد اور کلمۂ طیبہ کی بلندی اس طرح واقع ہو گی کہ بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہو گی اور عمدہ تعریف کی مستحق قرار پائے گی اسی لیے "یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ" فرمایا گیا یعنی اسلام کی کھیتی کا کاشتکار، رب تعالیٰ صحابہ کرام سے خوب راضی ہے۔[581]

7۔ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْ م بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَکَ هٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ[582]

"اور جب نبی نے اپنی ایک بی بی سے ایک راز کی بات فرمائی، پھر جب وہ اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ نے اسے نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی نے اسے کچھ جتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی۔ پھر جب نبی نے اُسے اِس کی خبر دی تو بولی، حضور کو کس نے بتایا؟ فرمایا، مجھے علم والے خبر دار نے بتایا"۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں رونق افروز ہوئے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو سرفرازِ خدمت کیا۔ یہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا پر گراں گزرا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دلجوئی کے لیے فرمایا، میں نے ماریہ کو اپنے لیے حرام کیا اور میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ میرے بعد امورِ امت کے مالک ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہونگے۔ آپ نے یہ بات کسی کو بتانے سے منع فرمایا۔ وہ اس سے بیحد خوش ہوئیں اور نہایت خوشی میں انہوں نے یہ گفتگو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو

581...ازالۃ الخلفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم

582...پ28، تحریم:3

سنائی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

آپ ﷺ نے تحریمِ ماریہ کے متعلق جتا دیا اور خلافتِ شیخین کے متعلق ذکر نہ فرمایا۔ یہ آپ کی شانِ کریمی تھی کہ دوسری بات پر گرفت نہ فرمائی۔[583]

امام طبرانی رحمہ اللہ نے معجم الکبیر جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۷ پر اس حدیث کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہ روایت کتبِ شیعہ میں بھی ہے۔ چنانچہ تفسیر قمی اور تفسیر مجمع البیان دونوں میں سورۃ التحریم کی مذکورہ آیات کی تفسیر میں منقول ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، "بیشک میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہونگے اور ان کے بعد تمہارے والد (یعنی عمر) خلیفہ ہونگے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے، "اللہ کی قسم! ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت اللہ کی کتاب میں مذکور ہے"۔ اور پھر آپ مذکورہ آیت تلاوت کر کے یہی حدیث بیان فرماتے۔[584]

حضور اکرم ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، "تیرے والد اور عائشہ کے والد میرے بعد لوگوں کے ولی یعنی امیر ہونگے مگر تم کسی کو نہ بتانا"۔ اس حدیث کی کئی سندیں ہیں۔ حضرت علی، سعید بن جبیر، میمون بن مہران، حبیب بن ثابت، ضحاک اور مجاہد رضی اللہ عنہم سے بھی یہی مروی ہے۔ حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ راز کی بات کہی تھی کہ میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہونگے۔[585]

خلفائے راشدین، احادیث کی روشنی میں:

صحابہ کرام نے سب لوگوں سے بہتر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سمجھا اس لیے ان کی بیعت کر لی۔ اور صحابہ کرام کا اجماع کبھی بھی خطا و غلطی پر نہیں ہو سکتا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "جو کام مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے"۔ چونکہ تمام صحابہ کرام نے حضرت

583... تفسیر خزائن العرفان، تحریم، تحت الآیۃ:3
584... معالم التنزیل، تحریم، تحت الآیۃ:3
585... تفسیر مظہری، تحریم، تحت الآیۃ:3

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو احسن اور پسندیدہ سمجھا ہے اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی احسن ہے۔

اب چند احادیث ملاحظہ فرمائیں جن میں خلفائے راشدین کی اسی ترتیب کے ساتھ خلافت کے متعلق واضح اشارے موجود ہیں۔

1۔ حضرت ابن ابی مُلیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا، اگر رسولُ اللہ ﷺ کسی کو خلیفہ بناتے تو کسے بناتے ؟ جواب دیا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو۔ پھر ان سے پوچھا گیا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد کسے خلیفہ بناتے ؟ فرمایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو۔ پھر سوال ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد کسے خلیفہ بناتے ؟ فرمایا، حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو۔[586]

2۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگوں کو ایک دوسرے پر فضیلت دیتے تھے۔ سب سے افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مانتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو۔[587]

مذکورہ ترتیب کے مطابق صحابہ کرام نے ہر بار افضل ترین ہستی کو خلیفہ منتخب کیا۔

3۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کسی کام کے لیے حاضر ہوئی۔ آپ نے اسے فرمایا، پھر آنا۔ اس نے عرض کی، اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ اس کا مطلب یہ تھا کہ اگر آپ کا وصال ہو جائے تو کس کے پاس آؤں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، اگر تو مجھے نہ پائے تو ابو بکر کے پاس آنا۔[588]

آقا و مولیٰ ﷺ نے اس حدیث میں واضح طور پر اشارہ فرما دیا ہے کہ میرے بعد خلیفۂ بلا فصل ابو بکر رضی اللہ عنہ ہونگے۔

4۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے مرض الوصال میں

586... مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل ابی اکبر، حدیث:2385

587... بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب عثمان بن عفان، حدیث:3697

588... بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، حدثنا الحمیدی، حدیث:3659

مجھ سے فرمایا، اپنے والد ابو بکر کو اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے گا اور کہے گا کہ میں خلافت کا زیادہ حق دار ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ اور مسلمان ابو بکر کے سوا کسی اور کو (خلیفہ) نہیں مانیں گے۔(589)

اس حدیث میں غیب بتانے والے آقا و مولیٰ ﷺ نے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ خلافت کے معاملے میں لوگوں کا اختلاف ہو گا مگر تمام مسلمان حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر متفق ہو جائیں گے کیونکہ یہی رب تعالیٰ کی مرضی ہے۔ حدیث قرطاس کے حوالے سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت لکھوانا چاہتے تھے جبکہ ہمارا یہ مؤقف یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت لکھوانا چاہتے تھے اور اس کی دلیل یہی حدیث ہے۔

5۔ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، ابو بکر کی کھڑکی کے علاوہ (مسجد کی طرف کھلنے والی) سب کھڑکیاں بند کر دی جائیں۔(590)

6۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ آئندہ مسجد میں ابو بکر کے دروازے کے سوا کسی کا دروازہ کھلا نہ رکھا جائے۔(591)

حضور ﷺ نے اپنے وصال سے دو تین دن قبل یہ بات ارشاد فرمائی۔ اس بناء پر شارحین فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے اور دوسروں کی خلافت سے متعلق گفتگو کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔(592)

7۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک کنوئیں کے پاس دیکھا جس پر ڈول رکھا ہوا تھا میں نے اس ڈول سے پانی نکالا جتنا اللہ نے چاہا۔ پھر اس کنوئیں سے ابن ابی قحافہ (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے دو ڈول

589...بخاری، کتاب المرضی، قول المریض انی وجع او وا راساہ۔۔الخ، حدیث:5666

590...بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاتہ، حدیث:4449

591...بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب قول النبی سدوا۔۔۔الخ، حدیث:3654

592...تاریخ الخلفاء، ص46، اشعۃ اللمعات، 4/647، مکتبہ رشیدیہ

نکالے۔ اللہ ان کی مغفرت کرے، اُن کے ڈول نکالنے میں کچھ ضعف تھا۔ پھر وہ ڈول بڑا ہو گیا اور پھر عمر بن خطاب نے اس سے پانی نکالا۔ میں نے کسی ماہر شخص کو نہیں دیکھا جو عمر کی طرح پانی نکالتا ہو یہاں تک کہ لوگوں کو سیر اب کر دیا۔(593)

اس حدیث میں اشارہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت دو سال ہے یعنی کم ہے اس لیے زیادہ لوگ ان سے استفادہ نہیں کر سکیں گے۔ اسے ضعف سے تعبیر کیا گیا جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں لوگ زیادہ عرصہ فیضیاب ہوں گے۔

8۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تمھیں نہیں بتا سکتا کہ میں تم میں کتنے دن اور رہوں گا پس تم ابو بکر اور عمر کی پیروی کرنا جو میرے بعد ہوں گے۔(594)

اس حدیث پاک میں بھی یہ غیبی خبر دی گئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے۔

9۔ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، میرے آقا! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک ترازو آسمان سے اتر رہا ہے جس میں آپ کا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا تو آپ کا پلڑا بھاری رہا۔ پھر ابو بکر اور عمر کا وزن کیا گیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کا پلڑا بھاری رہا۔ پھر عمر اور عثمان کا وزن کیا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ کا پلڑا بھاری رہا۔

پھر وہ ترازو اُٹھا لیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس خواب سے غمگین ہو گئے اور فرمایا، یہ خلافتِ نبوت ہے پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا، حکومت عطا فرمائے گا۔(595)

اس حدیث پاک سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بالترتیب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے۔ ترازو اُٹھا لینے کا مطلب موازنہ ترک کر دینا ہے یعنی اس کے بعد خلافت کا معاملہ کمزور ہو جائے گا۔

593...بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب حدثنا الحمیدی، حدیث:3676
594...ترمذی، کتاب المناقب، فی مناقب ابی بکر و عمر، حدیث:3682
595...ترمذی، کتاب الرویا، باب ماجاء فی رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث:2287

10۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں صحابہ کہا کرتے تھے کہ حضور ﷺ کے بعد ابو بکر افضل ہیں پھر عمر پھر عثمان رضی اللہ عنہم۔(596)

11۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، آج رات خواب میں ایک صالح شخص کو دکھایا گیا کہ گویا ابو بکر کو رسول اللہ ﷺ سے وابستہ کر دیا گیا اور عمر کو ابو بکر کے ساتھ اور عثمان کو عمر کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا ہے۔ جب ہم وہاں سے اٹھے تو ہم نے کہا، صالح و نیک شخص تو خود رسول کریم ﷺ ہیں اور ایک کو دوسرے سے وابستہ کرنے سے مراد اسی دین کی خلافت ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے۔(597)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ یہ حضرات دین و شریعت کے احکام جاری کرنے میں اسی ترتیب کے ساتھ خلیفہ ہوں گے۔

12۔ حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے سوال کیا ، نبی کریم ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ فرمایا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے پوچھا، پھر کون؟ فرمایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ اب پوچھوں گا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے۔ اس لئے میں نے عرض کی، اباجان پھر آپ؟ فرمایا، میں تو مسلمانوں میں سے ایک فرد ہوں۔(598)

13۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے اپنے عہدِ خلافت میں منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا، اس امت میں سب سے افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ اگر میں تیسرے کا نام لینا چاہوں تو لے سکتا ہوں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ منبر سے اترتے ہوئے فرمایا، پھر عثمان پھر عثمان رضی اللہ عنہ۔(599)

یہ احادیث اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ،

596...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان بن ابی عفان، حدیث:3707

597...ابوداود، کتاب السنۃ، باب فی الخلفاء، حدیث:4636

598...بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب حدثنا الحمیدی، حدیث:3671

599...ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء،

حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں۔

14۔ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو یہ گمان رکھے اور کہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ خلافت کے مستحق تھے تو اس نے حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور تمام مہاجرین و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قصوروار ٹھہرایا۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایسا کہنے والے کا کوئی عمل بھی قبول ہو گا۔[600]

15۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی بارگاہِ نبوی میں عرض گذار ہوا، ”میں نے خواب میں ایک بادل کا ٹکڑا دیکھا ہے جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا تھا۔ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ اپنے ہاتھ پھیلا کر اس سے کم یا زیادہ لے رہے تھے۔ پھر میں نے ایک رسی آسمان سے زمین تک لٹکتی دیکھی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے دیکھا کہ آپ اس رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھ گئے پھر ایک اور شخص کو دیکھا کہ وہ رسی پکڑ کر اوپر چڑھ گیا۔ پھر دوسرے شخص کو دیکھا کہ وہ بھی اوپر چڑھ گیا پھر تیسرے شخص نے رسی کو پکڑا تو وہ ٹوٹ گئی مگر پھر جڑ گئی تو وہ بھی اوپر چڑھ گیا“۔

یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، میرے آقا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی تعبیر بیان کروں۔ فرمایا، بیان کرو۔

عرض کی، بادل کا ٹکڑا تو اسلام ہے اور جو گھی اور شہد اس سے ٹپک رہا ہے وہ قرآن مجید کی نرمی اور حلاوت ہے۔ اور جو زیادہ اور کم لینے والے ہیں وہ قرآن کریم سے زیادہ اور کم فیض لینے والے ہیں۔ جو رسی آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی تھی وہ وہی حق ہے جس پر آپ ہیں، اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کا رتبہ بلند فرمائے گا۔

پھر آپ کے بعد ایک اور شخص اسے پکڑے گا اور وہ بھی اس کے سبب بلند مرتبہ ہو جائے گا۔ پھر دوسرا شخص اسے پکڑے گا اور وہ بھی بلند مرتبہ ہو جائے گا۔

پھر تیسرا شخص اسے پکڑے گا تو وہ دینِ حق منقطع ہو جائے گا مگر پھر اس کے لیے جوڑ دیا جائے

600... ابوداود، کتاب السنۃ، باب فی التفضیل، حدیث:4630

گا اور وہ بھی اس کے سبب بلند مرتبہ ہو جائے گا۔ یارسول اللہ ﷺ! فرمایئے کہ میں نے صحیح تعبیر بیان کی یا غلط؟ ارشاد ہوا، کچھ صحیح اور کچھ غیر صحیح۔

عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! میں قسم دیتا ہوں کہ آپ ضرور بیان فرمائیں کہ میں نے کیا غلطی کی؟ فرمایا، قسم نہ دو۔ (601)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ حضور ﷺ کے بعد خلافت بالترتیب تین آدمیوں کو حاصل ہوگی اور وہ تینوں حضور اکرم ﷺ کے طریقوں پر ہوں گے اور اسی حال میں دنیا سے گزر جائیں گے۔ باقی رہی یہ بات جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعبیر کے موافق سب کچھ واقع بھی ہوا تو پھر تعبیر میں غلطی کس طرح ہوئی؟۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"ان خلفاء کا نام نہ لینا باوجود اس کے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان تینوں خلفاء کے نام جانتے تھے ظاہری طور پر خطاء کی طرف نسبت کیا گیا۔ (602)

16۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، ہر نبی کے لئے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوتے ہیں۔ میرے آسمانی وزیر حضرت جبرائیل اور میکائیل (علیہما السلام) ہیں اور زمین والوں میں سے حضرت ابو بکر و حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) ہیں۔ (603)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو حکومتی معاملات میں نبیِّ کریم ﷺ کا خاص قرب حاصل تھا۔

17۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک ڈول لٹکایا گیا ہے۔ پھر

601... داود، کتاب السنۃ، باب فی الخلفاء، حدیث: 4632

602... ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم

603... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر صدیق، حدیث: 3680

ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور اس کو کناروں سے پکڑ کر کمزوری کے ساتھ پیا، پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اسے کناروں کی طرف سے پکڑ کر پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہو گئے پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور اس کے کناروں سے پکڑ کر سیر ہو کر پیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور انھوں نے اسے کناروں سے پکڑا تو وہ ہل گیا اور اس میں سے کچھ پانی ان کے اوپر گر گیا۔[604]

اس حدیث میں چاروں خلفاء راشدین کی خلافتوں کی طرف اشارہ ہے۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کمزور طریقے سے پینے سے مراد یہ ہے کہ ان کی مدت خلافت کم ہونے کی وجہ سے ان کے بعض کام پورے نہ ہو سکیں گے جبکہ حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کا زمانہء خلافت طویل ہو گا اور اس میں کئی فتوحات ہوں گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے ڈول کے ہلنے سے پانی کے گرنے کا مفہوم یہ ہے کہ اُن کے دورِ خلافت میں فتنے رونما ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

18۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب مسجد نبوی کی بنیاد رکھی گئی تو سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پتھر رکھا پھر آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس پتھر کے ساتھ پتھر رکھنے کا حکم دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پتھر کے ساتھ ایک پتھر رکھیں پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پتھر کے ساتھ ایک پتھر رکھیں۔ پھر ارشاد فرمایا، یہی لوگ میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔[605]

19۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں بارگاہ نبوی میں حاضر تھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سات کنکریاں پڑی ہوئیں تھیں آپ نے وہ کنکریاں اپنی مبارک ہتھیلی پر رکھیں تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں، میں نے ان کی آواز شہد کی مکھی کی آواز کی مثل سنی۔ پھر آپ نے وہ کنکریاں زمین پر رکھ دیں تو وہ خاموش ہو گئیں۔

604...ابو داود، کتاب السنۃ، باب فی الخلفاء، حدیث: 4637

605...ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم

پھر آپ نے وہ کنکریاں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیں تو وہ پھر تسبیح پڑھنے لگیں حتیٰ کہ میں نے ان کی آواز سنی۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھیں تو وہ پھر تسبیح پڑھنے لگیں حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں رکھ دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیں تو وہ پھر تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں زمین پر رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "هذه خلافة نبوة" یہ خلافتِ نبوت کی علامت ہے۔

یعنی جو معاملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا کہ ان کے ہاتھ میں کنکریاں تسبیح پڑھنے لگیں وہی معاملہ ان تینوں حضرات کے ساتھ ہوا۔ گویا یہ تینوں حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ ہوں گے۔ (606)

20۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے قبیلہ بنی مصطلق کے لوگوں نے بارگاہ نبوی میں یہ دریافت کرنے کے لئے بھیجا کہ اگر آپ کا وصال ہو جائے تو ہم زکوٰۃ کس کو دیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابو بکر کو۔ میں نے ان لوگوں کو یہ بات بتادی۔

انہوں نے مجھے پھر دریافت کرنے کو کہا کہ اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی انتقال فرما جائیں تو ہم کس کو زکوٰۃ دیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عمر کو۔ پھر انہوں نے مجھے پوچھنے کو کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے بعد زکوٰۃ کس کو دیں ؟تو غیب بتانے والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر وہ اپنی زکوٰۃ عثمان کو ادا کریں۔ (607)

21,22۔ اس مضمون کی احادیث حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہیں۔ ان احادیث میں واضح اشارہ موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بالترتیب حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے۔

23۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں بہت سے لوگوں کی گندگی پر

606...ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم

607...مستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابہ، امر النبی الابی بکر۔۔۔الخ، حدیث:4517

سے گزر رہا ہوں۔ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، تم لوگوں کے لیے ایک راستہ مقرر کرو گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، میں نے اپنے سینے پر دو نشان بھی دیکھے ہیں۔ فرمایا، وہ دو سال ہیں (جو تمہاری خلافت کی مدت ہو گی)۔[608]

24۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے آقا و مولیٰ ﷺ سے عرض کی، آپ نے اپنی علالت کے ایام میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امام بنایا تھا؟ حضور ﷺ نے فرمایا، نہیں! میں نے نہیں بنایا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے بنایا تھا (یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہیں امام بنایا تھا)۔[609]

25۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ان سے فرمایا، میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تین بار تمہارے بارے میں سوال کیا کہ تم کو امام بناؤں مگر وہاں سے انکار ہوا اور ابو بکر ہی کے لیے امامت کا حکم ہوا۔[610]

26۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تو انہوں نے نماز پڑھائی۔

27۔ ابن زمعہ سے مروی حدیث میں ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ایک مرتبہ جب لوگوں کو حکم دیا کہ ابو بکر سے کہو، وہ نماز پڑھائیں۔ اس وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے تا کہ نماز پڑھا دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، نہیں! نہیں!! نہیں!!! اللہ تعالیٰ اور مسلمان ابو بکر کے سوا کسی اور کو قبول نہیں کریں گے، صرف ابو بکر لوگوں کو نماز پڑھایا کریں۔[611]

28۔ حضرت ابن عمر سے مروی حدیث میں ہے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تکبیر تحریمہ کہی تو چونکہ آپ بلند آواز تھے اس لیے حضور ﷺ نے آواز سن لی اور سر مبارک ناگواری کے ساتھ اٹھا کر فرمایا، ابن ابی قحافہ (ابو بکر) کہاں ہیں؟

608... تاریخ الخلفاء، الاحادیث المشیرۃ الی خلافتہ۔۔۔ الخ
609... تاریخ الخلفاء، الاحادیث المشیرۃ الی خلافتہ۔۔۔ الخ
610... تاریخ الخلفاء، الاحادیث المشیرۃ الی خلافتہ۔۔۔ الخ
611... تاریخ الخلفاء، الاحادیث المشیرۃ الی خلافتہ۔۔۔ الخ

اس حدیث کے بارے میں علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں اور خلافت کے سب سے زیادہ حقدار اور امامت میں سب سے اولیٰ ہیں۔[612]

29۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے وصال فرمانے سے قبل مجھے یہ خبر دے دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اسلام کے والی ہوں گے پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے امیر ہوں گے اور پھر میری طرف رجوع کیا جائے گا مگر میری خلافت پر سب لوگوں کا اتفاق نہ ہو گا"۔

اس حدیث کی بعض سندیں ریاض النضرہ اور بعض غنیۃ الطالبین میں مذکور ہیں۔[613]

30۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غیب جاننے والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، معراج کی شب میں نے عرش پر یہ تحریر دیکھی۔

"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ابو بکر الصدیق عمر الفاروق عثمان ذوالنورین"۔ رضی اللہ عنہ[614]

31۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے شب معراج میں عرش پر ایک سبز رنگ کا موتی دیکھا جس پر سفید نور سے تحریر تھا،

"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق"۔ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہما[615]

خلفائے راشدین، سابقہ آسمانی کتب میں:

1۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اسلام سے قبل ملک شام میں تجارت کیا کرتے تھے۔ انہوں نے وہاں ایک خواب دیکھا تو بُحیرا راہب سے بیان کیا۔ بحیرا نے خواب سن کر پوچھا، تم کہاں کے رہنے والے ہو؟

612...الصواعق المحرقہ، الفصل الاول فی خلافۃ

613...ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقدمہ سوم

614...تاریخ مدینہ دمشق، عبداللہ ویقال عتیق بن عثمان

615...تاریخ مدینہ دمشق، عبداللہ ویقال عتیق بن عثمان

حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے بتایا، میں مکہ کا رہنے والا ہوں۔ پوچھا، کس خاندان کے ہو؟ فرمایا، قریش سے۔ پوچھا، پیشہ کیا ہے؟ فرمایا، تجارت۔

بحیرا نے کہا، اللہ نے تمہیں سچا خواب دکھایا ہے۔ ایک نبی تمہاری قوم میں مبعوث ہوں گے۔ ان کی زندگی میں تم ان کے وزیر رہو گے اور اُن کے وصال کے بعد اُن کے خلیفہ ہو گے۔

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے اس بات کو پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ جب نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مبعوث ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے حاضر ہو کر عرض کی، اے محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)! آپ جو دعوٰی کرتے ہیں اس پر دلیل کیا ہے؟ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا، وہی خواب جو تم نے شام میں دیکھا تھا۔ یہ سنتے ہی حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے معانقہ کیا اور آپ کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔(616)

اس سے معلوم ہوا کہ سابقہ آسمانی کتب میں خلیفۂ اول سیدنا ابو بکر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی علامات موجود تھیں نیز حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو اپنے خلیفہ ہونے کا پہلے سے علم تھا۔

2۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے مؤذن اقرع رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے ایک پادری اُسقف کو بلوایا اور اس سے پوچھا، کیا تمہاری کتاب میں میرا ذکر موجود ہے؟ اس نے کہا، ہاں! میں آپ کو قِرَنٌ پاتا ہوں۔

فرمایا، قِرَنٌ کیا؟ عرض کی، قِرَنٌ سے مراد ہے مضبوط، امانت دار اور سخت مزاج۔ فرمایا، میرے بعد جو خلیفہ ہو گا اسے کیسا پاتے ہو؟ عرض کی، میں اسے ایک نیک خلیفہ پاتا ہوں، وہ اپنے قرابت داروں پر بہت ایثار کریں گے۔

حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے تین بار فرمایا، اللہ تعالٰی عثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہ پر رحم فرمائے۔

پھر پوچھا، اُن کے بعد جو خلیفہ ہو گا وہ کیسا ہو گا؟ اس نے عرض کی، لوہے سے لگا ہوا۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا، آہ کیسی خواری ہو گی۔

616...الریاض النضرہ، 1/ 83، دار الکتب العلمیہ بیروت

اس نے عرض کی، اے امیر المومنین! (یہ نہ کہیے) وہ خلیفہ بھی نیک شخص ہو گا لیکن وہ ایسے وقت میں خلیفہ بنایا جائے گا جب تلوار کھنچی ہوئی ہو گی اور خون بہہ رہا ہو گا۔[617]

اس حدیث سے بھی واضح ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کا علم تھا اسی لئے آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ نیز یہ کہ خلفائے راشدین کا ذکر سابقہ کتب آسمانی میں بھی موجود تھا۔

اس بارے میں مزید ایک روایت ملاحظہ فرمائیں۔

3۔ ابن عساکر نے ابو الطیب سے روایت کیا ہے کہ جب شہر عموریہ فتح ہوا تو لوگوں نے اس کے ایک گرجا پر آبِ زر سے یہ عبارت لکھی دیکھی: "وہ بہت ہی برے خلف ہیں جو سلف کو برا کہیں اور ایک شخص سلف میں سے ہزار خلف سے بہتر ہے۔"

اے صاحب غار! تم نے قابل فخر بزرگی پائی کہ تمہاری تعریف بادشاہ جبار نے کی جیسا کہ وہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: "ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ"۔[618]

اے عمر! تم والی نہ تھے بلکہ رعایا پر والد کی طرح مہربان تھے۔

اے عثمان! تم کو لوگوں نے ظلم کے ساتھ قتل کر دیا اور تم کو مدفون بھی نہ دیکھ سکے۔

اے علی! تم ابرار کے پیشوا اور رسول اللہ کے سامنے سے کافروں کو ہٹانے والے ہو۔

پس وہ (ابو بکر) صاحبِ غار ہیں اور وہ (عمر) نیکوں میں سے ایک ہیں اور وہ (عثمان) ملکوں کے فریاد رس ہیں اور وہ (علی) ابرار کے پیشوا ہیں۔

جو شخص ان کو برا کہے اس پر جبار کی لعنت"۔

راوی نے اس گرجا کے بوڑھے خادم سے پوچھا، یہ تحریر تمہارے گرجا کے دروازے پر کب سے ہے؟ اس نے کہا، تمہارے نبی کی بعثت کے دو ہزار سال پہلے سے۔

617...ابوداود، کتاب السنۃ، باب فی الخلفاء، حدیث:4656

618...پ10، توبہ:40

مَن کُنتُ مَولَاہُ فَعَلِیٌّ مَولَاہُ

نبی کریم ﷺ نے غدیر خم کے مقام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر صحابہ کرام سے فرمایا،

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ۔ (619)

"اے اللہ جس کا میں مولا ہوں اس کے علی بھی مولا ہیں، اے اللہ اس سے محبت فرما جو اس سے محبت کرے اور اس سے دشمنی کر جو علی سے دشمنی رکھے"۔ یہ حدیث صحیح ہے اور اسے امام احمد بن حنبل اور امام طبرانی نے تیس صحابہ کرام سے روایت کیا ہے جبکہ صحاح ستہ سے امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے اسے روایت کیا ہے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

شیعہ اس حدیث سے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ یہاں مولیٰ کا معنیٰ اولیٰ بالتصرف ہونا ہے اور جو اولیٰ بالتصرف ہو اس کی اطاعت فرض ہوتی ہے۔ لہٰذا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین اور امام و خلیفہ نامزد فرمایا۔ اس لئے صحابہ کرام حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے کے سبب ایمان سے پھر گئے (معاذاللہ) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت حقہ پر ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیلی گفتگو کر چکے ہیں اس لئے یہاں صرف اس حدیث کی رو سے مذکورہ باطل استدلال کے چند جوابات تحریر کرتے ہیں۔

1۔ اہل لغت کے نزدیک مولیٰ کے معنی اولیٰ لینا درست نہیں ہے کیونکہ لفظ ولی سے ماخوذ ہے اور اس کے مندرجہ ذیل معانی ہیں۔ محب، دوست، مددگار، حاکم، مالک، عبد، آزاد کرنے والا، آزاد شدہ، قریب، مہمان، شریک، عصبہ، رب، منعم، تابع، سسرالی رشتہ دار، بھانجہ۔ (620)

2۔ اگر بالفرض مان لیا جائے کہ اس حدیث میں مولا بمعنی اولیٰ ہے تو اس یہ لازم نہیں آتا کہ یہ اولیٰ بالامامۃ اور اولیٰ بالتصرف کے معنی میں ہو اور اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بلافصل ہونا مراد ہو

619...سنن الکبریٰ للنسائی، کتاب الخصائص، باب قول النبی من کنت۔۔۔الخ، حدیث:8473

620...تاج العروس:ج10، ص398، 399

بلکہ یہ اولیٰ بالقرب کے معنی میں ہو گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔[621]

"بے شک سب لوگوں سے ابراھیم کے زیادہ حقدار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے یہ نبی اور ایمان والے"۔

اس آیت میں بھی لفظ اولیٰ ارشاد ہوا لیکن اس کا مطلب اولیٰ بالتصرف نہیں بلکہ اولیٰ بالمحبۃ یا اولیٰ بالقرب ہے یعنی نبی کریم ﷺ اور ایمان والے حضرت ابراھیم علیہ السلام کے قریب ہیں یا محبت کے زیادہ حق دار ہیں۔

3۔ حدیث پاک سے ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کی ولایت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت دونوں ایک ہی زمانے میں مجتمع ہیں۔ حدیث شریف میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے بعد ولایت کے حق دار ہوں گے۔ اگر ولایت سے مراد خلافت ہو تو ایک ہی وقت میں دو افراد کا حاکم اور اولیٰ بالتصرف ہونا عقلاً منع ہے۔ جبکہ اگر ولایت سے محبت مراد ہو تو دونوں ولایتوں کا ایک ہی وقت جمع ہونا منع نہیں کیونکہ ایک ہی وقت میں دونوں سے محبت کرنا جائز ہے۔

4۔ اگر بالفرض اس سے مراد اولیٰ بالامامۃ ہو تب بھی حدیث کا یہ معنی نہیں ہو گا کہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں بلکہ مفہوم یہ ہی ہو گا کہ آپ خلیفہ بنیں گے یعنی جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا وقت آئے گا۔ اس وقت وہی اولیٰ بالامامۃ اور خلیفہ ہوں گے۔ اہلسنت بھی اس کے قائل ہیں۔

5۔ مذکورہ بالا توجیہ کے تحت اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بعد میں خلیفہ بننا مراد ہو تو اس پر اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تخصیص کیوں کی گئی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ محبوب کبریا عالم ماکان ومایکون ﷺ کو رب کریم نے یہ غیبی خبریں دے دیں تھیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کن حالات میں خلیفہ بنیں گے اور کئی لوگ ان کی بدگوئی کریں گے۔ اس لئے

621...پ3، ال عمران:68

آپ نے امت کو تاکید فرمادی کہ وہ علی رضی اللہ عنہ سے محبت کریں اور جب علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنیں تو تسلیم کریں اور دل میں بغض نہ رکھیں۔ اس پر دیگر کئی احادیث شاہد ہیں جو کہ پہلے مذکور ہو چکی ہیں۔

6۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلفائے ثلاثہ کے ہاتھوں پر بیعت کی اور کبھی بھی اس حدیث سے اپنی خلافت پر استدلال نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث پاک کو اپنی خلافت پر نص نہیں سمجھا۔

اس بارے میں اہل بیت کرام کے عقیدہ کی وضاحت کے لئے یہ روایت ملاحظہ فرمائیں جسے ابو نعیم نے حضرت حسن مثنیٰ بن حسن السبط رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ کسی شخص نے آپ سے دریافت کیا، حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا،

اگر آقا و مولیٰ ﷺ اس سے ان کی خلافت کا ارادہ فرماتے تو واضح طور پر ارشاد فرماتے جس سے تمام مسلمان سمجھ جاتے کیونکہ حضور اکرم ﷺ سب لوگوں سے زیادہ فصیح کلام فرمانے والے تھے۔ یقیناً آپ یوں ارشاد فرماتے،

یَآ اَیُّھَاالنَّاسُ ھٰذَا وَلِیُّ اَمْرِیْ وَالْقَائِمُ عَلَیْکُمْ بَعْدِیْ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِیْعُوْا۔

"اے لوگو یہ (علی) میرے تمام امور کے ولی ہوں گے اور میرے بعد تمہارے حاکم ہوں گے تم ان کی بات سننا اور اطاعت کرنا"۔ پھر فرمایا، اگر اللہ اور اس کے رسول نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لئے چنا ہوتا تو ان پر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت لازم ہوتی اور ان کا اس کام سے پیچھے رہنا (یعنی خلافت کا طلب نہ کرنا) اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی خلاف ورزی ہوتا، جو کہ بہت بڑا گناہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ حدیث میں "مولیٰ" سے مراد خلافت نہیں ہے۔

7۔ حدیث میں مذکورہ لفظ "مولیٰ" سے مراد دوست اور محب ہے۔ جیسا کہ اسی حدیث پاک کے آخری حصہ میں حضور ﷺ کی یہ دعا ہے۔ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ یعنی "اے اللہ! اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے اور اس سے عداوت کر جو اس سے عداوت رکھے"۔[622]

622... سنن الکبری للنسائی، کتاب الخصائص، باب قول النبی من کنت۔۔۔ الخ، حدیث: 8473

اگر یہاں لفظ مولیٰ سے اولیٰ بالتصرف ہونا مراد ہوتا تو یوں ارشاد ہوتا،

اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ کَانَ فِیْ تَصَرُّفِہٖ وَعَادَ مَنْ لَّمْ یَکُنْ کَذَالِكَ۔

"الٰہی تو اس سے محبت کر جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کے تصرف میں ہو اور اس سے عداوت رکھ جو ان کی ولایت کے تصرف میں نہ ہو"۔ چونکہ آپ نے ایسا نہیں فرمایا اس لئے حدیث کا مفہوم یہی ہے کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر مومن پر لازم ہے اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت بھی لازم ہے اور جس طرح آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت حرام ہے اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عداوت حرام ہے۔ مزید تفصیل کے لئے علامہ مفتی عبد الرزاق بھترالوی مدظلہ کی تفسیر نجومُ الفرقان جلد دوم ملاحظہ فرمائیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ہارون علیہ السلام سے تشبیہ:

غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں چھوڑتے ہوئے فرمایا، اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰی غَیْرَ اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ "کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کے لئے حضرت ہارون تھے البتہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔[623]

شیعہ اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافصل پر استدلال کرتے ہیں۔ ان کے بقول رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت کی وصیت فرمادی تھی۔ اس استدلال کے باطل ہونے پر چند دلائل پیش خدمت ہیں۔

1۔ امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں،"اس حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ایک فضیلت بیان ہوئی ہے مگر اس میں خلفاء ثلاثہ کے ان سے افضل ہونے کی نفی نہیں ہے اور نہ ہی اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں غزوۂ تبوک میں جاتے ہوئے خلیفہ بنایا تھا نہ کہ اپنے وصالِ ظاہری کے وقت تمام عالم اسلام کا خلیفہ بنایا تھا"۔

623... مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل علی بن ابی طالب، حدیث:2404

2۔اس خلافت سے مراد وقتی خلافت ہے اور اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جارہے ہیں“ دلیل ہے کیونکہ اگر اس خلافت سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مستقل جانشینی ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ نہ فرماتے کیونکہ اس صورت میں تو آپ کو تمام مردوں، عورتوں اور بچوں کی ولایت و خلافت حاصل ہوتی۔ لہٰذا آپ کا مذکورہ ارشاد اس کی دلیل ہے کہ آپ خود بھی یہ بات جانتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر موجودگی کے زمانے میں آپ عارضی خلیفہ ہیں۔

3۔ مذکورہ حدیث پاک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دی گئی ہے یہ بھی آپ کے عارضی خلیفہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صرف کوہ طور پر جانے کے زمانے میں خلیفہ تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس آگئے تو ان کے خلیفہ ہونے کی ضرورت ختم ہوگئی۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوۂ تبوک پر جانے کے زمانے میں خلیفہ تھے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس آگئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کی ضرورت ختم ہو گئی۔

4۔ امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ نہیں بنے بلکہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال سے 40 سال قبل انتقال فرماگئے تھے۔ ان سے تشبیہ دینے میں حکمت یہ بھی ہے کہ جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے خلیفہ نہیں تھے اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے خلیفۂ بلافصل نہیں ہوں گے۔[624]

اگر یہ ثابت کیا جائے کہ یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا بیان ہے تو بھی اس سے ان کی خلافتِ بلافصل ہرگز ثابت نہیں ہوسکتی۔ اور اس بات کے تو ہم بھی قائل ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چوتھے نمبر پر خلافت کا حاصل ہونا برحق ہے۔

624...شرح مسلم للنووی، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل علی، تحت الحدیث: 2404

حدیثِ قرطاس

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض شدید ہو گیا تو فرمایا، ”لکھنے کا سامان لاؤ تاکہ میں ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو سکو“۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کا غلبہ ہے اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب قرآن کریم موجود ہے جو ہمیں کافی ہے۔ اس پر حاضرین میں اختلاف ہو گیا جب باتیں بڑھیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے پاس سے اٹھو میرے پاس تنازعہ مناسب نہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے اٹھے کہ ”بیشک مصیبت اور بڑی مصیبت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تحریر کے درمیان حائل ہو گئی (وہ لوگوں کا اختلاف اور تنازع تھا)۔[625]

یہ حدیث صحیح بخاری میں اس کے علاوہ سات جگہ وارد ہے اور حدیثِ قرطاس کے عنوان سے مشہور ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وصال سے چار دن قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لکھنے کے لئے حاضرین سے قلم دوات منگوایا۔ آپ کے مرض کی شدت کے پیش نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ”ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے“۔ اس پر اختلاف ہوا، کچھ کہتے تھے کہ لکھنے کا سامان لاؤ اور کچھ کہتے تھے کہ نہ لاؤ۔ ان کی باہم تکرار کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا اور ارشاد فرمایا، ”میرے پاس سے اٹھ جاؤ“۔

اس حدیث کی بناء پر روافض اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ مان کر وحیٔ خدا کو رد کر دیا۔ (معاذ اللہ)

اس اعتراض کے جواب میں چند باتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، مسند امام احمد میں ہے کہ یہ خطاب عام لوگوں سے نہ تھا بلکہ خاص حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ لکھنے کا سامان لاؤ۔[626]

625...بخاری، کتاب المرضی، باب قول المریض قوموا عنی، حدیث:5669

626...عمدۃ القاری، کتاب المرضی، باب قول المریض۔۔۔ الخ، تحت الحدیث:5669

ایک روایت دوسری کی تفسیر ہوتی ہے۔ ثابت ہوا کہ ان روایات میں خطاب اگرچہ عام ہے مگر یہاں بھی مخاطب حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی ہیں اس لئے رسول اکرم ﷺ کے اس ارشاد کی تعمیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذمے تھی نہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے۔

2۔ اگر کوئی بیمار بزرگ کسی مصلحت کے باعث مشقت برداشت کرنا چاہے تو اس کے عزیز و اقارب اور خدام اسے منع کر دیتے ہیں، یہ منع کرنا ادب اور شفقت و محبت ہی کے باعث ہوتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی حضور اکرم ﷺ کی تکلیف کو دیکھتے ہوئے آپ کے آرام کی خاطر منع کیا جو یقیناً لائق تحسین ہے اس کی دلیل ان کے الفاظ ہیں، ”اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَنَا کِتَابُ اللہ حَسْبُنَا“۔ نبی کریم ﷺ پر بیماری کا غلبہ ہے اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے جو ہمارے لئے کافی ہے“۔

3۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی باطنی فراست اور قوت اجتہاد سے سمجھ گئے تھے کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد حکم کے طور پر نہیں اور حضور ﷺ اپنی تکلیف کے باجود محض کمالِ شفقت ورحمت سے تحریر لکھنا چاہتے ہیں اس لئے آپ نے صحابہ سے فرمایا، حضور ﷺ کو زحمت نہ دو، ان پر بیماری کا غلبہ ہے۔ محبت کی وجہ سے بعض امور سے انکار مستحسن وپسندیدہ ہے۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ مشرکین نے صلح حدیبیہ کے موقع پر صلح نامے میں تحریر الفاظ ”رسول اللہ ﷺ“ پر اعتراض کیا اور اس کے بجائے محمد بن عبد اللہ لکھنے کا مطالبہ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس تحریر سے ”رسول اللہ ﷺ“ کے الفاظ نکال دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، لَا اَمْحُوْكَ اَبَدًا۔ ”میں یہ الفاظ کبھی نہیں مٹاؤں گا“۔ یہاں تک کہ وہ الفاظ خود رسول کریم ﷺ نے مٹائے۔

اس حدیث کی بناء پر کوئی یہ کہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کے حکم کو تسلیم نہیں کیا بلکہ انکار کیا لٰہذا انہوں نے رسول کا حکم نہ مان کر وحیٔ خدا کو رد کر دیا (معاذ اللہ) تو ایسا شخص کم عقل، گمراہ اور بد مذہب ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ جب میں آپ کو دل و جان سے رسول مانتا

ہوں تو پھر میں اپنے ہاتھوں سے رسولُ اللہ کے الفاظ کیونکر مٹا سکتا ہوں ۔ حقیقت یہی ہے کہ جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل محبت کی وجہ سے انکار کیا، اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل محبت اور ہمدردی ہی کی بناء پر انکار کیا۔

4۔ اگر مذکورہ ارشاد کو حکم مان لیا جائے تو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "ہمارے لئے کتابُ اللہ کافی ہے" اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ لکھنے کا سامان طلب نہیں فرمایا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات مقبول ہو گئی اور اب وہ حکم باقی نہیں رہا، ورنہ یقینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ وہی ارشاد فرماتے۔

روافض کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انکار کی وجہ سے دین کا ایک اہم حکم تحریر ہونے سے رہ گیا۔ اس کے جواب میں چند باتیں پیش ہیں:

(1) سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم جو لکھنا چاہتے تھے ان میں تین باتیں ممکن ہیں:

اول یہ کہ آپ جتنے احکام بیان فرما چکے تھے اس میں اضافہ فرمانا چاہتے تھے۔

دوم یہ کہ سابقہ احکام کو منسوخ کرنا چاہتے تھے۔

سوم یہ کہ سابقہ احکام ہی کی تاکید فرمانا چاہتے تھے۔

چونکہ اس واقعہ سے تین ماہ قبل دین اسلام کی تکمیل کے حوالے سے یہ آیت نازل ہو چکی تھی،

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

یعنی "آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دینِ اسلام کو پسند کیا"۔ (627)

اب نیا حکم نازل ہونے سے یا کوئی پہلا حکم منسوخ ہونے سے اس آیت کی تکذیب لازم آتی اس لئے پہلے دونوں احتمال تو ممکن ہی نہیں۔ یقینی بات یہ ہے کہ آپ سابقہ احکام ہی میں سے کسی کی تاکید فرمانا چاہتے تھے۔ اس حقیقت کو سمجھتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے "عِنْدَنَا كِتٰبُ اللهِ حَسْبُنَا" عرض کیا۔

627...پ6، مائدہ:3

(2)۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد باب جوائز الوفود کی روایت سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جب لوگوں میں تکرار ہوئی تو سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا، ”مجھے چھوڑ دو میں جس حال میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو“ یعنی میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں اور تم مجھے اپنے اختلافات طے کرنے کی طرف بلاتے ہو، تم جاؤ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ پھر آپ نے زبانی تین باتوں کی وصیت فرمائی۔

آپ نے فرمایا، ”مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دینا، وفود کو اسی طرح عطیات دینا جس طرح میں دیتا تھا“۔ تیسری وصیت راوی کو بھول گئی۔

محدثین کرام نے بیان کیا ہے کہ تیسری وصیت یہ تھی کہ اسامہ کے لشکر کو لڑائی کے لئے بھیج دینا اور میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا۔

اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ جو باتیں آپ لکھنا چاہتے تھے وہ آپ نے بیان فرما دیں۔ یہ باتیں آپ پہلے بھی فرما چکے تھے، اب دوبارہ فرمانا تاکید کے طور پر تھا۔ اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ لکھنے کا سامان منگوانے کا ارشاد حکم نہ تھا بلکہ مشورے کے طور پر تھا ورنہ آپ فرماتے، ضرور لاؤ۔ اگر آپ لکھنا ہی چاہتے تو آپ کو کون روک سکتا تھا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حضور ﷺ کی زبان وحیء الٰہی کی ترجمان ہے اس لئے جب لکھنے کا سامان کاغذ قلم لانے کو ارشاد فرمایا تو اسے موقوف کیوں کیا۔ جواب یہ ہے کہ اگر حضور ﷺ کا لکھنے کا ارادہ فرمانا اللہ کی جانب سے تھا تو اس ارادے کا تبدیل فرمانا بھی یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے تھا۔ اس لئے حضور ﷺ نے جو لکھنا تھا وہ لکھنے کی بجائے زبانی ارشاد فرما دیا۔

(3)۔ روافض کہتے ہیں کہ حضور ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت لکھنا چاہتے تھے جو بعض صحابہ کرام نے لکھنے نہیں دی۔ مگر اس دعوے کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ جبکہ ہم اہلسنت کہتے ہیں کہ آقا ومولیٰ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت لکھنا چاہتے تھے اور اس کی دلیل صحیح مسلم کی یہ مشہور حدیث ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض میں مجھ سے فرمایا، "اپنے اباجان ابو بکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں۔ مجھے ڈر ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے گا اور کہنے والا کہے گا کہ وہ میں ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ اور مسلمان نہیں مانیں گے مگر ابو بکر کو"۔ (628)

(4)۔ ان دلائل کے باوجود اگر کوئی یہ کہے کہ رسول کریم ﷺ نے جو لکھنا تھا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ڈر سے زبانی بیان نہیں فرمایا (معاذاللہ) تو یہ شانِ رسالت میں کھلی گستاخی ہے۔ نیز اس طرح لازم آئے گا کہ حضورِ اکرم ﷺ نے دینی احکام امت تک نہیں پہنچائے۔ پھر یہ بھی لازم آئے گا کہ مذکورہ آیت قرآنی کے برخلاف دین مکمل نہ ہو سکا اور ناقص رہ گیا (معاذاللہ)۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یہ واقعہ جمعرات کا ہے اس کے بعد چار دن حضور ﷺ ظاہری حیات کے ساتھ رہے اور اس دوران یقیناً اہلبیت اطہار کے ساتھ علیحدہ بھی رہے لیکن آپ نے پھر لکھنے کا ارادہ نہیں فرمایا اور نہ ہی زبانی کوئی وصیت فرمائی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جو وصیت لکھنا تھی وہ زبانی فرما دی اور آپ کو یہ اطمینان بھی ہو گیا کہ صحابہ کرام قرآن کریم اور آپ کی تعلیمات پر عمل پیرا رہیں گے اس لیے مزید کچھ لکھ کر دینے کی ضرورت ہی نہ رہی۔

روافض کا ایک اعتراض یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے کلام کو ہذیان سے تعبیر کر کے شان رسالت میں گستاخی کی ہے۔ جواب میں دو باتیں عرض ہیں:

اول یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف ایسا بیان منسوب کرنا بہتان اور جھوٹ ہے۔ جس لفظ پر اعتراض ہے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہی نہیں۔ اس حوالے سے جتنی بھی روایتیں ہیں سب میں پہلے یہی ہے، قَالَ عُمَر یا قال یعنی "حضرت عمر نے کہا"، اور پھر دوسرے قول سے پہلے ہے، قَالُوْا۔ "لوگوں نے کہا یا بعض نے کہا"۔ اگر یہ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہوتا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کو بھی قَالَ عُمَر کہہ کر بیان فرماتے۔

628...بخاری، کتاب المرضی، قول المریض انی وجع او وا راساہ۔۔۔الخ، حدیث:5666

دوسری اہم بات یہ ہے کہ جس لفظ پر اعتراض ہے وہ "هَجَر" ہے اس کے مشہور معنی ہذیان کے ہیں یا چھوڑنے کے۔ اگر بالفرض یہ لفظ کسی نے توہین کے لئے بولا تھا تو توہین کا لفظ سننے والے اور سن کر خاموش رہنے والے دونوں کافر ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ حضرت علی شیر خدا، حضرت عمر فاروق، حضرت عباس اور دیگر جید صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے گستاخی اور توہین کی گئی ہو اور یہ حضرات سن کر خاموش رہے ہوں؟ ہر گز نہیں۔ ثابت ہوا کہ یہ لفظ توہین کے لئے نہیں تھا۔

حدیث کے مطابق سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم شدید بیمار ہیں اس لئے ان کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں، ہمارے پاس اللہ کی کتاب ہے جو ہمیں کافی ہے۔ تو بعض صحابہ آپ کے ہمنوا ہو گئے اور بعض کہنے لگے کہ قلم دوات اور کاغذ لایا جائے تا کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لکھ دیں۔ انہی حضرات نے استفہامِ انکاری کے طور پر یہ کلام کیا۔

امام نووی رحمہ اللہ شرح صحیح مسلم میں اس کی شرح میں لکھتے ہیں، "قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں، حدیث میں اَهْجَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ جو صحیح مسلم وغیرہ میں آیا ہے وہ استفہام کے طور پر ہے۔ یعنی جو لوگ اس کے قائل تھے کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ارشاد پر عمل کر کے لکھنے کا سامان لایا جائے اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے لکھوا لیا جائے، وہ استفہام انکاری کے طور پر کہتے ہیں، کیا نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہذیان میں مبتلا ہو سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں۔ لہٰذا جب آپ سے ہذیان سرزد نہیں ہو سکتا تو ہمیں آپ کے ارشاد پر عمل کر کے لکھوانا چاہئے"۔

اگر هَجَرَ کے معنی چھوڑنے کے لئے جائیں تو مفہوم یہ ہو گا کہ جب حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کاغذ قلم منگوایا تو حاضرین نے سمجھ لیا کہ یہ جدائی کی طرف اشارہ ہے وہ بے قرار ہو کر کہنے لگے، "سرکار سے دریافت کرو، کیا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہمیں چھوڑ دیا کہ ایسا ارشاد فرما رہے ہیں"۔ مستقبل قریب میں جس کا ظہور ہونا ہو، اسے ماضی سے تعبیر کرنا عام بات ہے اس لئے ماضی کا صیغہ استعمال ہوا۔[629]

629... شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب ترک الوصیۃ لمن لیس۔۔۔ الخ

خلیفۂ بلا فصل کون؟

روافض کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا وصی بنایا تھا یعنی یہ وصیت کی تھی کہ میرے بعد یہ خلیفہ ہونگے۔ اس خودساختہ بات کی صحابہ کرام اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی پُرزور تردید فرمائی۔ عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا، کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے کوئی عہد فرمایا ہے جو دوسروں سے نہیں فرمایا ہے؟ فرمایا، نہیں، قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانہ پیدا کیا اور بچہ تخلیق کیا! ہمارے پاس سوائے اللہ کی کتاب اور اس صحیفے کے کچھ نہیں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا، اس صحیفہ میں کیا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، دیت اور قیدیوں کے چھڑانے کے احکام اور یہ کہ کافر کے عوض مسلمان نہیں قتل کیا جائے گا۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوگوں نے اس بات کا ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وصی تھے؟ ام المؤمنین نے فرمایا، حضور ﷺ نے کب اُن کے بارے میں وصیت کی؟ میں حضور ﷺ کو اپنے سینے سے سہارا دیے ہوئے تھی۔ حضور ﷺ نے پانی کا طشت طلب فرمایا اور میری گود ہی میں وصال فرما گئے۔ پس حضور ﷺ نے کب اُن کے بارے میں وصیت کی۔ (630)

خلاصہ یہ ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی وصیت نہیں فرمائی۔ اس کی تائید میں ایک اور اہم دلیل ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے، قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور جان کو پیدا کیا ہے! اگر رسول کریم نے میرے لیے کوئی عہد کیا ہوتا (کہ خلافت مجھے ملے گی) تو خواہ میرے پاس اس چادر کے سوا کچھ نہ ہوتا، میں اس کے لیے ضرور کوشش کرتا اور ابو قحافہ کے بیٹے (ابو بکر رضی اللہ عنہ) کو منبر پر ایک سیڑھی بھی نہ چڑھنے دیتا لیکن رسول کریم ﷺ نے میرے اور ان کے مقام کو دیکھا اور انہیں کہا، ”لوگوں کو نماز پڑھاؤ“ اور مجھے چھوڑ دیا۔ پس ہم اُن سے اپنی دنیا کے لیے اس طرح راضی ہو گئے جیسے

630...بذل القوۃ، ص736

رسول کریم ﷺ اُن سے ہمارے دین کے لیے راضی ہوئے۔ [631]

ہمارے دعوے کی تائید میں صحیح بخاری کی یہ حدیث بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کے مرضِ وصال میں حضور ﷺ کے پاس سے باہر نکلے تو لوگوں نے پوچھا، حضور کیسے ہیں؟ فرمایا، بحمد اللہ! اچھے ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا،

تم تین دن بعد غیروں کے تابع ہو گے۔ بخدا میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول کریم ﷺ اس بیماری میں وصال فرمائیں گے۔ بے شک میں خاندان عبد المطلب کے چہرے پہچان لیتا ہوں کہ موت کے وقت کیسے ہوتے ہیں۔ تم ہمیں نبی کریم ﷺ کے پاس لے چلو تاکہ حضور ﷺ سے پوچھیں کہ امر خلافت کس کے پاس ہو گا۔ اگر آپ نے ہمارے متعلق فرمایا تو ہمیں معلوم ہو جائے گا اور اگر آپ نے کسی اور کے متعلق فرمایا تو وہ بھی ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ ہم عرض کریں گے کہ آپ ہمارے لئے وصیت فرما دیں۔

یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "خدا کی قسم! اگر ہم نے رسولُ اللہ ﷺ سے اس کا سوال کیا اور حضور ﷺ نے منع فرمایا تو لوگ ہمیں کبھی خلافت نہیں دیں گے۔ خدا کی قسم! ہم رسولُ اللہ ﷺ سے اس کا سوال نہیں کریں گے"۔ [632]

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ نے کسی کو اپنا جانشین اور خلیفہ نہیں بنایا تھا بلکہ خلیفہ کے انتخاب کا حق اپنے صحابہ کو دیا تھا۔

اس حدیث سے روافض کے باطل دعووں کی نفی بھی ثابت ہو رہی ہے جو کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلا فصل بنا دیا تھا اور آپ کی خلافت کے لیے وصیت فرما دی تھی لیکن (معاذ اللہ) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انھیں محروم کر دیا۔

631...الصواعق المحرقۃ، الفصل الثانی فی فضائلہ، تاریخ مدینۃ دمشق، ج42، ص442

632...بخاری، کتاب الاستئذان، باب المعانقۃ، حدیث:6266

اگر حدیثِ قرطاس سے اور حدیث "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلا فصل ہوتی تو آپ یہ نہ فرماتے، فَمَنَعْنَاهَا لَا يُعْطِينَاهَا النَّاسُ۔ "اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا تو لوگ ہمیں کبھی خلافت کا حق نہیں دیں گے" بلکہ آپ فرماتے، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو مجھے کئی مرتبہ اپنا خلیفۂ بلا فصل بنا چکے ہیں اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملے کی دوبارہ توثیق کرا لیتے ہیں، کوئی مضائقہ نہیں"، لیکن انھوں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی کیونکہ وہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ کو زیادہ سمجھنے والے ہیں۔

حق یہ ہے کہ اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ اندیشہ بیان فرما رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خلافت کا امر دینے سے منع بھی فرما سکتے ہیں، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بابِ مدینۃ العلم یہ جان چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلافت کے منصب پر فائز دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ سمجھنا اس لیے بھی دشوار نہیں تھا کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرضِ وصال میں نمازوں کی امامت کے لیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مقرر فرما کے گویا انہیں اپنا خلیفہ بنا دیا تھا۔

اگر خلفائے راشدین کے معاملے میں غور کیا جائے تو یہ بات بھی بالکل واضح ہوتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفۂ بلا فصل منتخب ہونے کی صورت میں خلفائے ثلاثہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت و نیابت کے منصب پر فائز ہی نہ ہو پاتے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت ہی میں وصال پا جاتے۔

چونکہ رب تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اس میں تھی کہ وہ تینوں حضرات خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی نعمت سے سرفراز ہوں اس لیے رب کریم نے صحابہ کرام کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ وہ اسی ترتیب سے خلیفہ کا انتخاب کریں جس ترتیب سے وہ دنیا سے وصال فرمانے والے ہیں تاکہ وہ تینوں حضرات بھی محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ و نائب ہونے کا شرف حاصل کر لیں۔

مسئلہ فدک کی حقیقت:

مسلمانوں کو جو اموال واملاک کفار سے لڑائی کے بعد حاصل ہوتے ہیں اُنہیں مالِ غنیمت کہتے ہیں اور جو بغیر لڑائی کے حاصل ہوں اُنہیں مالِ فئے کہتے ہیں۔ مالِ غنیمت کے احکام سورۃ الانفال کی آیت ۴۱ میں یوں بیان ہوئے ہیں،

وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِله خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا۔

”اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کا ہے اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر اور اس پر جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا“۔(633)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مالِ غنیمت کے پانچ حصے کیے جائیں جس میں سے چار حصے لڑنے والے مجاہدین میں تقسیم کر دیے جائیں اور پانچواں حصہ اس آیت میں مذکور مصارف کے لیے وقف کر دیا جائے۔

مالِ فئے کے احکام سورۃ الحشر کی آیت ۷ میں بیان ہوئے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا،

مَا اَفَآءَ الله عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ۔(634)

”جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے وہ اللہ اور رسول کی ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے“۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ مالِ فئے کسی کی شخصی ملکیت نہیں ہوتا بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول، حضور کے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور

633...پ10،انفال،41

634...پ28،حشر:7

مسافروں کا حق ہے۔

فَدَک، مدینہ منورہ سے تین منزل کے فاصلے پر ایک علاقہ تھا جس میں کھجور کے باغات، زرعی زمینیں اور چشمے تھے۔ فدک، خیبر اور بنو نُضیر کے بعض علاقے اموالِ فئے میں سے تھے اور آقا و مولیٰ ﷺ نے ان کی آمدن کو اپنی، اہلِ بیت کی اور دیگر مسلمانوں کی ضروریات کے لیے وقف فرما دیا تھا جیسا کہ بخاری و مسلم اور دیگر کتبِ احادیث سے ثابت ہے۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ جو چیز وقف ہو وہ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہوتی، نہ وہ کسی کو ہبہ کی جا سکتی ہے اور نہ ہی اس میں وراثت جاری ہو سکتی ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ فدک کی آمدن کو جن مصارف میں خرچ فرماتے تھے سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفائے راشدین نے بھی اس آمدن کو انہی مصارف میں خرچ کیا۔ شیعہ حضرات کا کہنا یہ ہے کہ باغِ فدک کی وارث صرف سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں اور سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فدک کی وراثت سے محروم کر کے بڑا ظلم کیا (العیاذ باللہ)۔

اولاً یہ بات ثابت شدہ ہے کہ فدک اموالِ فئے میں سے تھا اس لیے اس پر وراثت کا حکم نافذ نہیں ہو سکتا تھا۔

ثانیاً یہ کہ بالفرض فدک اگر حضور ﷺ کی میراث ہوتا تو پھر وراثت کا حق صرف حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی کا نہ ہوتا بلکہ امہاتُ المؤمنین، حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور دیگر ورثاء بھی حصہ دار ہوتے۔ پس صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وراثت کا حقدار قرار دینا اور دیگر ورثاء کو محروم کر دینا قرآنی آیات کی صریح خلاف ورزی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کے ذریعہ پیغام بھیجا اور حضور کی میراث کا مطالبہ کیا جو مدینے اور فدک میں بطور فے اور خیبر کے خمس میں سے حضور ﷺ کو ملا تھا۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا،

اِنَّ رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ، لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَۃٌ اِنَّمَا یَاْکُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِیْ ھٰذَا الْمَالِ

وَاِنِّیْ وَاللهِ لَا اُغَیِّرُ شَیْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنْ حَالِهَا الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْهَا فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وَلَاَعْمَلَنَّ فِیْهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

رسولُ اللہ ﷺ کا ارشاد ہے، ہم کسی کو وارث نہیں بناتے، جو مال ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ البتہ آلِ رسول ﷺ اس مال میں سے کھاتے رہیں گے۔ (پھر فرمایا) خدا کی قسم! میں حضور کے صدقہ (خرچ کرنے کے طریقے) میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا۔ جس طرح وہ عہدِ نبوت میں خرچ ہوتا تھا اسی طرح اب بھی خرچ ہوگا اور میں ان اموال میں ایسا ہی کروں گا جس طرح رسول کریم ﷺ کیا کرتے تھے"۔(635)

آپ غور فرمایئے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فدک کا مطالبہ ہوا تو آپ نے حدیثِ رسول سنائی اور یہ بھی فرمایا کہ اس کی آمدن آلِ رسول ﷺ پر صرف ہوگی اور جس طرح میرے آقا ومولیٰ ﷺ اسے خرچ فرماتے تھے، میں اُن کی اتباع میں اسی طرح خرچ کروں گا۔ کیا اس میں کوئی قابلِ اعتراض بات ہے؟ یقیناً ہرگز نہیں۔

بعض منکرین اندھے تعصب میں یہ افترا کرتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اہلبیت کا حق غصب کرنے کے لیے خود سے گھڑ لی (معاذ اللہ)۔ حق یہ ہے کہ یہ حدیث متعدد اکابر صحابہ کرام سے مروی ہے۔

حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عثمان، عبدالرحمن بن عوف، حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص آئے، پھر حضرت علی اور حضرت عباس بھی آ گئے رضی اللہ عنہم۔ آپ نے پہلے اولُ الذکر صحابہ سے دریافت کیا، "کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ "ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے"۔ سب نے کہا، ہاں رسولُ اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی و حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے مخاطب ہو کر فرمایا، میں آپ دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا آپ دونوں جانتے ہیں کہ رسولُ

635...بخاری، کتاب فرض الخمس، باب فرض الخمس، حدیث:3093

اللہ ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے؟ ان دونوں حضرات نے اقرار کیا، بیشک رسولُ اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے۔[636]

صحیح بخاری کتاب الفرائض میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس باب میں حضرت عمر، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد، حضرت عائشہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایات مذکور ہیں۔[637]

اس طرح اس حدیث کے مندرجہ ذیل راوی ہوئے۔

1۔ حضرت ابو بکر، 2۔ حضرت عمر، 3۔ حضرت عثمان، 4۔ حضرت علی، 5۔ حضرت عباس، 6۔ حضرت عائشہ، 7۔ حضرت طلحہ، 8۔ حضرت زبیر، 9۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف، 10۔ حضرت سعد بن ابی وقاص، 11۔ حضرت ابوہریرہ۔ رضی اللہ عنہم

ان میں سے آٹھ صحابہ کرام عشرہ مبشرہ ہیں۔ اب خاندانِ اہلبیت کی ایک اہم گواہی ملاحظہ کیجیے۔ حضرت زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم نے فرمایا، اگر میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جگہ ہوتا تو میں بھی فدک کے متعلق وہی فیصلہ کرتا جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔[638]

شیعہ حضرات کی مشہور و معتبر کتاب اصول کافی میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، "علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ بیشک انبیاء کسی کو درہم و دینار (یعنی مال) کا وارث نہیں بناتے بلکہ علم کا وارث بناتے ہیں"۔[639]

کیا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوئیں؟

شیعہ حضرات بخاری کی ایک روایت سے یہ وسوسہ اندازی کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فدک نہ ملنے پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوگئی تھیں اور زندگی بھر ان سے قطع تعلق کیے

636...بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب، باب ما یکرہ من التعمق، حدیث:7305
637...ترمذی، کتاب السیر، باب ماجاء فی ترکۃ رسول اللہ۔۔۔ الخ، حدیث:1608
638...سنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب قسم الفیئ والغنیمۃ، باب بیان مصرف اربعۃ۔۔۔ الخ، حدیث:12744
639...اصولِ کافی، صفحہ 18

رکھا۔ یہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اسوۂ جمیلہ پر عظیم بہتان ہے۔

رسول کریم ﷺ نے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرنے کو حرام کیا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دنیاوی مال نہ ملنے کے غم میں چھ ماہ تک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ناراض رہی ہوں، جبکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فدک کی آمدن دینے سے قطعاً انکار نہیں کیا بلکہ حدیثِ رسول ﷺ سنا کر یہ فرمایا کہ اس کی آمدن آلِ رسول ﷺ پر خرچ کی جائے گی۔ کوئی مومن یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ حدیثِ رسول ﷺ سن کر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوئی ہوں۔

اب ہم اس روایت کے الفاظ پر غور کرتے ہیں۔ فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فِيْ ذٰلِكَ فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ۔

”حضرت فاطمہ اس پر حضرت ابو بکر سے ناراض ہو گئیں اور ان سے اس کے متعلق کلام نہ کیا یہاں تک کہ انتقال کر گئیں“۔ (640)

دوسری روایت کے الفاظ ہیں، فغضبت فاطمة وهجرت ابابكر۔ ”پس ناراض ہوئیں فاطمہ اور ابو بکر سے اس معاملے میں بات کرنا چھوڑ دی“۔ (641)

یہ بات قابلِ غور ہے کہ فَوَجَدَتْ یا فَغَضَبَتْ کے الفاظ نہ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہیں اور نہ ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بلکہ یہ بعد کے راویوں میں سے کسی کی قیاس آرائی ہے۔ راوی نے ظاہری واقعہ سے جو نتیجہ اخذ کیا وہ اس نے بیان کر دیا۔ راوی کا عادل اور ثقہ ہونا اپنی جگہ لیکن نتیجہ اخذ کرنا غلط فہمی پر مبنی ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے حدیثِ رسول سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا خاموش ہو جانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ حدیثِ رسول ﷺ سن کر مطمئن ہو گئیں۔ اور ترکِ کلام کی حقیقت یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اس مال کے بارے میں پھر گفتگو نہ کی۔

640...بخاری، کتاب فرض الخمس، باب فرض الخمس، حدیث:3093

641...بخاری، کتاب فرض الخمس، باب فرض الخمس، حدیث:3093

اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو عمرو بن شیبہ سے مروی ہے،

فلم تکلمه فی ذلك المال۔ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے اس مال کے بارے میں پھر کبھی کوئی گفتگو نہ کی۔(642)

ویسے بھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا لوگوں سے بہت کم میل جول رکھتیں اور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد ان کی جدائی کے غم میں تو آپ علیل اور گوشہ نشین ہو گئی تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب بیمار ہوئیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور ان کی رضا مندی چاہتے ہوئے فرمایا،

میرا تمام مال اور میری تمام اولاد سب اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور اہلبیت کی رضا کے لیے وقف ہے۔ یہ سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا راضی ہو گئیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اس حدیث کی سند صحیح ہے۔(643)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضا مندی چاہنا بالکل ویسے ہی ہے جیسے کوئی کسی جاں بہ لب مریض سے معافی کا خواستگار ہو کر اس کی رضا مندی اور دلجوئی چاہتا ہے اور مریض اپنے راضی ہونے کا اظہار کرتا ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ واقعی حقیقت میں کوئی ناراضگی تھی۔ فدک کے مسئلہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے راضی رہنا تو شیعہ حضرات کی کتب سے بھی ثابت ہے۔

شیعہ عالم کمال الدین میثم البحرانی لکھتے ہیں، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جب یہ فرمایا، "میں اللہ کو گواہ بنا کر عہد کرتا ہوں کہ فدک کے معاملے میں وہی کچھ کروں گا جس طرح رسول کریم ﷺ کیا کرتے تھے"، یہ سن کر حضرت سیدہ راضی ہو گئیں اور اس بات پر عمل پیرا رہنے کا پختہ وعدہ کر لیا۔(644)

642...عمدۃ القاری، کتاب الفرائض، باب قول النبی لانورث۔۔۔الخ، تحت الحدیث:5276

643...سنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب قسم الفیئ والغنیمۃ، باب بیان مصرف اربعۃ۔۔۔الخ، حدیث:12735

644...شرح نہج البلاغۃ جلد 5 ص 107

ایک روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خبر نہ دی۔ اس کی وجہ شارحین نے یہ لکھی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تیمار داری کے لیے پہلے ہی سے وہاں موجود تھیں بلکہ انہیں غسل و کفن بھی آپ ہی نے دیا۔ اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اطلاع نہیں دی کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اطلاع کر دی ہو گی۔ بلکہ بعض روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہی حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

طبقاتِ ابن سعد میں امام شعبی اور امام ابراہیم نخعی رحمہا اللہ سے دو روایتیں موجود ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی نماز جنازہ حضرت ابو بکر نے پڑھائی۔

الحمدللہ! ان دلائل سے ثابت ہو گیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے درمیان کسی قسم کی ناراضگی نہیں تھی اور وہ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کے مظہر تھے۔

اب آخر میں ایک دلچسپ واقعہ پیشِ خدمت ہے جسے امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں تحریر کیا ہے۔

جب بنو عباس کا پہلا خلیفہ سفاح پہلا خطبہ دینے کے لیے کھڑا ہوا تو ایک شخص قرآن پاک گلے میں لٹکائے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا، اے خلیفہ! میرے اور میرے دشمن کے درمیان اس قرآن کے مطابق فیصلہ کر۔ خلیفہ نے پوچھا، تیرا دشمن کون ہے؟ وہ بولا، میرا دشمن ابو بکر ہے جس نے اہلبیت کو فدک نہیں دیا۔ خلیفہ نے پوچھا، کیا ابو بکر نے تجھ پر ظلم کیا؟ اس نے کہا، ہاں۔ پھر پوچھا، کیا اس کے بعد والوں نے بھی ظلم کیا؟ اس نے کہا، ہاں۔ خلیفہ نے پوچھا، کیا عثمان نے بھی؟ کہا، ہاں۔ پوچھا، کیا علی نے بھی ظلم کیا؟ اب اس پر سکتہ طاری ہو گیا اور وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔

حق یہ ہے کہ جس طرح حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم نے فدک کی آمدن کو صرف کیا، حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں انہی کی پیروی کی اور ازراہِ وراثت کسی کو اس میں سے کچھ نہ دیا۔ اگر فدک وراثت ہوتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اس کی تقسیم فرض تھی لیکن سیدنا

علی رضی اللہ عنہ اور بعد کے ائمہ اہلبیت نے سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کے طریقے کی پیروی کر کے یہ ثابت کر دیا کہ حدیث "لا نورث ما ترکنا صدقة" حق ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کب بیعت ہوئے؟

امام بخاری اور امام مسلم نے ابن شہاب زہری کی سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ تک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت نہیں کی۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر سے بیعت کر لی۔

اسی روایت میں مذکور ہے کہ "حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کلمۂ شہادت پڑھ کر فرمایا، اے ابو بکر! ہم آپ کی فضیلت کو پہچانتے ہیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے (یعنی خلافت و مرتبہ) اسے بھی جانتے ہیں اور اسے آپ سے چھیننا نہیں چاہتے لیکن آپ نے خود ہی یہ (حکومت) حاصل کر لی (یعنی ہمیں مشورہ میں شریک نہیں کیا) حالانکہ رسولُ اللہ ﷺ سے قرابت کی بناء پر ہم بھی اس (مشورے) میں اپنا حق سمجھتے تھے۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! رسولُ اللہ ﷺ کے قرابت داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا مجھے اپنے قرابت داروں سے زیادہ محبوب ہے اور جن اموال کی وجہ سے میرے اور تمہارے درمیان اختلاف ہوا ہے، میں نے ان میں سے کسی حق کو ترک نہیں کیا۔ میں نے رسولُ اللہ ﷺ کو جو جو کام کرتے ہوئے دیکھا میں نے انہیں ترک نہیں کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا، میں دوپہر کے بعد بیعت کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ ظہر کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے منبر پر کلمۂ شہادت پڑھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیعت میں تاخیر کرنے کا عذر بیان کیا۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کلمۂ شہادت پڑھ کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حق کی عظمت بیان کی اور یہ بتایا کہ ان کی تاخیر کا سبب یہ نہیں کہ وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خلاف خلافت میں رغبت رکھتے تھے اور نہ وہ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اس فضیلت کا انکار کرتے تھے جو رب تعالیٰ نے انہیں دی ہے بلکہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اس حکومت (کے مشورے) میں ہمارا بھی کچھ حق ہے جس سے انہوں نے ہمیں محروم کر دیا (یعنی ہمارے مشورے کے بغیر خلیفہ کا انتخاب کرلیا) اس سے ہمیں دکھ پہنچا۔

اس بیان سے مسلمان خوش ہو گئے اور سب نے کہا، آپ نے درست فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب اس معروف کام کو اختیار کر لیا تو مسلمان پھر ان کی طرف مائل ہو گئے۔[645]

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے متعلق اپنی تحقیق یوں بیان کی ہے، ”زہری کی یہ روایت منقطع ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وصال تک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت نہیں کی تھی۔ اور حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی عام بیعت کے وقت ہی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی تھی۔

مذکورہ روایت سے شاید زہری کی مراد یہ ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیعت کرنے کے بعد چھ ماہ تک گھر میں (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری میں) مصروف رہے اور اس کے بعد دوبارہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور بیعت کے تقاضے پورے کیے“۔[646]

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ کی جس روایت کا ذکر کیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہے، آپ نے فرمایا،

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو انصار میں سے ایک شخص نے کہا، اے مہاجرین! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی شخص کو کہیں کا عامل بناتے تو ہم میں سے بھی ایک شخص کو اس کے ساتھ عامل بناتے۔ اس لیے ہم یہ چاہتے ہیں کہ خلافت کے لیے بھی دو شخص مقرر کیے جائیں، ایک تم میں سے ہو اور ایک ہم میں سے۔ پھر دوسرے انصاری مقررین نے بھی اسی طرح کی تقاریر کیں۔ ان کے بعد حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا،

645... بخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ خیبر، حدیث:4240

646... سنن الکبری للبیہقی، کتاب قسم الفیئ والغنیمۃ، بیان مصرف....الخ، حدیث:12732

رسول اللہ ﷺ مہاجرین میں سے تھے لہٰذا ان کا خلیفہ بھی مہاجرین میں سے ہونا چاہیے اور جس طرح ہم رسول کریم ﷺ کے انصار تھے اس طرح ہم ان کے خلیفہ کے بھی انصار و مددگار رہیں گے۔ یہ کہہ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا، یہ تمہارے صاحب اور امیر ہیں، اِن سے بیعت کرلو۔ پھر سب نے بیعت کرلی۔

جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھ گئے اور لوگوں پر نظر ڈالی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نظر نہیں آئے۔ آپ نے ان کے متعلق دریافت کیا۔ بعض انصاری انہیں بلا کر لائے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے رسولُ اللہ ﷺ کے چچازاد اور داماد! کیا آپ مسلمانوں کے اتحاد کو توڑنا چاہتے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! مجھے ملامت نہ کریں۔ پھر انہوں نے بیعت کرلی۔

پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجمع میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو نہ پایا تو لوگ انہیں بھی بلا کر لائے۔ آپ نے ان سے بھی فرمایا، اے رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد اور آپ کے مددگار! کیا آپ مسلمانوں کے اتحاد کو توڑنا چاہتے ہیں؟

انہوں نے بھی کہا، اے رسولُ اللہ ﷺ کے خلیفہ! مجھے ملامت نہ کریں۔ پھر انہوں نے بھی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلی۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو روایت کر کے فرمایا، یہ حدیث امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔(647)

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ، شرح بخاری میں فرماتے ہیں، امام ابن حبان اور دیگر محدثین نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شروع ہی میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کرلی تھی اور یہ روایت بخاری و مسلم کی اس روایت سے زیادہ صحیح اور اس پر راجح ہے۔

647...مستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، حدیث:4457

اگر بخاری و مسلم کی مذکورہ روایت کو تسلیم کیا جائے تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری میں مشغول رہنے کی وجہ سے چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اکثر وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مجلس سے غیر حاضر رہے تھے اس لیے لوگوں کے اطمینان کی خاطر آپ نے دوبارہ آکر بیعت کی تجدید کی۔(648)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلافت کا اصل حقدار جانتے تھے، یہ بات متعدد روایات سے ثابت ہے۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا، ہمیں اس بات سے تکلیف پہنچی کہ ہمیں خلافت کے مشورے میں شریک نہیں کیا گیا حالانکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے یارِ غار ہیں، ہم ان کے شرف و بزرگی کو پہچانتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیاتِ ظاہری میں آپ کو نمازوں کی امامت کا حکم فرمایا تھا۔(649)

اس بات کی تائید سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو ہم نے خلافت کے متعلق غور کیا۔ ہم نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نمازوں کے لیے ہم سب کا امام بنایا تھا۔ پس ہم اپنی دنیا یعنی خلافت کے معاملے میں اس شخص سے راضی ہو گئے جس پر ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ ہمارے دین کے معاملے میں راضی تھے"۔(650)

648...فتح الباری، کتاب فرض الخمس، باب فرض الخمس، تحت الحدیث:3094

649...تاریخ الخلفاء، ص53 قدیمی کتب خانہ کراچی

650...ابن عساکر، عبد اللہ ویقال عتیق بن عثمان بن قحافۃ۔۔۔الخ

چند شبہات کا ازالہ

روافض یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے نو ہجری میں پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حج کا امیر بنایا تھا پھر آپ کو معزول کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمادیا۔

یہ بات بالکل غلط ہے۔ دراصل اس وقت تک کعبہ میں مشرکین برہنہ طواف کیا کرتے تھے۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امیرِ حج بنا کر بھیجا اور انہیں حج کے تحریری احکام بھی عطا فرمائے۔ پھر ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ وہ مشرکین کو سورہ توبہ کی ابتدائی آیات پڑھ کر سنا دیں۔

جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچے تو آپ نے پوچھا، امیر بن کر آئے ہو یا مامور؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی، میں مامور ہوں۔ آٹھ ذوالحجہ کو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حج کا خطبہ دیا اور لوگوں کو حج کے مسائل سکھائے۔ دس ذوالحجہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سورہ توبہ کی آیات سنائیں اور حضور ﷺ کے احکام پہنچائے۔[651]

عربوں میں معروف رواج تھا کہ جب کوئی معاہدہ کرنا یا توڑنا ہوتا تو یہ کام یا تو صاحبِ معاملہ خود کرتا یا اس کا کوئی قریبی رشتہ دار، تاکہ شک وشبہ نہ رہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے مشرکوں سے برأت کا اعلان کرنے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

یہ بھی ذہن نشین رہے کہ یہ اعلان کرنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ تنہا نہیں تھے۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کے ساتھ یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی برہنہ طواف کرے۔

ترمذی وحاکم و بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ اعلان کرتے اور جب وہ تھک جاتے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ یہ اعلان کرتے۔

651...روح المعانی، توبہ، تحت الآیۃ:40

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ اس سال امیرِ حج سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی تھے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ عربوں کے مذکورہ رواج کو پورا کرنے آئے تھے۔ اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے مقرر کردہ اعلان کرنے والوں کو معزول نہیں کیا بلکہ ان کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا شریکِ کار بنا دیا۔

روافض کا دوسرا شبہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوصال میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پہلے امام مقرر فرمایا تھا مگر بعد میں امامت سے معزول کر دیا تھا۔لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیر کے دن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ صحابہ کو نماز فجر پڑھا رہے تھے کہ اچانک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا پردہ اٹھا کر لوگوں کو صفیں باندھے دیکھا تو تبسم فرمایا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس خیال سے پیچھے ہٹنے لگے کہ شاید آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک کے اشارے سے فرمایا، اپنی نماز پوری کرو۔ پھر آپ نے حجرے کا پردہ گرا دیا۔ اور اسی روز چاشت کے وقت آپ کا وصال ہو گیا۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہو گیا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ ظاہری تک امامت فرماتے رہے اور اس بارے میں کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا اور اسی بات کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی خلافت کی دلیل سمجھ کر آپ سے بیعت کی جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا۔ ایک روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے ایام میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سترہ (۱۷) نمازوں کی امامت فرمائی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں سے سوائے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی البتہ ایک سفر میں حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک رکعت ادا فرمائی ہے۔ یہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایسا اعزاز ہے جو دیگر خلفائے راشدین میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوا۔

روافض یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم نے سیدنا ابو بکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی جو تعریف کی ہے وہ محض تقیہ کے طور پر ہے یعنی جو وہ لوگوں سے کہتے تھے، ان کے دل میں اس کے

برعکس ہوتا تھا۔(معاذ اللہ)

بلاشبہ ایسا عقیدہ شیر خدا اور ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم پر عظیم بہتان ہے۔ امام دار قطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابوجیفہ محبت کی بناء پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس امت کا افضل ترین شخص کہا کرتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ ابوجیفہ لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے بہت مغموم ہے تو آپ نے اسے گھر بلا کر فرمایا، میں تجھے اس امت کے افضل ترین شخص کے بارے میں بتاؤں؟ وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔

ابوجیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات مجھ سے بالمشافہ کہی، میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا کہ جب تک میں زندہ ہوں، ان کی اس حدیث کو نہیں چھپاؤں گا۔

جو کوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس بات کو تقیہ کہتا ہے وہ بے عقل اور کذاب ہے۔ یہ بات آپ نے علیحدگی میں اپنے زمانۂ خلافت میں کہی ہے پھر آپ نے اسے کوفہ کے منبر پر بھی بیان فرمایا ہے اور کوفہ میں آپ اہلِ بصرہ کی جنگ سے فراغت کے بعد تشریف لائے ہیں۔ یہ بات نہایت قوی اور زبردست نافذ ہونے والا حکم ہے کیونکہ یہ بات آپ نے حضراتِ شیخین کے وصال کے طویل عرصہ بعد فرمائی ہے۔

جب امام باقر رضی اللہ عنہ نے حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہما سے محبت کا اظہار کیا تو کسی نے کہا، لوگوں کا خیال ہے کہ آپ یہ بات تقیہ کے طور پر کہہ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا، زندوں سے ڈرا جاتا ہے نہ کہ مُردوں سے۔ اللہ تعالیٰ ہشام بن عبد الملک کے ساتھ اس طرح سلوک کرے۔

پھر امام ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں، اس جلیل القدر امام نے ہشام کے لیے بد دعا کر کے منحوس تقیہ کا باطل ہونا واضح کیا کیونکہ ہشام آپ کے زمانے کا طاقت و شوکت والا بادشاہ تھا۔ جب آپ اس سے نہیں ڈرے جس کی حکومت و شوکت اور قوت و قہر سے لوگ ڈرتے تھے تو آپ ان سے کیسے ڈر و خوف رکھتے جو وصال پا چکے تھے اور جنہیں ظاہری طور پر حکومت و اقتدار بھی حاصل نہیں تھا۔

جب امام باقر رضی اللہ عنہ کا یہ حال ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جبکہ ان کے اور امام باقر رضی اللہ عنہ کے درمیان قوت و شجاعت، کثرتِ تعداد و تیاری اور سخت جنگ کرنے میں کوئی نسبت ہی

نہیں۔ وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے۔

حق یہی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی مدح و ثناء فرمائی ہے اور انہیں امت میں افضل ترین قرار دیا ہے۔[652]

سبائی فتنہ کی ابتدا:

ابن عساکر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن سبا ایک یمنی سیاہ فام لونڈی کا بیٹا ہے۔ یہ یہودی تھا، اس نے اپنا اسلام ظاہر کر کے مسلمانوں میں شر و فساد پھیلانے کے لیے کئی شہروں کے دورے کیے۔

علماء کہتے ہیں، یہ اپنی یہودیت کے زمانے میں یوشع بن نون علیہ السلام کے بارے میں غلو کرتے ہوئے کہا کرتا تھا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی ہیں۔ اسلام ظاہر کر کے اسی قسم کی بات یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہنے لگا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے یہ مشہور کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا عقیدہ رکھنا فرض ہے۔ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین پر اعلانیہ تبرا کیا اور ان کو کافر کہا۔

حافظ ابن حجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ بعض لوگوں نے سیدنا ابو بکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو اس لیے برا کہنے کی جرأت کی ہے کہ وہ اس معاملے میں آپ کو اپنا ہم خیال سمجھتے ہیں۔ یہ نظریہ رکھنے والوں میں عبداللہ بن سبا بھی ہے جس نے سب سے پہلے اس خیال کا اظہار کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا،

”میں ان کے متعلق اپنے دل میں ایسے خیالات رکھنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ جو شخص ان کے متعلق خوبی اور اچھائی کے سوا کوئی اور بات اپنے دل میں پوشیدہ رکھتا ہو، اس پر اللہ کی لعنت ہو“۔

پھر آپ نے ابن سبا کو شہر بدر کر کے مدائن کی طرف بھیج دیا۔ ائمہ کہتے ہیں کہ ابن سبا یہودی تھا جس نے اسلام ظاہر کیا تھا۔ یہ روافض کے گروہ کا بڑا راہنما تھا۔ ان لوگوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس

652...صواعق المحرقۃ، الفصل الثانی، فی فضائلہ

وقت شہر بدر کیا جب انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں اُلوہیت پائی جاتی ہے۔(653)

ابوالجلاس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابن سبا سے یہ فرماتے ہوئے خود سنا کہ "اللہ کی قسم! مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسی راز کی بات نہیں بتائی جس کو کسی سے چھپایا ہو، اور میں نے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد خود سنا کہ قیامت سے پہلے تیس جھوٹے دجال ہونگے، تُو بھی انہی میں سے ایک ہے"۔(654)

امام دار قطنی رحمہ اللہ نے ایک طویل روایت تحریر کی ہے جس کے آخر میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منبر پر بیٹھ کر حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی مدح وثناء فرمائی اور آخر میں فرمایا،

"اُس ذات کی قسم جو دانے کو پھاڑتا اور جان کو پیدا کرتا ہے، ان دونوں سے صاحبِ فضیلت مومن محبت کرتا ہے جبکہ بد بخت اور دین سے نکل جانے والا ان سے بغض اور مخالفت رکھتا ہے"۔

بعض روایات کے مطابق یہ بھی فرمایا، "لوگو سن لو! اگر مجھے یہ اطلاع پہنچی کہ فلاں شخص مجھے حضراتِ شیخین پر فضیلت دیتا ہے تو میں اسے بہتان لگانے والے کی حد یعنی اَسّی (۸۰) دُرے لگاؤں گا"۔(655)

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ابن سبا نے:

اولاً: لوگوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل جاننے کی دعوت دی۔

ثانیاً: صحابہ اور خلفائے راشدین کو کافر و مرتد قرار دینے کی بات کی۔

ثالثاً: لوگوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خدا ہونے کی دعوت دی۔

اس نے اپنے پیروؤں میں سے ہر ایک کو اس کی استعداد کے مطابق اغوا واضلال کے جال میں پھانسا۔ پس وہ علی الاطلاق رافضیوں کے تمام فرقوں کا مقتدا ہے۔(656)

653... الصواعق المحرقہ، الفصل الرابع فی نبذ من کلماتہ۔۔۔ الخ

654... لسان المیزان، حرف العین، من اسمہ عبد اللہ، رقم:1225

655... بخاری، کتاب الادب، باب من کفر اخاہ بغیر تاویل...، حدیث:6104

656... تحفہ اثنا عشریہ، ص97

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما آقا و مولیٰ ﷺ کے صحابی، اُمُّ المؤمنین سیدہ اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی اور کاتبِ وحی ٔ الٰہی ہیں۔ ۷ھ میں اسلام قبول کیا مگر اپنے والدین کے خوف سے اپنے اسلام کو مخفی رکھا۔ ۸ھ میں فتحِ مکہ کے بعد جب آپ کے والدین اسلام لے آئے تو آپ نے بھی اپنے اسلام کا اظہار کر دیا۔ آپ رسول کریم ﷺ کی قیادت میں غزوۂ حنین میں شریک ہوئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بارگاہِ نبوی میں وحی کی کتابت اور خطوط کی کتابت کا فریضہ انجام دیا کرتے تھے۔ آپ سے ایک سوتریسٹھ (۱۶۳) احادیث مروی ہیں۔ سیدنا ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر اور دیگر صحابہ و تابعین کرام رضی اللہ عنہم آپ سے احادیث روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کی راویوں کے متعلق سخت شرائط ہیں، انہوں نے بھی آپ سے صحیحین میں کئی احادیث روایت کی ہیں۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سرکارِ دوعالم ﷺ کو یہ فرماتے سنا، الٰہی! معاویہ کو حساب کتاب سکھا دے اور اس کو عذاب سے محفوظ رکھ۔ (657)

آپ فہم و تدبر، علم و دانائی اور صبر و تحمل میں بڑے مشہور تھے۔ ایک بار حضور ﷺ نے آپ کے لیے یہ دعا فرمائی، "اے اللہ! معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت عطا فرما"۔ (658) (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن غیب جاننے والے آقا و مولیٰ ﷺ نے مجھ سے فرمایا، اے معاویہ جب تجھے کسی جگہ کا حاکم بنایا جائے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور عدل و انصاف پر قائم رہنا۔ مجھے اس وقت سے یقین ہو گیا تھا کہ مجھے حکومت کی ذمہ داری سونپی جائے گی۔ (659)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ مجھے خلافت ملنے کی اس وقت سے امید پیدا ہو گئی تھی جب آقا

657... مسند امام احمد بن حنبل، حدیث العرباض بن ساریہ، حدیث: 17152

658... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاویہ بن ابی سفیان، حدیث: 3842

659... مسند ابی یعلی، حدیث معاویہ بن ابی سفیان، حدیث: 7380

ومولیٰ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ ”اے معاویہ! جب تم بادشاہ بن جاؤ تو لوگوں سے اچھی طرح پیش آنا“۔[660]

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں دمشق فتح ہونے کے بعد وہاں کا گورنر آپ کے بڑے بھائی حضرت یزید بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ ان کے انتقال کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کی جگہ گورنر بنا دیا۔ بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں آپ کو پورے شام کا گورنر بنا دیا۔ آپ کی حکمرانی کا عرصہ شمار کیا جائے تو ۱۷ھ سے ۶۰ھ تک تینتالیس سال آپ نے کامیاب حکومت کی ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کیا۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے ہمراہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے دریافت کیا، آپ علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کر رہے ہیں، کیا آپ خود کو ان کے ہم رتبہ سمجھتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا،

خدا کی قسم! مجھے یقین ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل و برتر ہیں اور میری نسبت حکومت و خلافت کے زیادہ مستحق ہیں۔ مگر کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ظلم سے شہید کیے گئے اور میں ان کا چچا زاد ہوں۔ میں ان کا ولی اور ان کے خون کے قصاص کا طالب ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کرو کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو میرے حوالے کر دیں، میں فوراً ان سے بیعت کر لوں گا۔[661]

معلوم ہوا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے کوئی اختلاف نہیں تھا۔

شریح بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا، اے امیر المؤمنین

660... مصنف ابی شیبہ، کتاب الدعا، الرجل یخال السلطان ماید عو، حدیث:182

661... البدایۃ والنہایۃ، فی ھذہ السنۃ اعنی سنۃ۔۔۔ الخ

!اہلِ شام پر لعنت کیجیے۔ یہ سنتے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اہلِ شام پر لعنت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ شام میں ابدال ہیں۔[662]

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے ایک نور کا ستون دیکھا جو میرے سر کے نیچے سے نکل کر بلند ہوتا ہوا ملک شام پر جا کر ٹھہر گیا۔[663]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خلافت مدینہ منورہ میں اور بادشاہت شام میں ہوگی۔[664]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو اول ملوکِ اسلام اور سلطنتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے بادشاہ ہیں۔ اس کی طرف توراتِ مقدس میں بھی اشارہ ہے کہ: مولدہٗ بمکۃ ومھاجرہٗ طیبۃ وملکہٗ بالشام۔ "وہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی"۔ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر کس کی؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔[665]

عروہ بن رُوَیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا اور کہنے لگا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ سے کشتی لڑو۔ اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا، میں تجھ سے کشتی لڑوں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، معاویہ کبھی مغلوب نہ ہوگا۔ چنانچہ کشتی ہوئی اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے پچھاڑ دیا۔ جب جنگِ صفین ہو چکی (تو عروہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بتائی) اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عروہ سے فرمایا، اگر تو اس حدیث کو مجھ سے ذکر کر دیتا تو میں معاویہ سے جنگ نہ کرتا۔[666]

جنگِ صفین سے واپسی پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے لوگو! تم معاویہ کی حکومت کو ناپسند نہ کرو۔

662...مسند امام احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، حدیث:896

663...مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب تسمیۃ من سمی اہل البدر، حدیث:6280

664...مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب تسمیۃ من سمی اہل البدر، حدیث:6279

665...فتاوی رضویہ، رسالہ اعتقاد الاحباب، ج29، ص357

666...تاریخ مدینہ دمشق، معاویہ بن صخر ابی سفیان۔۔۔الخ

یاد رکھو! اگر تم نے معاویہ کو کھو دیا تو تم دیکھو گے کہ لوگوں کے کندھوں سے ان کے سر اس طرح گریں گے جیسے اندرائن کے پھل گرتے ہیں۔(667)

حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگِ صفین کے دن اپنے ہونٹ چبا رہے تھے کہ اگر میں جان لیتا کہ صورتِ حال ایسی ہو جائے گی تو میں جنگ کے لیے نہ نکلتا۔(668)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ زار و قطار رونے لگے۔ آپ کی اہلیہ نے کہا، زندگی میں تو آپ ان سے لڑتے رہے ہیں، اب ان کی شہادت کی خبر سن کر رو کیوں رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا، کاش تمہیں معلوم ہوتا کہ اس امت نے آج کس قدر عظیم علم و فضل اور فقہ کو کھو دیا ہے۔(669)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ چھ ماہ خلیفہ رہے۔ اگر چاروں خلفائے راشدین کی خلافت کی مدت کو جمع کیا جائے تو یہ ساڑھے اُنیتس سال کا عرصہ بنتا ہے اور اگر اس میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کا عرصہ یعنی چھ ماہ بھی جمع کر لیا جائے تو کُل مدت پورے تیس سال ہو جاتی ہے جو کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ عالیشان کے مطابق خلافتِ راشدہ کی کُل مدت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، ”میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی پھر ملوکیت ہو جائے گی“۔(670) اس حدیث کو تمام اصحابِ سنن نے لکھا اور ابنِ حبان رحمہم اللہ نے اس کو صحیح کہا۔

امام حسن رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے چند شرائط پر صلح کر لی اور یوں آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ معجزہ ظاہر ہو گیا جو آپ نے فرمایا تھا کہ ”میرا یہ بیٹا مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا“۔ جب آپ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے تو ایک شخص نے کہا،

667... تاریخ مدینہ دمشق، ذکر اخبارہ علیہ السلام لما وقع من الفتن

668... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الجمل، باب ما ذکر فی صفین، حدیث:16

669... البدایۃ والنہایۃ، سنۃ ستین من الھجرۃ النبویۃ، ہذہ ترجمہ معاویہ

670... ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی الخلافۃ، حدیث:2226

آپ نے مسلمانوں کو ذلیل کر دیا۔ آپ نے فرمایا، یوں مت کہو، کیونکہ میں نے آقا و مولیٰ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ شب و روز کا سلسلہ چلتا رہے گا یہاں تک کہ معاویہ حاکم بن جائے گا۔ پس مجھے یقین ہو گیا کہ تقدیرِ الٰہی واقع ہو گئی ہے تو میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ اپنی حکومت کے لیے دونوں جانب کے مسلمانوں میں قتال اور خونریزی کراؤں۔ (671)

علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ آپ کی بیوی جعدہ کو یزید نے خفیہ طور پر یہ پیغام بھیجا کہ اگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیدو تو میں تم سے نکاح کرلوں گا۔ اس فریب میں آکر بدنصیب جعدہ نے آپ کو زہر دے دیا جس سے آپ شہید ہو گئے۔ جعدہ نے یزید کو لکھا کہ اپنا وعدہ پورا کرے تو اس نے جواب دیا، جب میں تجھ کو حسن کے نکاح میں گوارا نہیں کر سکا تو اپنے نکاح میں کس طرح گوارا کروں گا۔ (672)

امام حسین رضی اللہ عنہ نے بہت کوشش کی کہ آپ زہر دینے والے کی نشاندہی کر دیں لیکن آپ نے نام بتانے کی بجائے یہ فرمایا، "مجھے جس پر گمان ہے اگر وہ اصل میں قاتل نہ ہوا تو کوئی بیگناہ قتل ہو جائے گا اور اگر وہی میرا قاتل ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ سخت انتقام لینے والا ہے"۔ آپ کی شہادت ۵۰ھ میں ہوئی۔

بعض متعصب و گمراہ لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باغی قرار دیتے ہوئے ان پر لعن طعن کرتے ہیں۔ باغی کے متعلق قرآن عظیم کا حکم ہے، فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰهِ۔ "تو اُس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے"۔ (673)

اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باغی ہوتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لازم تھا کہ ان سے مسلسل جنگ کرتے یہاں تک کہ وہ آپ کی خلافت کو تسلیم کر لیتے۔ لیکن آپ نے جنگ ختم کر دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ باغی نہیں تھے۔

671... تاریخ الخلفاء، ص153، قدیمی کتب خانہ

672... تاریخ الخلفاء، خلافتہ وتنازلہ عنھا

673... پ26، حجرات:9

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک فوج جرار کے ساتھ عین معرکہ جنگ میں ہتھیار رکھ دیے اور خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی (اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمالی)۔

اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ العیاذ باللہ فاجر یا ظالم یا غاصب تھے تو الزام امام حسن رضی اللہ عنہ پر آتا ہے کہ انہوں نے خلافت و حکومت خود اپنے اختیار وارادے سے ایسے شخص کے حوالے کر دی اور اسلام و مسلمین کی خیر خواہی کا خیال نہ فرمایا۔ اگر مدتِ خلافت ختم ہو چکی تھی اور آپ کو خود بادشاہت منظور نہیں تھی تو صحابہ حجاز میں کیا کوئی حکومت و دینی امور کے نظم و نسق کے قابل نہیں تھا جو حکومت انہیں کے حوالے کر دی؟

خدا کی قسم! یہ اعتراض تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے کہ جنہوں نے اپنی پیش گوئی میں ان کے اس فعل (یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح) کو پسند فرمایا اور ان کی سیادت کا نتیجہ ٹھہرایا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ آپ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا، "میرا یہ بیٹا سید ہے، مجھے امید ہے کہ اللہ عزوجل اس کے باعث اسلام کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے"۔[674]

بقول صدرُ الشریعہ، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر معاذ اللہ فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقتاً حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ بلکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ اللہ عزوجل پر طعن کرتا ہے۔[675]

علامہ شہاب الدین خفاجی، نسیم الریاض شرح شفا میں فرماتے ہیں، جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے، وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔[676]

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے۔ ان کا مجتہد ہونا سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حدیثِ صحیح بخاری میں بیان فرمایا ہے۔ مجتہد سے صواب و خطا دونوں صادر ہوتے ہیں۔ خطا دو قسم کی ہے، "خطاء عنادی"، یہ

674... فتاوی رضویہ، اعتقاد الاحباب، ج29، ص376

675... بہار شریعت، حصہ اول،

676... فتاوی رضویہ، ج29، ص254

مجتہد کی شان نہیں۔ اور "خطاء اجتہادی"، یہ مجتہد سے ہوتی ہے اور اس میں اس پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصلاً مؤاخذہ نہیں۔(677)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کی دلیل یہ آیت ہے، مَنْ قُتِلَ مَظْلُوماً فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰناً۔ "جو ناحق مارا جائے تو بیشک ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے"۔(678)

یعنی جو مظلوم قتل کر دیا جائے تو اس کے وارث کو قصاص کا حق ہے۔ اسی بناء پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کا مطالبہ کر رہے تھے جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گرد بڑی تعداد ایسے لوگوں کی تھی جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں پیش پیش تھے اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے حکومت مستحکم کیے بغیر قصاص لینا ممکن نہ تھا۔

بس یہ بات ذہن نشین رہے کہ صحابہ کرام کے باہم جو واقعات ہوئے، ان پر اپنی رائے دینا یا کسی کو قصوروار بتانا سخت حرام ہے۔ ہمیں تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار، سچے غلام اور صحابیت کا شرف رکھتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ میں سے کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا، وہ غبار جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا، وہ بھی عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے افضل ہے۔(679)

صدرُ الشریعہ علامہ امجد علی قادری رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

کسی صحابی کے ساتھ سوءِ عقیدت بد مذہبی و گمراہی اور استحقاقِ جہنم ہے کہ وہ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ساتھ بغض ہے۔ ایسا شخص رافضی ہے اگرچہ چاروں خلفاء کو مانے اور اپنے آپ کو سنی کہے۔ مثلاً حضرت امیر معاویہ اور ان کے والد ماجد حضرت ابو سفیان اور والدہ ماجدہ حضرت ہند۔ اسی طرح حضرت سیدنا

677...بہارِ شریعت، حصہ اول

678...پ15، بنی اسرائیل:33

679...مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الفتن، تحت الحدیث:5401

عمرو بن عاص و حضرت مغیرہ بن شعبہ و حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم حتیٰ کہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ جنہوں نے قبل اسلام حضرت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور بعد اسلام اخبثُ الناس خبیث مسیلمہ کذاب ملعون کو واصلِ جہنم کیا۔ ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی تبرا ہے اور اس کا قائل رافضی۔ یہ اگرچہ حضرات شیخین کی توہین کی مثل نہیں ہو سکتی کہ ان کی توہین بلکہ ان کی خلافت سے انکار ہی فقہائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔[680]

680...بہار شریعت، حصہ اول

مشاجراتِ صحابہ کرام

مجددِ دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنہوں نے مشاجرات ومنازعات کیے، ہم اہلسنت ان میں حق، مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی جانب مانتے ہیں اور ان سب کو (موردِ لغزش) بر غلط وخطا۔ اور حضرت علی اسدُ اللہ رضی اللہ عنہ کو ان سب سے اکمل واعلیٰ جانتے ہیں۔ چونکہ ان حضرات کے مناقب وفضائل میں احادیث مروی ہیں اس لیے ان کے حق میں زبانِ طعن وتشنیع نہیں کھولتے، اور انہیں ان کے مراتب پر رکھتے ہیں جو ان کے لیے شرع میں ثابت ہیں۔

ان میں کسی کو کسی پر ہوائے نفس سے فضیلت نہیں دیتے اور ان کے مشاجرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں اور ان کے اختلاف کو امام ابوحنیفہ وامام شافعی رضی اللہ عنہما جیسا اختلاف سمجھتے ہیں۔ ہم اہلسنت کے نزدیک ان میں سے کسی صحابی پر بھی طعن جائز نہیں چہ جائیکہ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہِ رفیع میں طعن کریں۔ خدا کی قسم! یہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخی ہے۔[681]

محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہلسنت وجماعت سب صحابہ کرام کو نیک ومتقی جانتے ہیں اور ان کے باہمی اختلافات کی تفاصیل پر نظر کرنا حرام سمجھتے ہیں کیونکہ اس طرح شیطان ان متقی بندوں کے متعلق بدگمان کر کے گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔ چنانچہ آپ رقمطراز ہیں،

"جو فعل کسی (صحابی) کا اگر ایسا منقول بھی ہوا جو نظرِ قاصر (ونگاہِ کوتاہ بین) میں اُن کی شان سے قدرے گرا ہوا ٹھہرے (اور کسی کوتاہ نظر کو اس میں حرف زنی کی گنجائش ملے، تو اہلسنت) اسے محملِ حسن پر اتارتے ہیں (اور اسے ان کے خلوصِ قلب وحسنِ نیت پر محمول کرتے ہیں) اور اللہ کا سچا قول رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ سن کر آئینۂ دل میں زنگِ تفتیش کو جگہ نہیں دیتے (اور تحقیقِ احوالِ واقعی کے نام کا

681...فتاوی رضویہ، اعتقاد الاحباب، ج29، ص375

میل کچیل ، دل کے آبگینہ پر چڑھنے نہیں دیتے)،رسولُ اللہ ﷺ حکم فرما چکے، اِذَا ذُکِرَ اَصۡحَابِیۡ فَامۡسِکُوۡا۔ ”جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو باز رہو“ (سوءِ عقیدت اور بدگمانی کو قریب نہ پھٹکنے دو، تحقیقِ حال و تفتیشِ مآل میں نہ پڑو)۔

اپنے آقا ﷺ کا فرمانِ عالی شان اور یہ سخت وعیدیں، ہولناک تہدیدیں (ڈراوے اور دھمکیاں) سن کر زبان بند کرلی اور دل کو سب کی طرف سے صاف کر لیا۔ اور جان لیا کہ ان کے رُتبے ہماری عقل سے وراء ہیں پھر ہم ان کے معاملات میں کیا دخل دیں۔

ان میں جو مشاجرات (صورۃً نزاعات و اختلافات) واقع ہوئے، ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون ؟ کہ ایک کی طرف داری میں دوسرے کو برا کہنے لگیں، یا ان نزاعوں میں ایک فریق کو دنیا طلب ٹھہرائیں بلکہ بالیقین جانتے ہیں کہ وہ سب مصالح دین کے خواستگار تھے۔

(اسلام و مسلمین کی سربلندی ان کا نصب العین تھی پھر وہ مجتہد بھی تھے تو) جس کے اجتہاد میں جو بات دینِ الٰہی و شرع رسالت پناہی جل جلالہٗ و ﷺ کے لیے اصلح وانسب (زیادہ مصلحت آمیز اور احوال مسلمین سے مناسب تر) معلوم ہوئی، اختیار کی۔ گو اجتہاد میں خطا ہوئی اور ٹھیک بات ذہن میں نہ آئی لیکن وہ سب حق پر ہیں (اور سب واجب الاحترام)۔

ان کا حال بعینہٖ ایسا ہے جیسا فروعِ مذہب میں (خود علمائے اہلسنت بلکہ ان کے مجتہدین مثلاً امام اعظم) ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ و (امام) شافعی رضی اللہ عنہ (وغیرہما) کے اختلافات، نہ ہرگز ان منازعات کے سبب ایک دوسرے کو گمراہ فاسق جاننا نہ ان کا دشمن ہو جانا۔

(جس کی تائید مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ہوتی ہے کہ اخواننا بغوا علینا۔ یہ سب ہمارے مسلمان بھائی ہیں جو ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب حضرات آقائے دوعالم ﷺ کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں۔ خدا اور سول ﷺ کی بارگاہ میں معظم و معزز اور آسمانِ ہدایت کے روشن ستارے ہیں، اصحابی کالنجوم)

اللہ عزوجل اور رسول ﷺ کے ارشادات سے (اس پاک فرقہ اہلسنت وجماعت نے اپنا عقیدہ اور) اتنا

یقین کر لیا کہ سب (صحابہ کرام) اچھے اور عادل و ثقہ، تقی، نقی ابرار (خاصانِ پروردگار) ہیں، اور ان (مشاجرات ونزاعات کی) تفاصیل پر نظر، گمراہ کرنے والی ہے۔[682]

رب تعالیٰ نے فرمایا، وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی ؕ۔"ان سب (صحابہ) سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا"۔ کہ اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے اجر ملے گا سب ہی کو، محروم کوئی نہ رہے گا۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا، ان کے حق میں فرماتا ہے،

اُولٰٓئِکَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ "وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں"۔

لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا "وہ جہنم کی بھنک تک نہ سنیں گے"۔

وَهُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ۔"وہ ہمیشہ اپنی من مانتی جی بھاتی مرادوں میں رہیں گے"۔

لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَکْبَرُ۔"قیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی"۔

تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ۔"فرشتے ان کا استقبال کریں گے"۔

هٰذَا یَوْمُکُمُ الَّذِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ یہ کہتے ہوئے کہ "یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا"۔[683]

رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو جو کسی صحابی پر طعن کرے وہ اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایاتِ کاذبہ ہیں، ارشادِ الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہلِ اسلام کا کام نہیں۔[684]

صحابہ کرام انبیاء نہ تھے، فرشتے نہ تھے کہ معصوم ہوں، ان میں بعض کے لیے لغزشیں ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ عزوجل اور رسول ﷺ کے خلاف ہے۔

682...فتاویٰ رضویہ، اعتقاد الاحباب، ج29، ص359

683...پ17، انبیاء:103

684...فتاویٰ رضویہ، اعتقاد الاحباب، ج29، ص361

اللہ عزوجل نے سورۃ الحدید میں جہاں صحابہ کی دو قسمیں فرمائیں، مومنین قبلِ فتحِ مکہ اور بعد فتحِ مکہ۔ اور اِن کو اُن پر فضیلت دی اور فرمادیا،

وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ ”سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا“۔

ساتھ ہی ارشاد فرمادیا، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ”اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کروگے“۔[685]

تو جب اس نے اُن کے تمام اعمال جان کر حکم فرما دیا کہ ان سب سے ہم جنت بے عذاب و کرامت وثواب کا وعدہ فرما چکے تو کسی دوسرے کو کیا حق رہا کہ وہ ان کی کسی بات پر طعن کرے۔ کیا طعن کرنے والا اللہ تعالیٰ سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے؟[686]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کے باہمی قتال پر جو دکھ اور صدمہ ہوا، اسکا اندازہ اس روایت سے کیجیے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگِ جمل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کاش میں اس واقعہ سے بیس سال پہلے مر جاتا۔[687]

باوجود اختلاف ونزاع کے باہم محبت کا یہ حال تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اہلِ جَمَل کے متعلق پوچھا گیا، کیا یہ لوگ مشرک ہیں؟ آپ نے فرمایا، نہیں! یہ لوگ شرک سے دور بھاگتے ہیں۔ پھر پوچھا گیا، کیا یہ منافقین ہیں؟ فرمایا، نہیں! منافقین تو اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت قلیل کرتے ہیں۔ پوچھا گیا، پھر یہ لوگ کون ہیں؟ فرمایا،

یہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں، جو ہمارے خلاف کھڑے ہوئے۔ مگر مجھے امید ہے کہ ہم اُن لوگوں کی مثل ہو جائیں گے جن کے متعلق رب تعالیٰ کا ارشاد ہے،

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ۔[688]

685...پ27، حدید:10

686...بہارِ شریعت، حصہ اول

687...مستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، باب ذکر مقتل امیر المؤمنین عثمان بن عفان، حدیث:4557

688...پ8، اعراف:43

”اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لیے ،(جنت میں)اُن کے نیچے نہریں بہیں گی۔ اور کہیں گے ،سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی“۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھے امید ہے کہ میں، عثمان، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم اُن میں سے ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔(689)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمہ اللہ یہی روایت نقل کر کے فرماتے ہیں، حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کے بعد بھی، ان (صحابہ کرام) پر الزام دینا عقل وخرد سے جنگ ہے، مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے جنگ ہے اور خدا اور سول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ ہے۔ العیاذ باللہ

جب کہ تاریخ کے اوراق شاہدِ عادل ہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو جونہی اپنی غلطی کا احساس ہوا ،انہوں نے فوراًجنگ سے کنارہ کشی کرلی۔

اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی روایات میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے ایک مددگار کے ذریعے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کرلی تھی۔

اور تاریخ سے ان واقعات کو کون چھپا سکتا ہے کہ جنگِ جمل ختم ہونے کے بعد مولیٰ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے برادرِ معظم محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ جائیں اور دیکھیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خدانخواستہ کوئی زخم وغیرہ تو نہیں پہنچا۔ بلکہ بعجلت تمام خود بھی تشریف لے گئے اور پوچھا، آپ کا مزاج کیسا ہے؟ انہوں نے جواب دیا، الحمدللہ! اچھی ہوں۔ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ آپ کی بخشش فرمائے۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا، اور تمہاری بھی۔

پھر مقتولین کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہوکر، حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی واپسی کا انتظام کیا اور پورے اعزازواکرام کے ساتھ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں چالیس معزز عورتوں کے جھرمٹ میں ان کو حجاز کی جانب رخصت کیا، خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دور تک مشایعت کی،

689... تفسیر خازن، اعراف، تحت الایۃ:43

ہمراہ رہے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ میلوں تک ساتھ گئے۔

چلتے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجمع میں اقرار فرمایا کہ، ”مجھ کو علی سے نہ کسی قسم کی کدورت پہلے تھی اور نہ اب ہے۔ ہاں ساس داماد میں کبھی کبھی جو بات ہو جایا کرتی ہے اس سے مجھے انکار نہیں“۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا، ”لوگو! عائشہ سچ کہہ رہی ہیں۔ خدا کی قسم! مجھ میں اور ان میں، اس سے زیادہ اختلاف نہیں ہے۔ بہر حال خواہ کچھ ہو، یہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں“۔

اللہ اللہ! ان یارانِ پیکرِ صدق وصفا میں باہمی یہ رِفق ومؤدت اور عزت واکرام، اور ایک دوسرے کے ساتھ تعظیم واحترام کا یہ معاملہ۔ اور ان عقل سے بیگانوں اور نادان دوستوں کی حمایتِ علی رضی اللہ عنہ کا یہ عالم کہ اُن پر لعن طعن کو اپنا مذہب اور شعار بنائیں اور اُن سے کدورت ودشمنی کو مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے محبت وعقیدت ٹھہرائیں! ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم[(690)]

ماحیٔ رفض و تفضیل و نصب و خروج
حامیٔ دین و سنت پہ لاکھوں سلام
مومنین پیشِ فتح و پسِ فتح سب
اہلِ خیر و عدالت پہ لاکھوں سلام

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وصال سے قبل یہ وصیت فرمائی تھی کہ انہیں اُس قمیص میں کفن دیا جائے جو آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطا فرمائی تھی۔ نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ناخنوں کے تراشے جو ان کے پاس تھے، ان کی آنکھوں اور منہ پر رکھ کر انہیں اَرحم الراحمین کے سپرد کر دیا جائے۔[(691)]

690...فتاویٰ رضویہ، اعتقاد الاحباب، ج29، ص369

691...تاریخ ابن عساکر، معاویہ بن صخر

آپ کی یہ وصیت دراصل یزید کے لیے ایک نصیحت تھی تاکہ وہ یہ سوچ کہ جب میرے والد رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ناخنوں اور قمیص سے برکت حاصل کر رہے ہیں تو پھر ان کا نواسہ کس قدر بابرکت ہو گا اور مجھے اس کی کس قدر تعظیم کرنی چاہیے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو اپنا جانشین بنانے کا جو ارادہ کیا اس کے پس منظر میں رسول اکرم ﷺ کے ان جلیل القدر صحابی کا خلوص اور نیک نیتی کارفرما تھی اور ان کے پیشِ نظر امت کا وسیع تر مفاد تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر میں نے خلافت کو یونہی چھوڑ دیا تو ہر علاقے میں کئی خلیفہ اٹھ کھڑے ہونگے اور خونریزی وانتشار کے باعث بہت نقصان ہو گا اور اگر خلافت بنو ہاشم کے حوالے کر جاؤں تو بنی امیہ جو عصبیت کے علاوہ اس وقت قوت واقتدار کے عروج پر ہیں، وہ نہیں مانیں گے اور خونریزی کریں گے۔

مشہور مؤرخ علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ لکھتے ہیں،

بنوامیہ اُس وقت اپنے علاوہ کسی کی خلافت پر راضی نہیں ہوتے کیونکہ وہ نہ صرف قریش بلکہ پوری ملتِ اسلامیہ کا بہت طاقتور گروہ تھا۔ ان نازک حالات کے باعث امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ولی عہدی کے لیے یزید کو ان حضرات پر ترجیح دی جو اس سے زیادہ خلافت کے مستحق سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے افضل کو چھوڑ کر مفضول کو اختیار کیا تاکہ مسلمانوں میں اتحاد واتفاق قائم رہے۔[692]

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یہ سمجھتے تھے کہ دنیاوی شرافت واصالت کے علاوہ بادشاہوں کی اولاد میں فنونِ جنگ، حکومتی نظم ونسق سے آگہی اور شاہانہ کروفر کے اعتبار سے صحابہ کی اولاد میں کوئی دوسرا نہیں ہے جو ملک کا نظام سنبھال سکے۔ اس لیے آپ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا تھا، میں (ولی عہد نہ بناؤں تو) ڈرتا ہوں کہ رعایا کو اپنے بعد ایسے چھوڑ کر جاؤں جیسے بارش میں بکریاں، جن کا کوئی چرواہا نہ ہو۔[693]

692...مقدمہ ابن خلدون، الفصل الثلاثون، فی ولایۃ العھد

693...البدایہ والنہایہ ج۸ ص86

حقیقت یہی ہے کہ آپ کے خیال میں یزید میں وہ صلاحیتیں موجود تھیں جن کی بناء پر وہ حکومتی نظم ونسق چلانے کا اہل تھا اس لیے آپ نے اسے ولی عہد بنایا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ لوگوں کے مجمع میں منبر پر یہ دعا نہ فرماتے کہ ''اے اللہ! اگر میں یزید کو اس کی لیاقت اور ہوشمندی کے باعث ولی عہد بنا رہا ہوں تو اس کام میں میری مدد فرما اور اگر میں محض باپ کی محبت کی وجہ سے ایسا کر رہا ہوں اور وہ خلافت کے قابل نہیں ہے تو اس کے تخت نشین ہونے سے پہلے اسے موت دیدے''۔(694)

رجب ۶۰ھ میں جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو انہوں نے یزید کو یہ تحریری وصیت فرمائی، ''حسین بن علی رضی اللہ عنہما سادہ مزاج و نرم دل آدمی ہیں۔ عراق والے انہیں مدینہ سے نکال کر ہی چھوڑیں گے۔ پس اگر وہ نکلیں اور تو ان پر غالب آجائے تو ان سے درگذر کرنا کیونکہ وہ بہت بڑی صلہ رحمی کے مستحق ہیں۔ ان کا ہم پر ایک عظیم حق ہے اور ان کی رسول ﷺ سے قرابت داری ہے''۔(695)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تو واضح الفاظ میں یزید کو امام حسین رضی اللہ عنہ سے درگذر کرنے اور حسنِ سلوک کی وصیت فرمائی لیکن اُس بدبخت نے اقتدار کے نشہ میں مست ہو کر اپنے متقی والد رضی اللہ عنہ کی ہر نصیحت کو پس پشت ڈال دیا۔ ہمیں یقین ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس کا فسق و فجور ظاہر نہ ہوا ہوگا وگرنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ یزید کا فسق و فجور ان کی حیات میں ظاہر ہونے کے باوجود انہوں نے اسے ولی عہد بنا دیا ہو۔

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ اس بارے میں لکھتے ہیں، وہ فسق و فجور جو یزید سے اس کی خلافت میں ظاہر ہوا، وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے علم میں نہ تھا (جب انہوں نے اسے ولی عہد بنایا)۔ تم اس بدگمانی سے بچو کہ وہ اس کے فسق و فجور سے واقف تھے کیونکہ آپ کا مرتبہ و مقام اس سے بہت بلند ہے (کہ وہ یزید کے فسق و فجور سے آگاہ ہونے کے باوجود اسے ولی عہد بنا دیں)۔(696)

694... تاریخ الخلفاء، نبذ من اخبارہ

695... الکامل فی التاریخ، مع ابی الحسین بن علوی

696... پ15، بنی اسرائیل:15

انہوں نے امت کو انتشار سے بچانا چاہا اور یزید کو ولی عہد بنایا لیکن ان کا یہ فیصلہ اجتہادی خطا ثابت ہوا اور یزید کی حکومت سے امت کو نا قابلِ تلافی نقصان پہنچا تاہم یزید کے فسق و فجور اور تمام کرتوتوں کا ذمہ دار وہ خود ہے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نہیں کیونکہ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔

"اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی"۔[697]

شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ:

رجب ۶۰ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یزید نے مدینہ منورہ کے گورنر ولید بن عتبہ کو لکھا کہ "حسین، ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے فوری طور پر بیعت لے لو اور جب تک وہ بیعت نہ کریں انہیں مت چھوڑو"۔[698]

امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا اور مکہ تشریف لے گئے۔ آپ کے نزدیک یزید مسلمانوں کی امامت و سیادت کے ہرگز لائق نہیں تھا بلکہ فاسق و فاجر، شرابی اور ظالم تھا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوفیوں نے متعدد خطوط لکھے اور کئی قاصد بھیجے کہ آپ کوفے آئیں، ہمارا کوئی امام نہیں ہے، ہم آپ سے بیعت کریں گے۔ خطوط اور قاصدوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ مجھ پر ان کی راہنمائی کے لیے اور انہیں فاسق و فاجر کی بیعت سے بچانے کے لیے جانا ضروری ہو گیا ہے۔ حالات سے آگہی کے لیے آپ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیجا جن کے ہاتھ پر بیشمار لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی لیکن جب ابن زیاد نے دھمکیاں دیں تو وہ اپنی بیعت سے پھر گئے اور مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے۔ آپ کو ان کی شہادت اور اہلِ کوفہ کی بیوفائی کی خبر اس وقت ملی جب آپ مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے تفصیلی واقعات جاننے کے لیے صدرُ الافاضل مولانا سید محمد نعیم

697...مقدمہ ابن خلدون، الفصل الثلاثون، فی ولایۃ العھد

698...الکامل فی التاریخ، مع ابی الحسین بن علوی

الدین مرادآبادی رحمہ اللہ کی کتاب "سوانح کربلا" کا مطالعہ کیجیے۔

مختصر یہ ہے کہ حسینی قافلے میں بچے، خواتین اور مرد ملا کر بیاسی نفوس تھے جو کہ جنگ کے ارادے سے بھی نہیں آئے تھے۔ ان کے مقابلے کے لیے یزیدی فوج بائیس ہزار سوار وپیادہ مسلح افراد پر مشتمل تھی۔اس کے باوجود ظالموں نے اہلبیت اطہار پر دریائے فرات کا پانی بند کر دیا۔ تین دن کے بھوکے پیاسے امام عالی مقام اپنے اٹھارہ (۱۸) اہلبیت اور دیگر چوّن (۵۴) جانثاروں کے ہمراہ دس محرم ۶۱ھ کو کربلا میں نہایت بے دردی سے شہید کر دیئے گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن دوپہر کے وقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ گیسوئے مبارک بکھرے ہوئے ہیں اور دست مبارک میں خون سے بھری ہوئی ایک بوتل ہے۔ میں عرض گذار ہوا، میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ کیا ہے؟ فرمایا، یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے۔ میں دن بھر اسے جمع کرتا رہا ہوں۔ میں نے وہ وقت یاد رکھا بعد میں معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ اسی وقت شہید کیے گئے تھے۔(699)

حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ زاروقطار رو رہی تھیں۔ میں نے عرض کی، آپ کیوں روتی ہیں؟ فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ سرِ اقدس اور داڑھی مبارک گرد آلود ہے۔ میں عرض گزار ہوئی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو کیا ہوا؟ تو آپ نے فرمایا، میں ابھی ابھی حسین کی شہادت گاہ سے آرہا ہوں۔(700)

امام حسین رضی اللہ عنہ کا سرِ اقدس جسم سے جدا کر کے ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا۔ابن زیاد ایک چھڑی آپ کے مبارک ہونٹوں پر مارنے لگا۔ صحابیٔ رسول، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے۔ ان سے برداشت نہ ہو سکا اور وہ پکار اٹھے، "ان لبوں سے چھڑی ہٹالو۔ خدا کی قسم! میں نے بارہا اپنی

699...مسند امام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عباس، حدیث:2165

700...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی۔۔۔الخ، حدیث:3771

آنکھوں سے دیکھا ہے کہ رسول کریم ﷺ ان مبارک لبوں کو چومتے تھے"۔ یہ فرما کر وہ زار و قطار رونے لگے۔ ابن زیاد بولا، خدا کی قسم! اگر تو بوڑھا نہ ہوتا تو میں تجھے بھی قتل کروا دیتا۔[701]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی واقعہ مروی ہے جو ترمذی کے حوالے سے پہلے تحریر کیا جا چکا ہے۔

امامِ پاک اور یزید پلید:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یزید کا اس واقعہ سے براہِ راست کوئی تعلق نہیں تھا، جو کچھ کیا وہ ابن زیاد نے کیا۔ چند تاریخی شواہد پیشِ خدمت ہیں جن سے اہلِ حق و انصاف خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ان تمام واقعات سے یزید کا کس قدر تعلق ہے۔ عظیم مؤرخ علامہ طبری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں، یزید نے ابن زیاد کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ "مسلم بن عقیل کو جہاں پاؤ قتل کر دو یا شہر سے نکال دو"۔[702]

پھر جب مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اور ہانی کو شہید کر دیا گیا تو ابن زیاد نے ان دونوں کے سر کاٹ کر یزید کے پاس دمشق بھیجے۔ اس پر یزید نے ابن زیاد کو خط لکھ کر اس کا شکریہ ادا کیا۔ (تاریخ کامل ج ٦:٣٦) یہ بھی لکھا، "جو میں چاہتا تھا تو نے وہی کیا، تو نے عاقلانہ کام اور دلیرانہ حملہ کیا"۔[703]

اب یہ بھی جان لیجیے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یزید کا پہلا ردعمل کیا تھا؟ علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں، ابن زیاد نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا سرِ اقدس آپ کے قاتل کے ہاتھ یزید کے پاس بھیج دیا۔ اس نے وہ سرِ اقدس یزید کے سامنے رکھ دیا۔ اس وقت وہاں صحابیٔ رسول، حضرت ابوبرزۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ یزید ایک چھڑی امام حسین رضی اللہ عنہ کے مبارک لبوں پر مارنے لگا اور اس نے یہ شعر پڑھے: "انہوں نے ایسے لوگوں کی کھوپڑیوں کو پھاڑ دیا جو ہمیں عزیز تھے لیکن وہ بہت نافرمان اور ظالم تھے"۔

701... عمدۃ القاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب الحسن والحسین، تحت الحدیث 8473

702... تاریخ طبری، ذکر الخبر عن سبب مقدمہ الیھا

703... تاریخ طبری، ذکر الخبر عن سبب مقدمہ الیھا

حضرت ابو برزۃؓ سے برداشت نہ ہو سکا اور انہوں نے فرمایا، "اے یزید! اپنی چھڑی کو ہٹا لو۔ خدا کی قسم! میں نے بارہا دیکھا ہے کہ رسول کریم ﷺ اس مبارک منہ کو چومتے تھے"۔ (704)

مشہور مؤرخین علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایہ والنہایہ میں اور علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے تاریخ کامل میں اس واقعہ کو تحریر کیا ہے۔ اس میں یہ زائد ہے کہ حضرت ابو برزۃؓ نے یہ بھی فرمایا، "بلاشبہ یہ قیامت کے دن آئیں گے تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ان کے شفیع ہونگے اور اے یزید! جب تو آئے گا تو تیر اسفارشی ابن زیاد ہو گا"۔ پھر وہ کھڑے ہوئے اور محفل سے چلے گئے۔ (705)

اب آپ خود ہی فیصلہ کیجیے کہ امام حسینؓ کی شہادت پر یزید کو کس قدر افسوس اور دکھ ہوا تھا۔ جو سنگدل نواسۂ رسول ﷺ کے سرِ اقدس کو اپنے سامنے رکھ کر متکبرانہ شعر پڑھتا ہے اور ان مبارک لبوں پر اپنی چھڑی مارتا ہے جو محبوبِ کبریا ﷺ اکثر چوما کرتے تھے، کیا وہ لعنت وملامت کا مستحق نہیں؟

اہلبیتِ نبوت سے اس کی عداوت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جب اہلبیت نبوت کا یہ مصیبت زدہ قافلہ ابن زیاد نے یزید کے پاس بھیجا تو اس نے ملک شام کے امراء اور درباریوں کو جمع کیا پھر بھرے دربار میں خانوادۂ نبوت کی خواتین اس کے سامنے پیش کی گئیں اور اس کے سب درباریوں نے یزید کو اس فتح پر مبارکباد دی۔ (706)

یزید کے خبثِ باطن اور عداوتِ اہلبیت کی ایک اور شرمناک مثال ملاحظہ کیجیے۔ اس عام دربار میں ایک شامی کھڑا ہوا اور اہلبیت میں سے سیدہ فاطمہ بنت حسینؓ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا، یہ مجھے بخش دو۔ معصوم سیدہ یہ سن کر لرز گئی اور اس نے اپنی بڑی بہن سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا دامن مضبوطی سے پکڑ لیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے گرج کر کہا، تو جھوٹ بکتا ہے۔ یہ نہ تجھے مل سکتی ہے اور نہ اس یزید کو۔

704... تاریخ طبری، ذکر الخبر عن مراسلۃ الکوفیین الحسین

705... تاریخ طبری، ثم دخلت سنۃ احدی وستین

706... تاریخ طبری، ثم دخلت سنۃ احدی وستین

یزید یہ سن کر طیش میں آگیا اور بولا، تم جھوٹ بولتی ہو۔ خدا کی قسم! یہ میرے قبضے میں ہے اور اگر میں اسے دینا چاہوں تو دے سکتا ہوں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے گرجدار آواز میں کہا، ہرگز نہیں ۔خدا کی قسم! تمہیں ایسا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے کوئی حق نہیں دیا۔ سوائے اس کے کہ تم اعلانیہ ہماری امت سے نکل جاؤ اور ہمارے دین کو چھوڑ کر کوئی اور دین اختیار کرلو۔

یزید نے طیش میں آکر کہا، تو ہمارا مقابلہ کرتی ہے، تیرا باپ اور تیرے بھائی دین سے خارج ہوگئے ہیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا، اللہ کے دین اور میرے باپ، میرے بھائی اور میرے نانا کے دین سے تو نے، تیرے باپ نے اور تیرے دادا نے ہدایت پائی ہے۔ یزید نے کہا، تو نے جھوٹ بولا ہے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا، تو زبردستی امیرُ المؤمنین ہے، تو ظالم ہو کر گالیاں دیتا ہے اور اپنے اقتدار سے غالب آتا ہے۔ یزید یہ سن کر چپ ہو گیا۔ اُس شامی نے پھر وہی سوال کیا تو یزید نے کہا، دور ہو جا، خدا تجھے موت دے۔(707)

بعض لوگ یزید کے افسوس و ندامت کا ذکر کر کے اسے بے قصور ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کی ندامت کی حقیقت علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ کے قلم سے پڑھیے۔

وہ رقمطراز ہیں، "جب امام عالی مقام کا سرِ اقدس یزید کے پاس پہنچا تو یزید کے دل میں ابن زیاد کی قدر و منزلت بڑھ گئی اور جو اس نے کیا تھا اس پر یزید بڑا خوش ہوا۔ لیکن جب اسے یہ خبریں ملنے لگیں کہ اس وجہ سے لوگ اس سے نفرت کرنے لگے ہیں، اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور اسے گالیاں دیتے ہیں تو پھر وہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر نادم ہوا"۔(708)

پھر اس نے کہا، "ابن زیاد نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے مجھے مسلمانوں کی نگاہوں میں مبغوض بنا دیا ہے، ان کے دلوں میں میری عداوت بھر دی ہے اور ہر نیک و بد شخص مجھ سے نفرت کرنے لگا ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے میں نے بڑا ظلم کیا ہے۔ خدا ابن زیاد پر لعنت کرے

707... تاریخ طبری، ثم دخلت سنۃ احدی وستین

708... الکامل فی التاریخ، ذکر ما فعلہ الاشراک بعد قتلہ

اور اس پر غضب نازل کرے، اس نے مجھے برباد کر دیا"۔ (709)

یزید کی ندامت وپشیمانی کی وجہ آپ نے پڑھ لی ہے۔ اس ندامت کا عدل وانصاف سے ذرا سا بھی تعلق نہیں ورنہ ایک عام مسلمان بھی قتل کر دیا جائے تو قاتل سے قصاص لینا حاکم پر فرض ہوتا ہے۔ یہاں تو خاندانِ نبوت کے قتلِ عام کا معاملہ تھا۔ ابن زیاد، ابن سعد، شمر ملعون وغیرہ سے قصاص لینا تو در کنار کسی کو اس کے عہدے سے برطرف تک نہ کیا گیا اور نہ ہی کوئی تادیبی کاروائی ہوئی۔

یزید فاسق وفاجر تھا:

بعض جہلاء کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ پر لازم تھا کہ وہ یزید کی اطاعت کرتے۔ اس خیالِ بد کے رَد میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

"یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے امیر کیسے ہو سکتا تھا اور مسلمانوں پر اس کی اطاعت کیسے لازم ہو سکتی تھی جبکہ اُس وقت کے صحابہ کرام اور صحابہ کی جو اولاد موجود تھی، سب اس کی اطاعت سے بیزاری کا اعلان کر چکے تھے۔ مدینہ منورہ سے چند لوگ اس کے پاس شام میں زبردستی پہنچائے گئے تھے۔ وہ یزید کے ناپسندیدہ اعمال دیکھ کر واپس مدینہ چلے آئے اور عارضی بیعت کو فسخ کر دیا۔ ان لوگوں نے برملا کہا کہ یزید خدا کا دشمن ہے، شراب نوش ہے، تارک الصلوٰۃ ہے، زانی ہے، فاسق ہے اور محارم سے صحبت کرنے سے بھی باز نہیں آتا"۔ (710)

یزید کے فسق وفجور کے متعلق اکابر صحابہ و تابعین کے اقوال تاریخ طبری، تاریخ کامل اور تاریخ الخلفاء میں ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر حضرت عبد اللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہما کا ارشاد پیشِ خدمت ہے۔

آپ فرماتے ہیں، "خدا کی قسم! ہم یزید کے خلاف اُس وقت اٹھ کھڑے ہوئے جب ہمیں یہ خوف لاحق ہو گیا کہ (اس کی بدکاریوں کی وجہ سے) ہم پر کہیں آسمان سے پتھر نہ برس پڑیں کیونکہ یہ

709...الکامل فی التاریخ، ذکر مافعلہ الاثراک بعد قتلہ
710... تکمیل الایمان، ص178

شخص ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں کے ساتھ نکاح کو جائز قرار دیتا تھا، شراب پیتا تھا اور نماز چھوڑتا تھا"۔ (711)

امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزیدی لشکر کے سامنے جو خطبہ دیا اس میں بھی یزید کے خلاف نکلنے کی یہی وجہ ارشاد فرمائی، "خبردار! بیشک ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت اختیار کرلی ہے اور رحمان کی اطاعت کو چھوڑ دیا ہے اور فتنہ وفساد برپا کردیا ہے اور حدودِ شرعی کو معطل کردیا ہے۔ یہ محاصل کو اپنے لیے خرچ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ باتوں کو حلال اور حلال کردہ کو حرام قرار دیتے ہیں"۔ (712)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ہمارے نزدیک یزید مبغوض ترین انسان تھا۔ اس بدبخت نے جو کارہائے بد سرانجام دیے وہ اس امت میں سے کسی نے نہیں کیے۔ شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ اور اہانتِ اہلبیت سے فارغ ہوکر اس بدبخت نے مدینہ منورہ پر لشکر کشی کی اور اس مقدس شہر کی بیحرمتی کے بعد اہلِ مدینہ کے خون سے ہاتھ رنگے اور باقی ماندہ صحابہ وتابعین کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ مدینہ منورہ کی تخریب کے بعد اس نے مکہ معظمہ کی تباہی کا حکم دیا اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذمہ دار ٹھہرا۔ اور انہی حالات میں وہ دنیا سے رخصت ہوگیا۔ (713)

اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں، "یزید پلید قطعاً یقیناً باجماعِ اہلسنت، فاسق وفاجر و جری علی الکبائر تھا"۔ پھر اس کے کرتوت و مظالم لکھ کر فرماتے ہیں، "ملعون ہے وہ جو ان ملعون حرکات کو فسق وفجور نہ جانے، قرآن کریم میں صراحۃً اس پر لَعَنَهُمُ الله فرمایا"۔ (714)

"یزید پلید فاسق فاجر مرتکب کبائر تھا۔ معاذ اللہ اس سے اور ریحانۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے کیا نسبت۔ آج کل جو بعض گمراہ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے معاملے میں کیا دخل ہے ہمارے وہ

711...تاریخ الخلفاء، یزید بن معاویہ بن ابی سفیان
712...الکامل فی التاریخ، 3/ 408
713... تکمیل الایمان، ص179
714...فتاوی رضویہ، ج14، ص593

بھی شہزادے وہ بھی شہزادے۔ ایسا بکنے والا مردود، خارجی، ناصبی، مستحقِ جہنم ہے"۔[715]

کیا یزید مستحقِ لعنت ہے؟

محدث ابن جوزی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے ان کے بیٹے صالح رحمہ اللہ نے عرض کی، ایک قوم ہماری طرف یہ منسوب کرتی ہے کہ ہم یزید کے دوست اور حمایتی ہیں۔ فرمایا، اے بیٹا! جو شخص اللہ پر ایمان لاتا ہے وہ یزید کی دوستی کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہے۔ بلکہ میں اُس پر کیوں نہ لعنت بھیجوں جس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں لعنت بھیجی ہے۔ میں نے عرض کی، رب تعالیٰ نے قرآن میں کس جگہ اس پر لعنت بھیجی ہے؟ فرمایا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ۝[716]

"تو کیا تمہارے یہ لچھن (کرتوت) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو۔ یہ ہیں وہ جن پر اللہ نے لعنت کی اور اُنہیں حق (سننے) سے بہرا کر دیا اور اُن کی آنکھیں پھوڑ دیں (یعنی انہیں حق دیکھنے سے اندھا کر دیا)"۔

پھر فرمایا:

فَهَلْ يكون فَسَاد أعظم من الْقَتْل۔

بتاؤ کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے بھی بڑا کوئی فساد ہے؟[717]

علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، "حق یہ ہے کہ یزید کا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی اور خوش ہونا، اور اہلبیتِ نبوت کی اہانت کرنا ان امور میں سے ہے جو تواترِ معنوی کے ساتھ ثابت ہیں اگرچہ ان کی تفاصیل احاد ہیں۔ تو اب ہم توقف نہیں کرتے اس کی شان میں بلکہ اس کے

715...بہار شریعت، حصہ 1

716...پ26، محمد:22-23

717...الصواعق المحرقة، الخاتمة في بيان اعتقاد اهل السنة

ایمان میں۔ اللہ تعالیٰ اس (یزید) پر، اس کے دوستوں پر اور اس کے مددگاروں پر لعنت بھیجے"۔[718]

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر کر کے فرماتے ہیں،

"ابن زیاد، یزید اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل، تینوں پر اللہ کی لعنت ہو"۔[719]

مشہور مفسر علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں، میرے نزدیک یزید جیسے معیّن شخص پر لعنت کرنا قطعاً جائز ہے اور اس جیسے فاسق کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ظاہر یہی ہے کہ اس نے توبہ نہیں کی اور اس کی توبہ کا احتمال اس کے ایمان سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ یزید کے ساتھ ابن زیاد، ابن سعد اور اس کی جماعت کو بھی شامل کیا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ان سب پر، ان کے ساتھیوں اور مددگاروں پر اور ان کے گروہ پر اور جو بھی ان کی طرف مائل ہو قیامت تک اور اس وقت تک کہ کوئی بھی آنکھ ابو عبد اللہ حسین رضی اللہ عنہ پر آنسو بہائے"۔[720]

پس ثابت ہو گیا کہ یزید پلید لعنت کا مستحق ہے۔ البتہ ہمارے نزدیک اس ملعون پر لعنت بھیجنے میں وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ ذکرِ الٰہی میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر درود و سلام پڑھنے میں مشغول رہا جائے۔

مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ پر حملہ:

جب ۶۳ھ میں یزید کو یہ خبر ملی کہ اہلِ مدینہ نے اس کی بیعت توڑ دی ہے تو اس نے ایک عظیم لشکر مدینہ منورہ پر حملہ کے لیے روانہ کیا۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اس لشکر کے سالار اور اس کے سیاہ کارناموں کے متعلق لکھتے ہیں،

"مسلم بن عقبہ جسے اسلاف مسرف بن عقبہ کہتے ہیں، خدا اس کو ذلیل و رسوا کرے، وہ بڑا جاہل اور اجڈ بوڑھا تھا۔ اس نے یزید کے حکم کے مطابق مدینہ طیبہ کو تین دن کے لیے مباح کر دیا۔ اللہ تعالیٰ

718...شرح عقائد نسفی، ص102

719...تاریخ الخلفاء، یزید بن معاویہ بن ابی سفیان

720...روح المعانی، ج، تحت الآیۃ:26

یزید کو کبھی جزائے خیر نہ دے، اس لشکر نے بہت سے بزرگوں اور قاریوں کو قتل کیا اور اموال لوٹ لیے"۔[721]

مدینہ طیبہ کو مباح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہاں جس کو چاہو قتل کرو، جو مال چاہو لوٹ لو اور جس کی چاہو آبروریزی کرو (العیاذ باللہ)۔ یزیدی لشکر کے کرتوت پڑھ کر ہر مومن خوفِ خدا سے کانپ جاتا ہے اور سکتہ میں آجاتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو اس شخص نے حلال کر دیا جسے آج لوگ امیر المؤمنین بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں،

"یزیدی لشکر نے عورتوں کی عصمتیں پامال کیں اور کہتے ہیں کہ ان ایام میں ایک ہزار کنواری عورتیں حاملہ ہوئیں"۔[722]

تاریخ میں اس واقعہ کو واقعۂ حرّہ کہا جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

"شک نہیں کہ یزید نے والیِٔ ملک ہو کر زمین میں فساد پھیلایا، حرمین طیبین و خود کعبۂ معظمہ و روضۂ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں، مسجد کریم میں گھوڑے باندھے، ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے، تین دن مسجدِ نبوی بے اذان و نماز رہی، مکہ و مدینہ و حجاز میں ہزاروں صحابہ و تابعین بے گناہ شہید کیے گئے۔ کعبۂ معظمہ پر پتھر پھینکے، غلاف شریف پھاڑا اور جلایا، مدینہ طیبہ کی پاک دامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیں"۔[723]

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایامِ حرّہ میں مسجدِ نبوی میں تین دن تک اذان و اقامت نہ ہوئی۔ جب بھی نماز کا وقت آتا تو میں قبرِ انور سے اذان اور اقامت کی آواز سنتا تھا۔

بقول علامہ سیوطی رحمہ اللہ، "جب مدینہ پر لشکر کشی ہوئی تو وہاں کا کوئی شخص ایسا نہ تھا جو اس لشکر

721... فتح الباری، کتاب الفتن، باب اذا قال عند قوم شیأ... الخ، تحت الحدیث:7114

722... فتاویٰ رضویہ، ج14، ص593

723... سنن دارمی، باب ما اکرم اللہ تعالیٰ نبیہ

سے پناہ میں رہا ہو۔ یزیدی لشکر کے ہاتھوں ہزاروں صحابہ شہید ہوئے، مدینہ منورہ کو خوب لوٹا گیا، ہزاروں کنواری لڑکیوں کی آبروریزی کی گئی"۔

مدینہ منورہ تباہ کرنے کے بعد یزید نے اپنا لشکر حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کے لیے مکہ مکرمہ بھیج دیا۔ اس لشکر نے مکہ پہنچ کر ان کا محاصرہ کر لیا اور ان پر منجنیق سے پتھر برسائے۔ ان پتھروں کی چنگاریوں سے کعبہ شریف کا پردہ جل گیا، کعبہ کی چھت اور اس دنبہ کا سینگ جو حضرت اسماعیل کے فدیہ میں جنت سے بھیجا گیا تھا اور وہ کعبہ کی چھت میں آویزاں تھا، سب کچھ جل گیا۔ یہ واقعہ صفر ۶۴ھ میں ہوا اور اس کے اگلے ماہ یزید مر گیا۔ جب یہ خبر مکہ پہنچی تو یزیدی لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور لوگوں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔[724]

اب اہلِ مدینہ پر مظالم ڈھانے والوں کے انجام کے متعلق تین احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مدینے والوں کے ساتھ جو بھی مکر کرے گا وہ یوں پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔[725]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جو اہلِ مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اس طرح پگھلائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔[726]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو اہلِ مدینہ کو ظلم سے خوفزدہ کرے گا، اللہ اس کو خوفزدہ کرے گا، اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، قیامت کے دن نہ اس کے فرض قبول ہونگے نہ نفل۔[727]

724... تاریخ الخلفاء، یزید بن معاویہ بن ابی سفیان
725... بخاری، کتاب فضائل المدینہ، باب اثم من کاد اھل المدینۃ، حدیث:1877
726... مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ ودُعاء النبی فیھا بالبرکۃ، حدیث:3319
727... جذب القلوب الی دیار المحبوب، ص218

کیا یزید مغفور ہے؟

بعض یزیدی فکر کے علمبردار یزید کو جنتی ثابت کرنے کے لیے بخاری شریف کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، اَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ مَدِیْنَةَ قَیْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّھُمْ۔[728]

"میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر جنگ کرے گا، وہ مغفور یعنی بخشا ہوا ہے"۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ قیصر کے شہر پر جس اسلامی لشکر نے سب سے پہلے حملہ کیا اس میں یزید ہر گز نہیں تھا۔ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

"اور اسی سال (یعنی ۴۹ھ) میں اور کہا گیا ہے کہ ۵۰ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بلادِ روم کی طرف بھیجا اور سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کا امیر بنایا اور اپنے بیٹے یزید کو بھی اس لشکر میں شریک ہونے کا حکم دیا لیکن یزید اس لشکر میں نہ گیا اور حیلے بہانے شروع کر دیئے اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس کو بھیجنے سے رک گئے۔ اس جنگ میں لوگ بھوک پیاس اور سخت بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ جب یزید کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے (خوش ہو کر) یہ اشعار کہے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

"مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ ان لشکروں پر بخار اور تنگی و تکلیف کی بلاؤں کی وجہ سے مقام فرقدونہ میں کیا گزری۔ جبکہ میں دیر مرّان میں اونچی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوں اور میرے پہلو میں اُمِ کلثوم موجود ہے"۔

اُمِ کلثوم یزید کی بیوی تھی۔ یزید کے یہ اشعار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچے تو انہوں نے قسم کھائی کہ اب میں یزید کو ضرور سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس سرزمینِ روم بھیجوں گا تاکہ یہ بھی اُن مصائب میں مبتلا ہو جو اُن لوگوں کو پہنچے ہیں۔[729]

یہی واقعہ علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں جلد ۳ صفحہ ۲۰ پر تحریر کیا ہے۔ مؤرخین کی اس گواہی سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔

728...بخاری، کتاب الجهاد، باب ما قیل فی قتال الروم، حدیث:2924

729...الکامل فی التاریخ، حوادث سنۃ ست وثمانین ومائتین

۱۔ حدیث پاک میں مغفرت کی بشارت پہلے لشکر کے لیے ہے اور پہلے لشکر میں یزید نہیں تھا اس لیے وہ اس بشارت کا مصداق ہر گز نہیں ہوا۔ نیز اس لشکر کا امیر یزید نہیں بلکہ سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔

۲۔ یزید کو جہاد سے کوئی رغبت نہ تھی اسی لیے حیلے بہانوں سے جہاد پر نہ گیا۔ یہی نہیں بلکہ اس کے دل میں مجاہدینِ اسلام کے لیے بھی ذرا سی ہمدردی نہ تھی اس لیے اس نے ان کی پریشانیوں کا مذاق اڑایا اور اپنے عیش کرنے پر فخر کیا۔

۳۔ یزید کے اشعار کے باعث حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے دوسرے لشکر میں بطور سزا کے بھیجا۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ بغیر اخلاص کے کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ پس سزا کے طور پر جہاد پر بھیجا جانے والا کیونکر اجر کا مستحق ہو سکتا ہے؟

محدثین کرام فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ عام ہے لیکن کسی خاص دلیل کی وجہ سے اس عموم میں شامل کسی فرد کو خارج کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً حدیث پاک ہے، من قال لا الہ الا اللہ فدخل الجنة۔ یعنی جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنتی ہو گیا۔ اگر کوئی شخص صرف زبان سے یہ کلمہ کہہ دے اور دل سے اس کا قائل نہ ہو تو کیا وہ جنتی ہو گا؟ ہر گز نہیں۔ اگر بالفرض کوئی زبان و دل سے یہ کلمہ کہتا ہے مگر بعد میں مرتد یا بد مذہب ہو جاتا ہے تو وہ اس خاص دلیل کے باعث اس بشارت کے عموم سے خارج ہو جائے گا۔ بالفرضِ محال اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ یزید اس پہلے لشکر میں جہاد کی نیت سے شریک ہوا تھا تب بھی امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم، اس پر خوشی، اہلبیت کی اہانت، مدینہ منورہ پر حملہ، مسلمانوں کا قتلِ عام، مکہ مکرمہ پر فوج کشی وغیرہ یزید کے ایسے سیاہ کرتوت ہیں کہ ان میں سے ہر ایک اسے مغفرت کی بشارت سے خارج کر دینے کے لیے کافی ہے۔

شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ اس حدیث کو یزید کے لیے بطور تعریف سمجھنے والوں کے جواب میں فرماتے ہیں، ”میں کہتا ہوں، یزید کے لیے اس حدیث میں تعریف کا کون سا پہلو ہے جبکہ اس کا حال (سیاہ کرتوتوں پر مبنی) خوب مشہور ہے۔ اگر تم یہ کہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کے حق

میں مَغْفُوْرٌ لَّھُم فرمایا ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس عموم میں یزید کے داخل ہونے سے یہ لازم نہیں کہ وہ کسی دوسری دلیل سے اس سے خارج بھی نہ ہو سکے۔

اہلِ علم کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضور ﷺ کے اس ارشاد مَغْفُوْرٌ لَّھُم میں وہی لوگ داخل ہیں جو مغفرت کے مستحق ہیں۔ چنانچہ ان میں سے اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے تو وہ اس بشارت کے عموم میں داخل نہیں ہو گا۔ پس معلوم ہوا کہ مغفور وہی ہو گا جس میں مغفرت کی شرط پائی جائے گی"۔(730)

ایسا ہی مضمون شارح بخاری امام قسطلانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں تحریر کیا ہے۔ پس ثابت ہو گیا کہ یزید پلید ہر گز بخاری کی مذکورہ حدیث کا مصداق نہیں ہے۔

یزید کس حدیث کا مصداق ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول ﷺ کو مَاکَانَ وَمَایَکون (یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ آئندہ ہو گا) کا علم عطا فرمایا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔(731)

"(اللہ) غیب کا جاننے والا (ہے) تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غیب جاننے والے آقا و مولیٰ ﷺ نے ایک دن ابتدائے تخلیق سے لے کر جنتیوں کے جنت میں جانے اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کے تمام حالات و واقعات بیان فرما دیے۔ جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جس نے بھلا دیا اس نے بھلا دیا۔(732)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے ابتدائے تخلیق سے لے کر قیامت تک ہونے

730... عمدۃ القاری، کتاب الجهاد، باب ما قیل فی قتال الروم، تحت الحدیث:2924

731... پ29، جن:26-27

732... بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی قول اللہ (وھو الذی الخ)، حدیث:3192

والے تمام فتنوں اور واقعات کو بیان فرمادیا۔ اور آپ نے یزیدی فتنہ کی خبر اس حدیث میں دی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھوں ہو گی۔ یہ سن کر مروان نے کہا، ان لڑکوں پر اللہ کی لعنت۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر میں چاہوں تو بتادوں کہ وہ فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں ہیں۔ (733)

اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان لڑکوں کے نام اور شکلیں بھی جانتے تھے لیکن فتنہ وفساد کے خوف سے آپ نے انہیں ظاہر نہیں فرمایا۔ اس سے مراد یزید بن معاویہ، ابن زیاد اور ان کی مثل بنی اُمیّہ کے دوسرے نوجوان ہیں۔ اللہ ان کو ذلیل کرے۔

بیشک انہی کے ذریعے اہلبیت کا قتل، انہیں قید کرنا اور اکابر مہاجرین وانصار صحابہ کرام کا قتل وقوع پذیر ہوا ہے۔ حجاج جو عبدالملک بن مروان کا امیرُ الامراء تھا اور سلیمان بن عبدالملک اور اس کی اولاد سے مسلمانوں کے جان ومال کی جو تباہی ہوئی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ (734)

ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں چلتے ہوئے بھی دعا کیا کرتے، الٰہی! مجھے ساٹھ ہجری کے سال اور لڑکوں کی حکومت دیکھنے سے بچا۔ (735)

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ ساٹھ ہجری میں یزید کی حکومت ہو گی اور اس کے قبیح حالات کو وہ صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے سے جانتے تھے اس لیے انہوں نے اس سال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی۔ (736)

733...بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، حدیث:3605
734...اشعۃ اللمعات، کتاب الفتن، تحت الحدیث:5388
735...عمدۃ القاری، کتاب الفتن، تحت الحدیث:7058
736...الصواعق المحرقۃ، الخاتمہ فی بیان اعتقاد اہل السنۃ

محدث علی قاری رحمہ اللہ اس کے تحت لکھتے ہیں،

اس سے مراد جاہل لڑکوں کی حکومت ہے جیسے یزید بن معاویہ اور حکم بن مروان کی اولاد اور ان جیسے دوسرے۔[737]

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اس حدیث میں اشارہ ہے کہ پہلا لڑکا ساٹھ ہجری میں ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا، یزید بن معاویہ ساٹھ ہجری میں خلیفہ بنا اور چونسٹھ ہجری میں مر گیا۔[738]

مسند ابو یعلیٰ میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت عدل وانصاف پر قائم رہے گی یہاں تک کہ بنی اُمیَّہ میں یزید نامی ایک شخص ہو گا جو اس عدل میں رخنہ اندازی کرے گا۔[739]

خلاصہ یہ ہے کہ ان احادیث کا مصداق یزید ہے جن میں امت کی ہلاکت کا باعث لڑکوں کو بتایا گیا ہے نیز "امارۃ الصبیان" سے مراد بھی یزید کی حکومت ہے۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے پاس کسی شخص نے یزید کو امیرُ المؤمنین کہہ دیا۔ آپ نے اس سے فرمایا، تو اُسے امیرُ المؤمنین کہتا ہے؟ پھر آپ نے حکم دیا کہ یزید کو امیرُ المؤمنین کہنے والے کو بیس کوڑے مارے جائیں۔[740]

737... مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الفتن، تحت الحدیث:3716

738... عمدۃ القاری، کتاب المناقب، باب ذکر معاویہ، تحت الحدیث:3763

739... تاریخ الخلفاء، یزید بن معاویہ بن ابی سفیان

740... تاریخ الخلفاء، عمر بن عبد العزیز

صحابہ و اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کی باہم محبت

بعض لوگ اہلبیت اطہارؓ کی شان اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جیسے صحابہ کرامؓ سے ان کی مخاصمت اور لڑائی تھی یونہی اس کے بالعکس بعض لوگ شانِ صحابہ اسی انداز میں بیان کرتے ہیں۔ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اور اہلبیت اطہارؓ کے درمیان بیحد محبت تھی۔ اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کی فضیلت پر احادیث بیان کرتے ہیں۔

جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جاتا ہے کہ لوگوں میں سے رسولُ اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا؟ تو آپ فرماتی ہیں، فاطمہ رضی اللہ عنہا۔

پھر پوچھا جاتا ہے کہ مردوں میں سے کون زیادہ محبوب تھا؟ فرماتی ہیں، اُن کے شوہر یعنی حضرت علیؓ۔ (741)

اسی طرح جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جاتا ہے کہ لوگوں میں سے رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا؟ تو آپ فرماتی ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا۔

پھر پوچھا جاتا ہے کہ مردوں میں سے کون زیادہ محبوب تھا؟ تو آپ فرماتی ہیں، اُن کے والد حضرت ابو بکرؓ۔ (742)

اگر خدانخواستہ ان کے درمیان کوئی مخاصمت یا رنجش ہوتی تو وہ ایسی احادیث بیان نہ کرتے۔ ایسی کئی احادیث اس کتاب میں پہلے بیان ہو چکی ہیں، مزید چند احادیث سپردِ قلم و قرطاس ہیں۔

سیدنا ابو بکر و سیدنا علی رضی اللہ عنہما کی باہم محبت:

حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان کس قدر محبت تھی، اس کا اندازہ اس حدیث پاک سے کیجیے۔ قیس بن ابی حازمؓ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت ابو بکرؓ حضرت علی

741...ترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل فاطمہ، حدیث: 3874

742...بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب حدثنا الحمیدی، حدیث: 3662

رضی اللہ عنہ کے چہرے کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا، آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "میں نے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ پلِ صراط پر سے صرف وہی گزر کر جنت میں جائے گا جس کو علی وہاں سے گزرنے کا پروانہ دیں گے"۔

اس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہنسنے لگے اور فرمایا، "اے ابو بکر! آپ کو بشارت ہو۔ میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ (اے علی!) پلِ صراط پر سے گزرنے کا پروانہ صرف اُسی کو دینا جس کے دل میں ابو بکر کی محبت ہو"۔[743]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ایک دن مشرکین نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نرغہ میں لے لیا۔ وہ آپ کو گھسیٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تم وہی ہو جو کہتا ہے کہ ایک خدا ہے۔ خدا کی قسم! کسی کو ان مشرکین سے مقابلہ کی جرأت نہیں ہوئی سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے۔ وہ آگے بڑھے اور مشرکین کو مار مار کر اور دھکے دے دے کر ہٹاتے جاتے اور فرماتے جاتے، تم پر افسوس ہے کہ تم ایسے شخص کو ایذا پہنچا رہے ہو جو یہ کہتا ہے کہ "میرا رب صرف اللہ ہے"۔ یہ فرما کر حضرت علی رضی اللہ عنہ اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی تر ہو گئی۔

پھر فرمایا، اے لوگو! یہ بتاؤ کہ آلِ فرعون کا مومن اچھا تھا یا ابو بکر رضی اللہ عنہ اچھے تھے؟ لوگ یہ سن کر خاموش رہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا، لوگو! جواب کیوں نہیں دیتے۔ خدا کی قسم! ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ایک لمحہ آلِ فرعون کے مومن کی ہزار ساعتوں سے بہتر اور برتر ہے کیونکہ وہ لوگ اپنا ایمان ڈر کی وجہ سے چھپاتے تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان کا اظہار علی الاعلان کیا۔[744]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا اور وہ صرف ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے تھے۔ اُن کی یہ حالت دیکھ کر بے ساختہ میری زبان سے نکلا، کوئی صحیفہ والا اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب نہیں جتنا یہ کپڑا اوڑھنے والا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔[745]

743... ریاض النضرۃ، کتاب فی مناقب خلیفۃ رسول اللہ، الفصل الثانی عشر: فی ذکر نبذ

744... مسند البزار، مسند علیؓ بن ابی طالب، و مما روی محمد بن عقیل عن علیؓ، احدیث: 761

745... تاریخ الخلفاء، اقوال الصحابہ والسلف فیہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے درمیان مسجد میں تشریف فرما تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کرکے کھڑے ہوگئے۔ حضور منتظر رہے کہ دیکھیں کون ان کے لیے جگہ بناتا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کی دائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ اپنی جگہ سے اُٹھ گئے اور فرمایا، اے ابو الحسن! یہاں تشریف لے آیئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے درمیان بیٹھ گئے۔ اس پر آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے اور آپ نے فرمایا، "اہلِ فضل کی فضیلت کو صاحبِ فضل ہی جانتا ہے"۔ اسی طرح سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بھی تعظیم کیا کرتے۔(746)

ایک روز حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں منبر پر تشریف فرما تھے کہ اس دوران امام حسن رضی اللہ عنہ آگئے جو کہ اس وقت بہت کم عمر تھے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کہنے لگے، میرے بابا جان کے منبر سے نیچے اتر آیئے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "تم سچ کہتے ہو۔ یہ تمہارے بابا جان ہی کا منبر ہے"۔ یہ فرما کر آپ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھالیا اور اشکبار ہوگئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے کہا، خدا کی قسم! میں نے اس سے کچھ نہیں کہا تھا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، آپ سچ کہتے ہیں، میں آپ کے متعلق غلط گمان نہیں کرتا۔(747)

ابن عبد البر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اکثر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کی طرف دیکھا کرتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا، میں نے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔(748)

ایک روز سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آگئے۔ آپ نے انہیں دیکھ کر لوگوں

746...الصواعق المحرقۃ، المقصد الخامس مما اشارت الیہ۔۔۔ الخ

747...الصواعق المحرقۃ، المقصد الخامس مما اشارت الیہ۔۔۔ الخ

748...الصواعق المحرقۃ، المقصد الخامس مما اشارت الیہ۔۔۔ الخ

سے فرمایا، جو کوئی رسول کریم ﷺ کے قریبی لوگوں میں سے عظیم المرتبت، قرابت کے لحاظ سے قریب تر، افضل اور عظیم تر حق کے حامل شخص کو دیکھ کر خوش ہونا چاہے وہ اس آنے والے کو دیکھ لے۔ (749)

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سب سے زیادہ بہادر ہونے سے متعلق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد پہلے تحریر ہو چکا، اگر ان کے مابین کسی قسم کی رنجش ہوتی تو کیا یہ دونوں حضرات ایک دوسرے کی فضیلت بیان فرماتے؟ یہ احادیث مبارکہ ان کی باہم محبت کی واضح مثالیں ہیں۔

سیدنا عمر و سیدنا علی رضی اللہ عنہما کی باہم محبت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دورِ فاروقی میں مدائن کی فتح کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں مالِ غنیمت جمع کر کے تقسیم کرنا شروع کیا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہیں ایک ہزار درہم نذر کیے۔ پھر امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہیں بھی ایک ہزار درہم پیش کیے۔ پھر آپ کے صاحبزادے عبد اللہ رضی اللہ عنہ آئے تو انہیں پانچ سو درہم دیے۔ انہوں نے عرض کی، اے امیر المؤمنین! جب میں عہدِ رسالت میں جہاد کیا کرتا تھا اس وقت حسن و حسین بچے تھے اور گلیوں میں کھیلا کرتے تھے۔ جبکہ آپ نے اُنہیں ہزار ہزار اور مجھے پانچ سو درہم دیئے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تم عمر کے بیٹے ہو جبکہ ان کے والد علی المرتضیٰ، والدہ فاطمۃ الزہرا، نانا رسول اللہ ﷺ، نانی خدیجۃ الکبریٰ، چچا جعفر طیار، پھوپھی اُم ہانی، ماموں ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ، خالہ رقیہ واُم کلثوم وزینب رسول کریم ﷺ کی بیٹیاں ہیں رضی اللہ عنہم۔ اگر تمہیں ایسی فضیلت ملتی تو تم ہزار درہم کا مطالبہ کرتے۔ یہ سن کر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

جب اس واقعہ کی خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو انہوں نے فرمایا، میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ "عمر اہلِ جنت کے چراغ ہیں"۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچا تو آپ بعض صحابہ کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور دریافت کیا، اے علی! کیا تم نے سنا

749...الصواعق المحرقۃ، المقصد الخامس ممااشارت الیہ۔۔۔الخ

ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے مجھے اہلِ جنت کا چراغ فرمایا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہاں! میں نے خود سنا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے علی! میری خواہش ہے کہ آپ یہ حدیث میرے لیے تحریر کر دیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث لکھی،

"یہ وہ بات ہے جس کے ضامن علی بن ابی طالب ہیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اُن سے جبریل علیہ السلام نے، اُن سے اللہ تعالیٰ نے کہ:

اَنَّ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ سِرَاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔

عمر بن خطاب اہلِ جنت کے چراغ ہیں"۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی یہ تحریر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لے لی اور وصیت فرمائی کہ جب میرا وصال ہو تو یہ تحریر میرے کفن میں رکھ دینا۔ چنانچہ آپ کی شہادت کے بعد وہ تحریر آپ کے کفن میں رکھ دی گئی۔[750]

اگر ان کے مابین کسی قسم کی مخاصمت ہوتی تو کیا یہ دونوں حضرات ایک دوسرے کی فضیلت بیان فرماتے؟ یہ واقعہ ان کی باہم محبت کی بہت عمدہ دلیل ہے۔

دار قطنی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی بات پوچھی جس کا انہوں نے جواب دیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے ابوالحسن! میں اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں ایسے لوگوں میں رہوں جن میں آپ نہ ہوں۔[751]

اسی طرح جب رسول کریم ﷺ نے فرمایا، "اے اللہ! جس کا میں دوست ہوں اس کے علی بھی دوست ہیں۔ اے اللہ! اس سے دوستی رکھ جو اِن سے دوستی رکھے اور اس سے دشمنی رکھ جو اِن سے دشمنی رکھے"۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُن سے ملے تو فرمایا، اے ابنِ ابو طالب! آپ کو مبارک ہو کہ

750...ریاض النضرة فی مناقب العشرة، الباب الثانی فی مناقب امیر المؤمنین ابی حفص، الفصل الثامن فی شهادة النبی ﷺ

751...الصواعق المحرقة، المقصد الخامس مما اشارت الیه۔۔۔ الخ

آپ ہر صبح وشام ہر ایمان والے مرد وعورت کے دوست ہیں۔[752]

دار قطنی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ دو بدو کسی جھگڑے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کا فیصلہ کرنے کا حکم دیا۔ ان میں سے ایک بولا، یہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے گا؟ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا، تیرا برا ہو۔ تجھے علم ہے کہ یہ کون ہیں؟ یہ تیرے اور ہر مومن کے آقا ہیں اور جس کے یہ آقا نہیں وہ مومن ہی نہیں۔[753]

اس واقعہ سے بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کس قدر محبت تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ امورِ سلطنت کے وقت کسی سے نہیں ملتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ملاقات کی اجازت طلب کی تو نہیں ملی۔ اس دوران امام حسن رضی اللہ عنہ بھی ملاقات کے لیے آگئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت نہیں ملی تو مجھے بھی اجازت نہیں ملے گی۔ یہ سوچ کر واپس جانے لگے۔

کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع کر دی تو آپ نے فرمایا، انہیں میرے پاس لاؤ۔ جب وہ آئے تو فرمایا، آپ نے آنے کی خبر کیوں نہ کی؟ امام حسن رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے سوچا، جب بیٹے کو اجازت نہیں ملی تو مجھے بھی نہیں ملے گی۔

آپ نے فرمایا، وہ عمر کا بیٹا ہے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں اس لیے آپ اجازت کے زیادہ حق دار ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کو جو عزت ملی ہے وہ اللہ کے بعد اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلبیت کے ذریعے ملی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آئندہ جب آپ آئیں تو اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں۔[754]

ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں جس سے سیدنا عمر و علی رضی اللہ عنہما میں محبت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

752...مسند امام احمد بن حنبل، حدیث البراء بن عازب، حدیث:18479

753...الصواعق المحرقۃ، المقصد الخامس مما اشارت الیہ۔۔۔الخ

754...الصواعق المحرقۃ، المقصد الخامس مما اشارت الیہ۔۔۔الخ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جب شدید علیل ہو گئے تو آپ نے کھڑکی سے سر مبارک باہر نکال کر صحابہ سے فرمایا، اے لوگو! میں نے ایک شخص کو تم پر خلیفہ مقرر کیا ہے کیا تم اس کام سے راضی ہو؟

سب لوگوں نے متفق ہو کر کہا، اے خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم بالکل راضی ہیں۔ اس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہا، وہ شخص اگر عمر رضی اللہ عنہ نہیں ہیں تو ہم راضی نہیں ہیں۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، بیشک وہ عمر ہی ہیں۔ (755)

اسی طرح امام محمد باقر رضی اللہ عنہ حضرت جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وصال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غسل دے کر کفن پہنایا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمانے لگے، ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، میرے نزدیک تم میں سے کوئی شخص مجھے اس (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) سے زیادہ محبوب نہیں کہ میں اس جیسا اعمال نامہ لیکر بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوں۔ (756)

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات میں کس قدر پیار و محبت تھی۔ اور فاروقی تربیت ہی کا نتیجہ تھا کہ جب ایک حاسد شخص نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے ان کی خوبیاں بیان کیں پھر پوچھا، یہ باتیں تجھے بری لگیں؟ اس نے کہا، ہاں۔

آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل وخوار کرے۔ جا دفع ہو اور مجھے نقصان پہنچانے کی جو کوشش کر سکتا ہو کر لے۔ (757)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "قیامت کے دن میرے حسب و نسب کے سوا ہر سلسلۂ نسب منقطع ہو جائے گا"۔ اسی بناء پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ان کی صاحبزادی سیدہ اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگ لیا۔ اور ان سے آپ کے ایک فرزند زید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

755...تاریخ الخلفاء، اقوال الصحابہ والسلف فیہ

756...طبقات کبریٰ، ذکر استخلاف عمر

757...بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث:3704

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد بھی قابلِ غور ہے، آپ فرماتے ہیں کہ "جب تم صالحین کا ذکر کرو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کبھی فراموش نہ کرو"۔ (758)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور عظمتِ شیخین رضی اللہ عنہما:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما ایک دوسرے کی خوشی کو اپنی خوشی اور دوسرے کے غم کو اپنا غم سمجھتے تھے۔ شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۱۶۸ پر لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدہ فاطمہ کا رشتہ مانگنے کے لیے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے قائل کیا۔ اسی کتاب میں مرقوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے لیے ضروری سامان خریدنے کے لیے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ذمہ داری سونپی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھریلو معاملات میں بھی خاص قرب حاصل تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے جسم اقدس کے پاس کھڑا تھا کہ ایک صاحب نے میرے پیچھے سے آکر میرے کندھے پر اپنی کہنی رکھی اور فرمایا، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! بے شک مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں دوستوں (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کا ساتھ عطا کرے گا کیونکہ میں نے بار بار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ 'میں تھا اور ابو بکر و عمر'، 'میں نے یہ کہا اور ابو بکر و عمر نے'، 'میں چلا اور ابو بکر و عمر'، 'میں داخل ہوا اور ابو بکر و عمر'، "میں نکلا اور ابو بکر و عمر'۔ (رضی اللہ عنہما) میں نے پیچھے مڑ کے دیکھا تو وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے۔ (759)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصی قرب و محبت کے باعث سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے دلی محبت رکھتے تھے۔

ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، میں نے خطبہ میں آپ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ

758...مسند امام احمد، مسند السیدۃ عائشۃ، حدیث:25206

759...بخاری، کتاب فضائل الصحابۃ، باب مناقب عمر بن الخطاب، حدیث:3685

"اے اللہ! ہم کو ویسی ہی صلاحیت عطا فرما جیسی تو نے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کو عطا فرمائی تھی"۔ ازراہِ کرم آپ مجھے ان ہدایت یاب خلفائے راشدین کے نام بتا دیں۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا،

وہ میرے دوست ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ ان میں سے ہر ایک ہدایت کا امام اور شیخ الاسلام تھا۔ رسول کریم ﷺ کے بعد وہ دونوں قریش کے مقتدیٰ تھے، جس شخص نے ان کی پیروی کی وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت میں داخل ہو گیا۔[760]

یہی واقعہ شیعہ حضرات کی کتاب تلخیص الشافی جلد ۳ صفحہ ۲۱۸ پر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، یہ بات صحیح روایات سے ثابت اور تواتر سے نقل ہوتی چلی آئی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں اپنے رفقاء کے سامنے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تعریف و توصیف کے ساتھ ساتھ ان کی افضلیت کو برملا اور علانیہ بیان کرتے رہے ہیں۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اَسّی (۸۰) سے زیادہ حضرات سے صحیح سندوں کے ساتھ ثابت کیا ہے اور صحیح بخاری کے حوالے سے بھی بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، نبی کریم ﷺ کے بعد سب لوگوں سے افضل ترین ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ۔ آپ کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے کہا، پھر آپ؟ تو آپ نے فرمایا، میں ایک عام مسلمان ہوں۔[761]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے افضل کہنے والوں کے لیے دُرّوں کی سزا تجویز فرمائی ہے، شیعہ حضرات کی اسماء الرجال کی معتبر کتاب رجال کشی کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔ سفیان ثوری، محمد بن سکندر رحمہما اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے منبر پر بیٹھے

760... تاریخ الخلفاء، اقوال الصحابہ والسلف فیہ

761... تکمیل الایمان، ص166

ہوئے دیکھا کہ وہ فرمارہے تھے، اگر میرے پاس کوئی ایسا شخص آئے جو مجھے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتا ہو تو میں اس کو ضرور دُرّے لگاؤں گا جو کہ بہتان لگانے والے کی سزا ہے۔ (762)

اسی کتاب میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ موجود ہے کہ "حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی محبت ایمان ہے اور ان کا بغض کفر ہے"۔ (763)

پھر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں، محبتِ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہی تقاضا ہے کہ محبوب کی اطاعت کیجیے (یعنی سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو ساری امت سے افضل مانیے) اور اُس کے غضب اور اَسّی کوڑوں کے استحقاق سے بچیے۔ (764)

شیعہ حضرات یہ کہہ کر انکار کر دیتے ہیں کہ "یہ ساری باتیں تقیہ کے طور پر کہی گئی تھیں۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرات شیخین کی تعریف محض جان کے خوف اور دشمنوں کے ڈر سے کیا کرتے تھے۔ اگر ایسا نہ کرتے تو ان کی جان کو خطرہ تھا مگر دلی طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرات شیخین کے خلاف تھے"۔

شیعوں کے اس بیان میں قطعاً کوئی صداقت نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو شیر خدا تھے اور مرکزِ دائرۂ حق تھے، اتنے بزدل، مغلوب اور عاجز ہو گئے تھے کہ وہ حق بیان کرنے سے قاصر رہے اور ساری زندگی خوف و عجز میں گزار دی، پھر اسد اللہ الغالب کا لقب کیا معنی رکھتا ہے؟" (765)

سیدنا علی المرتضیٰ حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ سے محبت کا دعویٰ کرنے والے آپ کا یہ ارشاد بھی دل کے کانوں سے سن لیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سب سے بہتر ہیں۔ کسی مومن کے دل میں میری محبت اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا بغض کبھی یکجا نہیں ہو

762... فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل، حدیث:484

763... مسند الفردوس، باب الحاء، الرقم:2541، ج1، ص346، تاریخ الخلفاء، ص50

764... فتاوی رضویہ، رسالہ اعتقاد الاحباب، ج29، ص371

765... تکمیل الایمان، ص167

سکتے۔ [766]

حضرات شیخین رضی اللہ عنہما اور ائمہ اہلبیت:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص میرے والد امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا، مجھے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ بتائیں۔ آپ نے فرمایا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق؟ اس نے کہا، آپ اُنہیں صدیق کہتے ہیں؟

آپ نے فرمایا، تجھے تیری ماں روئے! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، مہاجرین وانصار صحابہ کرام نے ان کا نام صدیق رکھا ہے اور جو انہیں صدیق نہ کہے، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی بات کو سچا نہ کرے۔ یہاں سے چلا جا اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھ۔

دار قطنی رحمہ اللہ نے عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ میں نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے تلوار کو ملمع کروانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا، اس میں کوئی حرج کی بات نہیں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی تلوار کو ملمع کروایا ہوا تھا۔ میں نے کہا، آپ انہیں صدیق کہتے ہیں؟ فرمایا، ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں اور جو انہیں صدیق نہ کہے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی بات کو سچا نہ کرے۔

اسی طرح امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی بیان ہوا ہے کہ جیسے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شفاعت کی امید رکھتا ہوں ویسے ہی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بھی شفاعت کی امید رکھتا ہوں۔ انہوں نے مجھے دو بار جنا ہے۔ [767]

دو بار جننے کا مفہوم یہ ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی والدہ اُمِ فروہ کے والد قاسم بن محمد بن ابو بکر اور ان کی والدہ اسماء بنت عبد الرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہم ہیں۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا، جو شخص سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو بھلائی کے ساتھ نہ یاد کرے، میں اُس شخص سے بالکل بیزار اور الگ ہوں۔ [768]

766... معجم الاوسط، من اسمہ علی، حدیث: 3920

767... الصواعق المحرقہ، المقصد الخامس مما اشارت الیہ

768... تاریخ الخلفاء، من اقوال الصحابہ والسلف فیہ

حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس رافضی آئے اور کہا، آپ حضراتِ شیخین یعنی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بیزاری اظہار کریں تو ہم آپ سے بیعت کر لیں گے۔ آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا، خارجیوں نے سب سے اظہارِ بیزاری کیا مگر سیدنا ابو بکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق وہ کچھ نہ کہہ سکے۔ جبکہ تم لوگوں نے خوارج سے بھی اوپر چھلانگ لگا کر ان دونوں سے بیزاری کا اظہار کر دیا۔ اب باقی کون رہا؟ خدا کی قسم! تم نے سب سے بیزاری کا اظہار کر دیا ہے۔[769]

آپ نے یہ بھی فرمایا، میں نہیں جانتا کہ سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے کون بیزاری کا اظہار کرتا ہے؟ خدا کی قسم! سیدنا ابو بکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے بیزاری کا اظہار کرنا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیزاری کا اظہار ہے خواہ کوئی پہلے کرے یا بعد میں کرے۔

دار قطنی رحمہ اللہ نے سالم بن ابی حفصہ سے بیان کیا جو کہ شیعہ ہے مگر ثقہ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے امام ابو جعفر محمد باقر اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما سے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے بارے میں دریافت کیا تو دونوں نے یہ جواب دیا، اے سالم! ان دونوں (یعنی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) سے محبت رکھ اور ان کے دشمنوں سے اظہارِ بیزاری کر کیونکہ یہ دونوں امامِ ہدایت ہیں۔[770]

اسی سے یہ روایت بھی ہے کہ میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، وہ بیمار تھے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا، ”میں سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے دوستی اور محبت رکھتا ہوں۔ اے اللہ! اگر اس کے سوا میرے دل میں کوئی اور بات ہو تو مجھے قیامت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو“۔ یہ آخری جملہ شیعہ راوی پر اتمامِ حجت کے لیے فرمایا کیونکہ وہ ایسے اقوال سن کر کہہ دیتے ہیں کہ انہوں نے تقیہ کیا تھا۔[771]

جب امام باقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ ایسی باتیں تقیہ کے طور پر کہتے ہیں اور آپ کے دل میں اس کے خلاف باتیں ہیں تو آپ نے فرمایا، خوف زندوں سے ہوا کرتا ہے، قبر والوں

769...الصواعق المحرقہ، المقصد الخامس مما اشارت الیہ
770...الصواعق المحرقہ، المقصد الخامس مما اشارت الیہ
771...الصواعق المحرقہ، المقصد الخامس مما اشارت الیہ

سے نہیں ہوتا۔ (772)

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا، خدا کی قسم! میں ان سے محبت رکھتا ہوں اور میرے علم کے مطابق تمام اہلبیت بھی ان دونوں سے محبت رکھتے ہیں۔ (773)

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک گروہ دیکھا جو خلفائے ثلاثہ کو برا کہنے میں مصروف تھا۔ آپ نے ان سے فرمایا، کیا تم اولین مہاجرین میں سے ہو جن کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے؟

اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِنَ اللهِ وَرِضْوَاناً وَّیَنْصُرُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِکَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ (774)

جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے، اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے اور اللہ و رسول کی مدد کرتے، وہی سچے ہیں"۔

انہوں نے کہا، نہیں! ہم وہ لوگ نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا، پھر کیا تم اس آیت کا مصداق ہو (جو انصار کی شان میں نازل ہوئی)؟

وَ الَّذِیْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَ الْاِیْمٰنَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَ لَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (775)

772... تکمیل الایمان، ص168

773... الصواعق المحرقہ، المقصد الخامس مما اشارت الیہ

774... پ28، حشر:8

775... پ28، حشر:9

”اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنالیا، دوست رکھتے ہیں اُنہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے ،اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اُس چیز کی جو (مہاجرین کو اموالِ غنیمت) دیے گئے ، اور اپنی جانوں پر ان (مہاجرین) کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو، اور جو نفس کے لالچ سے بچایا گیا، تو وہی کامیاب ہیں“۔

انہوں نے جواب دیا، نہیں۔ امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہمانے فرمایا، تم نے خود ان دو گروہوں مہاجرین وانصار میں سے نہ ہونے کا اعتراف کر لیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے بھی نہیں ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔[776]

وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ[777]

”اور وہ جو اُن (مہاجرین و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کے بعد آئے ، عرض کرتے ہیں ، اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے، اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے رب ہمارے بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے“۔

کیونکہ ان آیات میں مومنوں کی تین ہی قسمیں بیان ہوئیں۔ مہاجرین، انصار اور ان کے بعد والے جو ان کے تابع ہوں اور ان کی طرف دل میں کوئی کدورت نہ رکھیں اور ان کے لیے دعائے مغفرت کریں۔ پس جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے کدورت اور بغض رکھے، رافضی ہو یا خارجی، وہ مسلمانوں کی ان تینوں قسموں سے خارج ہے۔

رب تعالیٰ حق کو سمجھنے کی اور حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ، اُن کے اہلبیت اور ان کے اصحاب کی سچی محبت اور تعظیم نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلی الہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

776...الصواعق المحرقہ، المقصد الخامس مما اشارت الیہ

777...پ28، حشر:10

مآخذ و مراجع

قرآن کریم	
قرآن کریم	اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ
کنزالایمان (ترجمہ)	امام احمد رضا محدث بریلوی (۱۳۴۰ھ)
کتب تفاسیر	
تنویر المقیاس	سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (۶۸ھ)
جامع البیان	امام ابو جعفر ابن جریر الطبری (۳۱۰ھ)
معالم التنزیل	امام ابو محمد الحسین البغوی (۵۱۶ھ)
التفسیر الکبیر	امام فخر الدین محمد الرازی (۶۰۶ھ)
الجامع لاحکام القرآن	امام محمد مالکی القرطبی (۶۶۸ھ)
تفسیر خازن	امام علی بن محمد خازن (۷۲۵ھ)
تفسیر القرآن العظیم	امام عماد الدین ابن کثیر (۷۷۴ھ)
الدر المنثور	امام جلال الدین السیوطی (۹۱۱ھ)
روح البیان	علامہ اسماعیل حقی حنفی (۱۱۳۷ھ)
تفسیر مظہری	علامہ قاضی ثناء اللہ حنفی (۱۲۲۵ھ)
روح المعانی	علامہ سید محمود آلوسی (۱۲۷۰ھ)
خزائن العرفان	علامہ سید محمد نعیم الدین (۱۳۶۷ھ)
نور العرفان	مفتی احمد یار خاں نعیمی (۱۳۹۱ھ)
تفسیر ضیاء القرآن	جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری
تفسیر نجوم الفرقان	علامہ مفتی عبد الرزاق بھترالوی
کتب احادیث وشروح	

مسند الامام الاعظم	امام ابو حنیفۃ نعمان بن ثابت (۱۵۰ھ)
مؤطاللامام مالک	امام مالک بن انس المدنی (۱۷۹ھ)
مصنف عبد الرزاق	امام عبد الرزاق بن ہمام (۲۱۱ھ)
مصنف ابن ابی شیبۃ	امام عبد اللہ بن محمد الکوفی (۲۳۵ھ)
مسند الامام احمد	امام احمد بن حنبل الشیبانی (۲۴۱ھ)
سنن دارمی	امام ابو محمد عبد اللہ دارمی (۲۵۵ھ)
الصحیح للبخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری (۲۵۶ھ)
الصحیح للمسلم	امام مسلم بن حجاج القشیری (۲۶۱ھ)
الجامع للترمذی	امام محمد بن عیسیٰ الترمذی (۲۷۹ھ)
السنن لابی داؤد	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث (۲۷۵ھ)
السنن لابن ماجۃ	امام محمد بن یزید بن ماجۃ (۲۷۳ھ)
مسند البزار	امام احمد عمرو بن عبد الخالق بزار (۲۹۲ھ)
السنن للنسائی	امام احمد بن شعیب النسائی (۳۰۳ھ)
مسند ابو یعلیٰ	امام احمد بن علی التمیمی (۳۰۷ھ)
صحیح ابن حبان	امام محمد بن حبان التمیمی (۳۵۴ھ)
المعجم الکبیر	امام سلیمان بن احمد الطبرانی (۳۶۰ھ)
المعجم الاوسط	امام سلیمان بن احمد الطبرانی (۳۶۰ھ)
المعجم الصغیر	امام سلیمان بن احمد الطبرانی (۳۶۰ھ)
سنن الدار قطنی	امام علی بن عمر الدار قطنی (۳۸۵ھ)
المستدرک	امام محمد بن عبد اللہ الحاکم (۴۰۵ھ)
دلائل النبوۃ	امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ (۴۳۰ھ)
السنن الکبریٰ	امام احمد بن حسین البیہقی (۴۵۸ھ)

دلائل النبوۃ	امام احمد بن حسین البیہقی (۴۵۸ھ)
شعب الایمان	امام احمد بن حسین البیہقی (۴۵۸ھ)
مشکوٰۃ المصابیح	امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ (۷۴۲ھ)
مجمع الزوائد	امام نور الدین علی الھیثمی (۸۰۷ھ)
الجامع الصغیر	امام جلال الدین السیوطی (۹۱۱ھ)
خصائص الکبریٰ	امام جلال الدین السیوطی (۹۱۱ھ)
شرح صحیح مسلم	امام یحییٰ بن شرف نووی (۶۷۶ھ)
عمدۃ القاری	امام بدر الدین عینی حنفی (۸۵۵ھ)
فتح الباری	امام احمد بن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ)
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	علامہ علی بن سلطان القاری (۱۰۱۴ھ)
اشعۃ اللمعات	شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ)
مراٰۃ شرح مشکوٰۃ	مفتی احمد یار خاں نعیمی (۱۳۹۱ھ)
نزھۃ القاری	علامہ شریف الحق امجدی (۱۴۲۱ھ)
کتب سیرت و تاریخ و متفرقہ	
السیرۃ النبویۃ	امام عبد الملک بن ہشام (۲۱۳ھ)
الطبقات الکبریٰ	امام محمد بن سعد الزہری (۲۳۰ھ)
فضائل الصحابۃ	امام احمد بن شعیب النسائی (۳۰۳ھ)
تاریخ الامم والملوک	علامہ ابو جعفر ابن جریر الطبری (۳۱۰ھ)
استیعاب	حافظ ابو عمرو ابن عبد البر مالکی (۴۶۳ھ)
کتاب الشفاء	امام قاضی عیاض مالکی (۵۴۴ھ)
تاریخ دمشق الکبیر	حافظ ابو القاسم علی ابن عساکر (۵۷۱ھ)
اسد الغابہ	علامہ علی المعروف بابن الاثیر (۶۳۰ھ)

الکامل فی التاریخ	علامہ علی المعروف بابن الاثیر (۶۳۰ھ)
الریاض النضرۃ	علامہ ابو جعفر احمد الطبری (۶۹۴ھ)
شفاء السقام	علامہ علی تقی الدین سبکی (۷۴۶ھ)
البدایہ والنہایہ	امام عماد الدین ابن کثیر (۷۷۴ھ)
شرح عقائد نسفی	علامہ سعد الدین مسعود تفتازانی (۷۹۱ھ)
تاریخ ابن خلدون	علامہ عبد الرحمن ابن خلدون (۸۰۸ھ)
الاصابہ	امام احمد ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ)
لسان المیزان	امام احمد ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ)
المواہب اللدنیہ	علامہ احمد بن محمد قسطلانی (۹۱۱ھ)
وفاء الوفاء	علامہ نور الدین علی سمہودی (۹۱۱ھ)
تاریخ الخلفاء	امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ)
الصواعق المحرقۃ	علامہ احمد بن حجر مکی (۹۷۴ھ)
مدارج النبوت	شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ)
جذب القلوب	شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ)
تکمیل الایمان	شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ)
ازالۃ الخفاء	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۹ھ)
تحفہ اثنا عشریہ	شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (۱۲۲۹ھ)
عرفان شریعت	امام احمد رضا محدث بریلوی (۱۳۴۰ھ)
اعتقاد الاحباب	امام احمد رضا محدث بریلوی (۱۳۴۰ھ)
حدائقِ بخشش	امام احمد رضا محدث بریلوی (۱۳۴۰ھ)
الشرف المؤبد	علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی (۱۳۵۰ھ)
سوانح کربلا	علامہ سید محمد نعیم الدین (۱۳۶۷ھ)

بہار شریعت	علامہ محمد امجد علی قادری (۱۳۷۶ھ)
کتب شیعہ	
تفسیر قمی	ابوالحسن علی بن ابراھیم قمی (۳۰۷ھ)
الاصول من الکافی	ابو جعفر محمد کلینی (۳۲۹ھ)
التبیان فی تفسیر القرآن	ابو جعفر محمد طوسی (۳۸۵ھ)
تلخیص الشافی	ابو جعفر محمد طوسی (۳۸۵ھ)
مجمع البیان	ابو علی فضل بن حسن طبرسی (۵۴۸ھ)
شرح نہج البلاغۃ	کمال الدین میثم البحرانی (۶۷۹ھ)
رجال کشی	ابو عمرو محمد بن عمر (۴۱۵ھ)
جلاء العیون	ملا باقر مجلسی (۱۱۱۰ھ)